مصباح النور

فی قرۃ العیون والصدور

تصنیف و تالیف

حافظ محمد حبیب اللہ قریشی الہاشمی

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور - کراچی پاکستان

مصباحُ النُّور

فی قرۃ العیون والصّدور

تصنیف وتالیف

حافظ محمد حبیب اللہ قریشی الہاشمی

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور - کراچی پاکستان

marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	مصباح النور (فی قرۃ العیون والصدور)
تصنیف و تالیف	حافظ محمد حبیب اللہ قریشی الہاشمی
تاریخ اشاعت	اکتوبر 2004ء
تعداد	ایک ہزار
ناشر	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
کمپیوٹر کوڈ	1Z436
قیمت	-/81 روپے

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔فون: 7221953 فیکس:۔ 042-7238010

9۔الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔فون: 7225085-7247350

14۔انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون: 021-221201-2630411۔ فیکس:۔ 021-2210212

e-mail:- sales@zia-ul-quran.com

Visit our website:- www.zia-ul-quran.com

marfat.com

انتساب

یہ حقیر پر تقصیر بندہ اپنی اس کتاب مصباح النور فی قرۃ العیون والصدور کو حضور پرنور شافع یوم النشور۔ خلاصہ کائنات۔ اصل الموجودات۔ سید الانبیاء۔ تاجدار مدینہ۔ قرار قلب وسینہ۔ فیض گنجینہ۔ باعث نزول سکینہ۔ شہنشاہ کون و مکان۔ باعث تخلیق انس و جاں۔ دانائے سبل۔ ختم الرسل۔ مولائے کل۔ سید المرسلین۔ خاتم النبیین۔ شفیع المذنبین۔ رحمۃ للعالمین۔ احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کرتا ہوں جن کی نظر کرم سے ہاتھوں کو تقویت دل کو توانائی اور آنکھوں کو ضیا ملی۔ میرے آقا میرے مولا میری اس حقیر کوشش کو اپنی بارگاہ بے کس پناہ میں شرف قبولیت عطا فرمانا۔

سگ آستانہ خضریٰ۔ وگدائے کوچہ الفت

حافظ محمد حبیب اللہ قریشی الہاشمی

marfat.com

نذرانہ عقیدت

نواسہ رسول جگر گوشہ بتول

کے حضور

عقیدت کے چند پھول

یہ عاجز بندہ اپنی اس تصنیف مصباح النور فی قرۃ العیون والصدور کو نواسہ رسول جگر گوشہ بتول کے حضور پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے جنہوں نے اپنے خون جگر سے گلشن اسلام کی آبیاری کی۔ اور ان شہیدوں کا مقدس خون آج بھی عالم اسلام کو یہ پیغام دے رہا ہے۔

چڑھ جائے کٹ کے سر تیرا نیزے پہ تو کر قبول
لیکن یزیدیوں کی اطاعت نہ کر قبول

خاکپائے اہل بیت اطہار
حافظ محمد حبیب اللہ قریشی الہاشمی

marfat.com

فہرست مضامین

عرض مصنف 9
حرف مدعا 13
تیرا وجود الکتاب 18
مقدمہ 19
نگاہ اولین 28
بلغ العلی بکمالہ 33
قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ 34
نور نور 43
صبح بہاراں 44
آنچہ خوباں ہمہ دارند 45
غلو کیا ہے 48
پیر گولڑوی کا نذرانہ 51
راز دار کن فکاں 52
فاحببت 54
اوّل ما خلق اللہ نوری 57
والخلق کُلُّھم من نوری 58
نوری وجود کی تخلیق 61
مثل نورہ 62
اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّیٌّ 64
آئینہ زجاجہ نور کا 65
فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا 68
خصوصیات نبوی ذاتی وصفاتی 70
وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا 76
رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَيْكَ 79
نذرانہ درود پاک 81
شاہکار ربوبیت کا جسمانی تناسب 82
حسن سراپا روئے تاباں 83
قرآن اور چہرہ انور کی قسم 83
چہرہ مصطفیٰ نیر تاباں 86
چہرہ مصطفیٰ حسن بے مثال 87
چہرہ اقدس کا سراپا 89
چہرہ مصطفیٰ کا چاند سے موازنہ 90
سوزن گم شدہ 92
حجر اسود اور چہرۂ اقدس 93
چہرۂ اقدس میں حقیقت کا مظہر 94
جلوۂ حسن و جمال مخفی رکھا گیا 95
آپ کی زیارت آنکھوں کی ٹھنڈک 99
لذت دیدار سے آنکھیں نہ جھپکنا 100
مشتاقان جمال کی بے تابی 101
حضور کے نورانی خدوخال 102
قد مبارک 102
سر مبارک 103

marfat.com

ترمذی شریف	امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی
شمائل ترمذی	امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی
مشکوۃ شریف	امام ابومحمد حسین بن مسعود الفراء البغوی
شفا شریف	امام قاضی عیاض
شرح شفا	امام ملا علی قاری
شرح شفا	امام خفاجی رحمۃ اللہ علیہ
خصائص کبریٰ	امام جلال الدین سیوطی
فتح الباری شرح صحیح بخاری	امام ابن حجر عسقلانی
زرقانی علی المواہب	علامہ امام قسطلانی و امام زرقانی
مدارج النبوۃ	شاہ محمد عبدالحق محدث دہلوی
معارج النبوۃ	مولانا معین الدین وعظ
شواہد النبوۃ	مولانا عبدالرحمٰن جامی
مجموعہ فتاویٰ	مولانا عبدالحی لکھنوی
سیرت سید الوریٰ	مولانا عبدالدائم ۔ دائم
رحمۃ اللعالمین	علامہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری
انوار آفتاب صداقت	علامہ قاضی فضل احمد نقشبندی
نشر الطیب	مولوی اشرف علی تھانوی
امداد السلوک	مولوی رشید احمد گنگوہی
الذکر الجمیل	مولانا محمد شفیع اوکاڑوی
العطور المجموعہ	مولانا محمد اقبال صاحب
پیکر جمال	پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری

marfat.com

تقریظ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ پیکر حسن و جمال بھی ہیں اور قاسم رنگ و نور بھی ہیں کائنات میں موجود حسن کا ہر جلوہ اور جمال کا ہر رنگ بلاشبہ حسن محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ ہے۔

ہو نہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو — چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
یہ نہ ساقی ہو تو مے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو — بزم توحید بھی دنیا میں نہ ہو تم بھی نہ ہو
خیمہ افلاک کا ایستادہ اسی نام سے ہے — نبض ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور ہر دور میں سنجیدہ فکر انسان نے نذرانہ عقیدت و محبت پیش کیا ہے اور جس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاں جتنی بھی خیرات ملی وہ اتنا ہی عظیم ہو گیا کیونکہ عظمتیں، رفعتیں اور بلندیاں اسی دہلیز حسن پہ بٹنے والی خیرات ہیں۔ حضور علیہ السلام کے حسن و جمال سے خوشہ چینی کرنے والوں میں ہی ایک نام علامہ حافظ محمد حبیب اللہ قریشی ہاشمی ہے اگرچہ حضرت والا شان نے کچھ اور کتابیں بھی تصنیف فرمائیں مگر یقین ہے کہ اپنے موضوع کی عظمت کے باعث ان کی تصنیف "مصباح النور" بے پناہ مقبولیت حاصل کرے گی۔ "مصباح النور" کا عنوان دراصل عنوان حسن ہے، عنوان جمال ہے اور موضوع نکہت و نور ہے اس کتاب کا مطالعہ قارئین کو دنیا کی عظیم ترین متاع حب رسول اور عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سوغات عطا کرے گا۔ حضرت علامہ حافظ محمد حبیب اللہ صاحب مدظلہ العالی کی شخصیت اگرچہ اپنی علمی مقام و مرتبے کے اعتبار سے محتاج تعارف نہیں نیز شاتمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تیغ براں کی حیثیت رکھتے ہیں مگر "مصباح

marfat.com

النور"، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے ساتھ آپ کی بے پناہ محبت کی مظہر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دین اسلام کی ترویج اور مسلک محبت کی اشاعت کا کام جتنا علامہ حافظ صاحب نے کیا ہے بہت کم لوگوں کا مقدر بنتا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی توفیق کے ساتھ ساتھ حضرت کو عمر خضر عطا فرمائے اور ان کی اس تصنیف کو اپنی دنیا تک دنیا کے لئے نشان محبت بنائے۔ آمین یارب العالمین۔

از علامہ سید ریاض حسین شاہ صاحب
ڈائریکٹر ادارہ تحقیقاتِ اسلامیہ
خیابان سرسید۔ راولپنڈی

marfat.com

کلمات تحسین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حضرت العلام علامہ حافظ محمد حبیب اللہ قریشی الہاشمی زید مجدہ العالی۔ علم وعمل کا حسین امتزاج ہونے کے ساتھ ساتھ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں پوری طرح رنگے ہوئے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ اشاعت اسلام اور خدمت دین کا جذبہ ان کی ذات والا صفات میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ بالخصوص ناموس رسالت کا تحفظ اور بے دینوں کی ریشہ دوانیاں کو منظر عام پر لانے کے لئے وہ نہایت مخلص اور جذبۂ صادقہ سے سرشار ہیں۔ حضرت علامہ کی ذات والا صفات علمائے اہل سنت کے لئے مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہے کہ اس پیرانہ سالی میں ان کا شوق خدمت دین پر لانے کیلئے ہمہ وقت سرشار رہتے ہیں۔

علامہ موصوف کی زیر نظر کتاب ''مصباح النور'' اول سے آخر تک پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس کتاب میں سراپائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور فضائل وکمالات کو جس عقیدت اور محبت سے سپرد قلم کیا گیا اور علم کا جو خزانہ مدلل انداز میں ہدیۂ قارئین ہوا وہ حضرت حافظ صاحب کی علمی شخصیت اور حسنِ عقیدت کا آئینہ دار ہے۔

''مصباح النور'' میں اپنے آقا کے حسن و جمال سے آگاہی طالب علم کے لئے علمی موتی بھی ہیں اور وعظ و خطابت کے میدان کو رونق بخشنے والے خطیب کے لئے ادب کی چاشنی بھی ہے۔

حضرت علامہ مولانا حافظ محمد حبیب اللہ صاحب مدظلہ نے ''مصباح النور'' کو لکھ کر اندھیروں کی وادیوں میں بھٹکنے والوں کو روشنی کی شاہراہ پر گامزن ہونے کی راہ دکھائی ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو شرف قبولیت عطا فرمائے امت مسلمہ کے لئے نافع بنائے اور حضرت مصنف زید مجدہ کو صحت کاملہ اور اجر عظیم عطا فرماوے آمین بجاہ حبیبک الکریم

حضرت علامہ محمد صدیق ہزاروی صاحب، شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

marfat.com

تقریظ

کتاب ''مصباح النور'' نظر سے گذری، پڑھنے سے اندازہ ہوا کہ مصنف زید مجدہ جہالت کی تاریکیوں میں علم کا چراغ روشن کئے ہوئے ہیں اور اس چراغ کی روشنی میں لوگوں کو مضبوطی کے ساتھ دین سے وابستہ کرنا چاہتے ہیں۔ موصوف تحقیق اور تدقیق میں مہارت تامہ رکھتے ہیں۔ ان کی ایک کتاب ''ضرب حیدریہ'' کا میں نے بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے اور میں بے حد متاثر ہوا ہوں اسی طرح قرآن وسنت کی روشنی میں عقائد کی تعلیمات پر ان کی دیگر کتابیں بھی ہیں جو اپنی نظیر نہیں رکھتیں۔ دراصل میں ہر دور میں کوئی نہ کوئی فتنہ اہل ایمان کی آزمائش کے لئے ضرور رونما ہوا کرتا ہے اور جب فتنہ حقیقی شکل میں سامنے آیا وہ حق کے ردعمل میں سامنا نہ کر سکا اور فوراً ہی مٹ گیا۔ جیسے جبریہ۔ قدریہ۔ مرزائیت کے علاوہ معتزلہ واضح مثالیں ہیں لیکن جب فتنہ نیکی کا روپ دھار کر آتا تو اس کی پہچان مشکل ہو جاتی ہے اور اکثر وبیشتر عام لوگ اس میں نیکی کے جذبے سے متاثر ہو کر دنیا اور آخرت کی زندگی برباد کر دیتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کے وہ بندے جنہیں علم کی دولت سے نوازا گیا ہے، جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا (فاطر: 28) وہ علم کے نور سے ایسے فتنوں کو دیکھ لیتے ہیں اور فتنہ اپنی تمام تر باطل کوشش کے باوجود ان علمائے ربانی سے چھپ نہیں سکتا اور وہی اس کو کاری ضرب لگا کر ختم کر دیتے ہیں۔ حضرت مولانا بھی مردانِ حق شناس میں سے ایک ہیں جنہوں نے اپنی زندگی کو اللہ کے لئے وقف کر رکھا ہے۔ اہلسنت بجاطور پر ان کے احسان مند ہیں اور ان کے علمی فیض سے فیضیاب ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تادیر ان کا سایہ سروں پر قائم رکھے۔ (آمین)

مفتی ضمیر احمد ساجد

خطیب جامع مسجد سیدنا حسن

جی نائن اسلام آباد

marfat.com

عرضِ مصنف

ابھی پاکستان معرضِ وجود میں نہیں آیا تھا، متحدہ ہندوستان میں اسلامی مدارس اپنی مدد آپ کے تحت چل رہے تھے، جب دارالعلوم دیوبند کا قیام عمل میں آیا اس میں کئی نامور شخصیات بطور صدر مدرس تعینات ہوتی رہیں، اس وقت نہ سُنی وہابی کا جھگڑا تھا اور نہ ہی دیوبندی بریلوی کے الفاظ سے لوگ واقف تھے اور نہ ہی اس وقت کسی قسم کی فرقہ واریت کی وبا تھی لیکن جب مولوی حسین احمد بطور صدر مدرس تعینات ہوئے تو حالات یکسر بدل گئے اور فضا یکلخت مکدر ہوگئی جس پر افسوس کے ساتھ شاعرِ مشرق کو یہ کہنا پڑا۔

عجم ہنوز نداند رموز دیں ورنہ
زِدیوبند حسین احمد ایں چہ بو العجبی است

پھر مولوی اشرف علی کو واللہ اعلم کیا سوجھی کہ انہوں نے ایک کتاب ''حفظ الایمان'' جو حقیقت میں تفضیح الایمان تھی، لکھ کر شائع کی جس میں حضور کے علم کو نشانہ بنایا گیا، عاشقانِ رسول اس گستاخی کو کب برداشت کرنے والے تھے۔ ہندوستان کے ایک کونے سے ایک للکار سنائی دی، یہ للکار تھی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی، وہ حضور کی طرف سے سینہ تان کر میدان میں آگئے اور مولوی اشرف علی کو للکار کر کہا کہ اس کتاب سے اس گستاخانہ عبارت کو حذف کریں یا اس کی وضاحت کریں لیکن مولوی صاحب اپنی ناک پر کب مکھی بیٹھنے دیتے تھے کوئی جواب نہ دیا۔ یہ ابتدا تھی سنی اور وہابی کے اختلاف کی۔

پاکستان معرضِ وجود میں آنے کے بعد ہجرت کا سلسلہ شروع ہوا تو وہ تمام دیوبندی مدارس بھی پاکستان میں آگئے پھر پورا پاکستان فرقہ واریت کی لپیٹ میں آگیا۔ حکومتِ پاکستان کے اعداد وشمار کے مطابق اس وقت پاکستان میں اسلامی مدارس کی تعداد پندرہ ہزار ہے جس میں آٹھ ہزار مدارس علماء دیوبند کے ہیں اور چار ہزار علماء بریلوی کے، باقی تین ہزار مختلف مکاتب فکر کے ہیں۔

marfat.com

حضور ﷺ نے فرمایا: "اَلْعُلَمَآءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِیَآءِ میری امت کے علماء ہمارے نائب اور وارث ہیں" اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا تھا۔ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (آل عمران:103) یہ انبیاء کرام کے وارث مسلمانوں کو کس طرف لے جا رہے ہیں، کون فرقہ واریت کر رہا ہے؟ علمائے کرام گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ خود ان کے کتنے فرقے بن چکے ہیں۔ اہلحدیث، تبلیغی جماعت، سپاہ صحابہ، سپاہ صحابہ نے ماشاء اللہ ایک ناجائز بچہ پیدا کیا ہے جس کا نام لشکر جھنگوی۔ یہ جہاں بھی جاتا ہے مار کھا کر آتا ہے۔ یہ فرقے ہم نے بنائے ہیں۔ جواب دیجئے۔ حضرات گرامی، ہر فرقہ دوسرے فرقے کو، ہر عالم دوسرے عالم کو نصیحت کرتا ہے کہ فرقہ بندی نہ کرو، آؤ مل کر بیٹھیں، وقت کی اہم ضرورت ہے۔ کیا وہ خود فرقہ بازی نہیں کرتے۔

وہ تو کہتے ہیں کہ گلستاں کو بسایا ہم نے
ہم یہ کہتے ہیں کہ اس کو اجاڑا کس نے

اگر بات فرقوں تک ہی محدود رہتی تو کوئی بات نہ تھی لیکن جب ان لوگوں نے حضور ﷺ کی شان کے خلاف کتابیں لکھنی شروع کر دیں تو کون ایسا بے حس مسلمان ہے جو خاموش رہے اور عظمتِ مصطفیٰ کے سامنے سینہ پر نہ ہو جائے۔

مجھ جیسے کم علم اور کم فہم انسان کو اس کھاڑے میں آنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ کسی چیز کی ضرورت ہی اس وقت پیش آتی ہے جب رہبری کے پردے میں رہزنی ہو رہی ہو اور تبلیغ کے پردے میں تخریب کاری نظر آ رہی ہو۔

اگر بات کتابوں تک ہی محدود رہتی تو شائد اتنا فساد یا اختلاف کا بازار گرم نہ ہوتا، اب جگہ جگہ گندی زبان سے حضور ﷺ کی گستاخیاں کی جا رہی ہیں، مناظرے کے چیلنج دیے جا رہے ہیں، کوئی یا رسول اللہ کے لفظ کو شرک بتا رہا ہے، کوئی حضور کو اپنے جیسا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ (الکہف:110) کی رٹ لگا رہا ہے، کوئی حضور کا علم جانوروں تک تمام کر رہا ہے۔ ان کے منہ میں کون لگام دے کہ خدا کے بندو شرم کرو اور حضور ﷺ قدسی کو نشانہ نہ بناؤ،

marfat.com

کیوں اپنی عاقبت خراب کررہے ہو۔

اللہ جسے توفیق نہ دے انسان کے بس کا کام نہیں
فیضانِ علم تو عام ہے مگر عرفانِ علم یہ عام نہیں

جنہیں عرفانِ علم ہوگیا وہ اپنی کشتی توڑ کر ساحل مراد پر آگئے اور جس گلشن دیوبندیت کی آبیاری کی تھی اسے خود ہی آگ لگا کر خاکستر کردیا۔ وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ○ (بقرہ)

علمائے اہل سنت میں کوئی اختلاف نہیں، کوئی فرقہ بندی نہیں، تسبیح کے دانوں کی طرح ایک ہی لڑی میں پروئے ہوئے ہیں۔ ہمارا ایک ہی مسلک ہے "ادب اور عشقِ رسول" ہمارا قافلہ عشق بزرگانِ دین، مشائخ عظام، داتا ہجویری، معین الدین چشتی اجمیری اور پیر گولڑوی سے ہوتا ہوا سالارِ عشق حضرت اویس قرنی تک پہنچتا ہے جنہوں نے حضور کا ایک دانت زخمی ہونے پر سارے دانت توڑ ڈالے تھے۔ علمائے کرام اور مشائخ عظام جنہوں نے اپنی روحانیت سے ہندوستان میں عشق رسول کی شمع روشن کی جس کے طفیل آج ملک کے کونے کونے میں یا رسول اللہ کی دھوم مچی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ ○ (الانشراح) اور یہ بھی اس کا وعدہ ہے وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی ○ (الضحیٰ) "اے محبوب! ہر آنے والے وقت گذرے ہوئے وقت سے بہتر سے بہتر آئے گا"۔

زمین و آسمان کے حدود اربعہ میں کون سا ایسا ملک ہے جہاں مسلمان نہ رہتے ہوں اور وہ اپنے محبوب رسول کی نعت خوانی اور صلوٰۃ وسلام کے نغمات نہ پیش کرتے ہوں۔ اپنے تو اپنے بیگانے اور متعصب بھی آپ کی تعریف اور توصیف میں رطب اللسان ہیں۔

آنکھیں اگر بند ہوں تو دن بھی رات ہے
اس میں قصور کیا ہے بھلا آفتاب کا

اللہ کا فرمان پورا ہو رہا ہے۔ وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی ○ قیامت تک آپ کی تعریف وتوصیف ہوتی رہے گی۔

marfat.com

لو خدا سے [illegible] لگت ہو [illegible]

پہلے [illegible] پھر [illegible]

شہنشہ دیں وسما　بلغ العلیٰ بکمالہ

وصف رخ والضحیٰ　کشف الدجیٰ بجمالہ

قرآں ہا مناقب گوہ　حسنت جمیع خصالہ

مسلمؐ ہمہ دم ثنا　صلوا علیہ وآلہ

حرفِ مدعا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اَلَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ ؕ (العلق)
اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس کی استعداد کے مطابق قلم کے ذریعہ علم سکھایا اور اتنا سکھایا جتنی اسے ضرورت تھی یا جتنا خدا نے چاہا، علم کی فوقیت سے ہی فرشتوں کو آدم کے آگے سجدہ کرنے کا حکم دیا اور حضرت آدم وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ کے مرتبہ پر فائز ہوئے۔

علم ایک اتھاہ سمندر ہے اس میں غواصی کرنے والوں نے غواصی کا حق ادا کیا، ہر ایک نے اپنی محبت، ذوق اور استعداد کے مطابق انمول موتیوں سے اپنی جھولیاں بھریں اور ان موتیوں کو جمع کر کے کتابوں کی ترتیب دی لیکن پھر بھی محبوب خدا ﷺ کے فضل و کمال اور اوصاف حمیدہ کو بیان نہ کر سکے جنہوں نے اس گلستان مغی میں گل چینی کرتے ہوئے عمریں گذار دیں انہوں نے بھی یہ نہیں کہا کہ ہم نے سب پھول چن لئے ہیں، سب نے بے تامل اپنی بے بسی کا اعتراف یوں کیا ؎

دامانِ نگہ تنگ گل تو بسیار گل چین بہار تو از تنگیٔ داماں گلہ دارد

''یعنی نگاہ کا دامن تنگ ہے اور تیرے حسن کے پھول کثیر ہیں۔ تیری بہار سے پھول چننے والے کو اپنے دامن کی تنگی کی شکایت ہے''۔

ان کا یہ اعتراف عجز، تواضع اور انکساری کی وجہ سے نہ تھا بلکہ وہ مجبور تھے کہ اس روشن حقیقت کا اظہار کریں۔ بقول غالب ؎

غالب ثنائے خواجہ بیزداں گذاشتیم کاں ذات پاک مرتبہ دانِ محمد است

ضرورت تھی کہ دین فطرت اور فکر آخرت رکھنے والا طبقہ جسے عرف عام میں دینی طبقہ کہا جاتا ہے اپنی مجموعی کوشش اور تمام تر جدو جہد دین حق کی سربلندی اور اصولی مسائل پر مرکوز کرتے اور اپنی تمام تر زندگی کی توانائیاں احیائے دین اسلام کے لئے وقف کرتے تو آج عالی قدروں اور جنسی لذتوں نے جو زمین ہموار کردی ہے تو شائد اس کی نوبت نہ رہتی۔ اگر تمام

marfat.com

علمائے کرام جو مختلف طبقہ فکر کے پیروکار ہیں، مل کر اسلامی نظامِ حکومت کو وسعت دیتے جو ایک ہی سورج کی کرنیں تھیں، ایک ہی نبی کے شاہکار تھے، ایک ہی چشمۂ عمل کے کنارے تھے۔ لیکن افسوس کہ محدود ذہنوں کی تنگ نظری نے انہیں بھی میدان میں لا کھڑا کیا اور سوادِ اعظم کی وحدت کو پارہ پارہ کر دیا۔ اختلاف سے اختلاف پیدا ہوا اور معاملہ یہاں تک پہنچا کہ فروعی اختلاف تو درکنار بنیادی محور پر تعصب اور تحزب کی تند و تیز ہوائیں چلنے لگیں اور حضور ﷺ پر رکیک حملے ہونے لگے۔

جہاں تک بعض اختلاف کا تعلق ہے وہ باعث رحمت بھی ہے لیکن بیمار عقلیں اور نارسا ذہن ان اختلاف سے ناجائز فائدہ اٹھا کر حضور ﷺ پر حملے کرنے لگیں تو کون سا حقیقت آشنا دل ہے جو زخمی نہ ہو اور کون سی حقیقت پسند آنکھ ہے جو اشک بار ہوئے بغیر رہ سکے۔

فطرت کا نظامِ انقلاب اور قومی زندگی کا مد و جزر اس حقیقت کا نہ صرف پتہ دیتے ہیں بلکہ یقین دلاتے ہیں کہ وحدتِ ملّی کا راز صرف اور صرف اعتماد علی السلف ہے۔ سلف سے مراد علم کے وہ ستون ہیں جن سے تاریخ کے مختلف ادوار میں علم نبوت پوری امت کو وراثت میں ملتا رہا۔ فکر و نظر کی وسعتیں اس حد تک لائق تحسین ہیں کہ اعتماد علی السلف کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے اور احساسِ ملی کا چشمۂ حیات گدلا نہ ہونے پائے۔

لیکن اس بدنصیبی کا کیا علاج کہ علمائے دیوبند اور علمائے بریلی کے مدارس کا تعلیمی کورس ایک ہے لیکن افکار و نظریات مختلف ہیں، کچھ دریائے محبت اور عشق میں پاؤں رکھ کر پار ہو جایا کرتے ہیں اور کچھ دریائے شور اور تذبذب میں پاؤں رکھ کر بھٹک جاتے ہیں۔

انہیں علمائے کرام نے تفسیریں لکھیں، کتابیں لکھیں جس میں حضور ﷺ کی شان اقدس کو نشانہ بنایا۔ ان حالات میں کون ایسا مسلمان ہے جو خاموش رہے اور سرکار ابد قرار ﷺ کی طرف سے سینہ تان کر میدان میں نہ آئے۔

ایسے وقت میں اہل علم اور اہل قلم کا حق ہے کہ جب حضور ﷺ پر زد پڑتی ہو تو میدان میں آ کر اس کا منہ توڑ جواب دیں۔ معرکۂ حق و باطل اور خیر و شر ابتدا سے چلا آیا ہے۔ یزید

marfat.com

کے مقابلے میں امام حسین سینہ سپر ہو کر میدان میں نکلے، سب کچھ قربان کر کے سید الشہداء کا لقب اختیار کیا اور قیامت تک اپنی تاریخ بندی حروف سے رقم کر دی۔

خلق قرآن کا فتنہ کھڑا ہوا تو امام احمد بن حنبل پہاڑ بن کر سامنے آگئے اور دین الٰہی کے مقابلے میں مجدد الف ثانی نے للکارا۔ الغرض حق کا مقابلہ باطل سے ہوتا رہا، باطل سر اٹھاتا رہا اور باطل کو کچلنے والے بھی میدان میں آتے رہے۔

کسی فلسفی کا قول ہے کہ ضرورت ایجاد کی ماں ہے۔ مجھے اس میدان میں آنے کی کیا ضرورت تھی؟ ہمارے مری کے دیہات میں ۸۰ فیصد آبادی سنی المسلک ہے لیکن یہاں ایک چھوٹا سا مرکز ہے جو نجدیت کی شاخ ہے، جہاں سے ہر روز نیا فتنہ کھڑا ہوتا ہے، روزانہ ایک نئی بات سننے میں آجاتی ہے ان حالات کو دیکھتے ہوئے مناسب سمجھا کہ اس وبا کو مزید پھیلنے سے پہلے ہی روک لیا جائے اور کانٹے دار جھاڑیوں کو درخت بننے سے پہلے اکھیڑ دیا جائے۔

چنانچہ اس عاجز گناہ گار نے ۱۹۹۲ء میں قلم اٹھایا۔ معمولاتِ مروجہ کو شرک اور بدعت کہنے والوں کا منہ بند کیا لیکن شاتمانِ رسول نے رسول اللہ کے نعروں پر ہنگامہ کھڑا کر دیا، اس پر کتاب لکھ کر شائع کی تو وہ بیت کے ایوان زمین بوس ہوگئے۔

پھر ۱۹۹۴ء میں نجدیوں کی تاریخ "ضرب حیدریہ" المعروف تاریخ وہابیہ کے نام سے شائع کی اور مخالفین کے ہر پہلو پر کاری ضرب لگائی پھر مری کی وادیوں میں زلزلہ آگیا۔ لیکن

ع ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں

شیطان کی نسل ختم تو نہیں ہوئی جس کی تازہ مثال ہمارے علاقہ مری میں رشدی ملعون کی اولاد شیطان صفت عورت کسی شیطانی مدد سے فارغ ہو کر آئی اس نے آتے ہی حضور کی شان اقدس کے خلاف توہین آمیز الفاظ، نازیبا، فحش اور گندے الفاظ استعمال کیے جن کو بطور نقل بھی تحریر کرنا کفر ہے۔ حضور ﷺ کی نورانیت پر سخت ترین الفاظ سننے میں آتے رہے لیکن بقول.....

marfat.com

آواز سگاں کم نکند رزقِ گدارا کے تحت خاموشی اختیار کر رکھی۔ لیکن اس ظالم عورت نے مسلمانوں کو ہلا کر رکھ دیا اور مسلمان دل تھام کر رہ گئے، چاہیے تو یہ تھا کہ اسے عدالت عالیہ میں کھڑا کر کے سزائے موت دی جاتی تا کہ اور کسی کو زبان کھولنے کی جرأت نہ ہوتی اور لوگ عبرت حاصل کرتے لیکن افسوس کہ برادری ازم نے اسے خاموش کر کے اپنی بدبختی کی چادر میں چھپا لیا۔

کون ایسا بے غیرت مسلمان ہے جو خاموش رہے اور اپنے آقا کی عزت اور حرمت پر قربان نہ ہو جائے۔ تلوار اور قانون ہمارے ہاتھ میں نہیں ہیں، قلم تو ہمارے ہاتھ میں ہے اسی سے شاتمانِ رسول کا مقابلہ کیا جائے۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت کے مشن کو سامنے رکھتے ہوئے حضور کی نورانیت پر ایک کتاب لکھنے کا خیال پیدا ہوا۔ اس سے پہلے حضور کی نورانیت پر کوئی کتاب میری نظر سے نہیں گذری جس میں ہر پہلو پر روشنی ڈالی گئی ہو لیکن جب میں نے اتنے بلند و بالا عنوان پر نظر ڈالی تو میں کانپ اٹھا کہ کہاں وہ عرش اعلیٰ کا مسند نشین اور کہاں ایک عاجز بندہ بوریا نشین۔

ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک

کہاں سمندر اور قطرہ اور کہاں سورج اور ذرہ۔

کتابوں کا مطالعہ، ایک ایک موتی کو تلاش کرنا اور انہیں اپنی جگہ پر رکھنا اگر مشکل نہیں تو آسان بھی نہیں تھا، پھر نہ کوئی مشیر اور نہ کوئی قلمی معاون۔ چنانچہ اللہ رب العزت کے حضور سربسجود ہو کر دعا کی الٰہی! تو دانا اور بینا ہے میری نیت اور ارادے سے تو واقف ہے، اپنے محبوب رسول ﷺ کے گستاخوں کا منہ بند کرنے کے لئے مجھے ہمت اور توفیق عطا فرما! میں نے اپنا سب کچھ تیرے محبوب کے حوالے کر دیا ہے۔

سپردم بتو مایۂ خویش را   تو دانی حساب کم و بیش را

میرا دماغ اور سینہ کھول دے اس نور کے صدقے جن کی اک نگاہ ناز مردوں میں جان ڈال دیتی ہے، جن کی اک نگاہِ ناز نے حضرت بلال حبشی کو سیدنا بلال بنا کر آسمان کی بلندیوں تک

marfat.com

پہنچایا، جن کی اک نگاہِ ناز نے حضرت سلمان فارسی کو منا اہل البیت کے خطاب سے نوازا۔

بقول شاعر مشرق ؎

تیری نگاہ ناز سے دونو مراد پا گئے   عقل غیاث و جستجو حضور اضطراب

اسی نگاہ ناز کے صدقے مجھے توفیق عطا فرما! پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی روشنی سے نوازا۔ دماغ روشن ہو گیا، دل و دماغ سے تمام پراگندہ خیالات چھٹ گئے، دماغ میں الفاظ و معانی کا ذخیرہ جمع ہوتا گیا، قلم صفحہ قرطاس پر سجدہ ریز ہو کر تشکر کے آنسو بہاتے ہوئے الفاظ کا ذخیرہ عبارت کی شکل میں بکھیرتا گیا۔

الٰہی! سخی کے دروازے سے کوئی بھی خالی نہیں جاتا اس دروازے پر گدا گر بھی آتے ہیں اور تاجور بھی۔ سب اپنا اپنا حصہ لے کر جاتے ہیں، یہ سیاہ کار بھی تیرے دروازے پر جھولی پھیلائے آیا ہے اسے مایوس نہ کرنا۔ ؎

میں اس در کا گدا ہوں کہ جس میں   مانگتے تاجدار پھرتے ہیں

یارسول اللہ! میرے دستِ تمنا کی لاج بھی رکھنا۔ تیرے فقیروں میں اے شہر یار حرم ہم بھی ہیں۔

وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ

اک گدائے بے نوا، کوچہ حبیب خدا

حافظ محمد حبیب اللہ قریشی الہاشمی

marfat.com

تیرا وجود الکتاب

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب
گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب
عالم آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ
ذرۂ ریگ کر دیا تو نے طلوع آفتاب
شوکت سنجر وسلیم تیرے جلال کی نمود
فقر جنید بایزید تیرا جمال بے نقاب
شوق تیرا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب
تیری نگاہِ ناز سے دونو مراد پا گئے
عقل غیاب و جستجو عشق حضور اضطراب

marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مقدمہ

از جناب سید محمد اسحاق صاحب نقوی۔ ایم اے۔ بی ایڈ
مظفر آباد۔ آزاد کشمیر

لَکَ الۡحَمۡدُ وَ الۡمَجۡدُ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ
وَ عَلٰی اٰلِکَ وَاَصۡحَابِکَ یَا حَبِیۡبَ اللّٰہِ

قَدۡ جَآءَکُمۡ مِّنَ اللّٰہِ نُوۡرٌ وَّ کِتٰبٌ مُّبِیۡنٌ

''تحقیق آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور کتاب روشن''۔

اس آیت مبارکہ میں رب ذوالجلال نے حضور پرنور شافع یوم النشور محمد رسول اللہ ﷺ کو صراحتاً نور فرمایا۔ جیسا کہ جمہور مفسرین، متقدمین، متاخرین نے اپنی اپنی تفاسیر میں تصریح فرمائی ہے کہ نور سے مراد رسالت مآب ﷺ ہیں اور کتاب مبین سے مراد قرآن مجید ہے۔

نور محمدی ﷺ کی تخلیق کائنات کا نقطہ آغاز ہے۔ رب کریم نے سب سے پہلے اپنے نور سے نور محمدی ﷺ کو پیدا فرمایا اور جب یہ نور حریم ناز سجدہ ریز ہوا تو اس کا نام نامی اسم گرامی محمد ﷺ رکھا گیا۔ پھر اس نور سے لوح و قلم، عرش و کرسی، آفتاب و ماہتاب، آفاق و افلاک ایک ایک کر کے پیدا ہوتے گئے پھر قلم کو حکم ملا کہ رب وحدانیت کا کلمہ لکھو تو اس نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لکھا پھر رب کریم نے قلم کو حکم دیا میرے محبوب کی رسالت کا کلمہ لکھو تو قلم نے مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ لکھا۔ پھر رب ذوالجلال کی ہیبت اور جلال سے قلم کا سینہ چاک ہو گیا۔ آج تک قلم کا سینہ چاک ہے۔ جب تک چاک نہ ہوگا قلم لکھ نہیں سکے گا کیونکہ سیاہی شق میں جذب ہو کر آہستہ آہستہ آگے نکالتی ہے ورنہ ساری سیاہی نوک قلم پر آجاتی ہے۔

جس طرح کائنات میں اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے آپ کے نور کو تخلیق کیا، اپنے نام کے بعد آپ کا نام رکھا اسی طرح اپنے نام کے بعد آپ کا نام لکھوایا پھر توحید اور رسالت

marfat.com

کے اتصال سے کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ اپنے ذاتی اسم اور اپنے حبیب مکرم کے ذاتی اسم میں مکمل اتصال کر دیا درمیان میں حرف عطف (و) بھی نہ رکھا یہ قرب کی انتہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نام محمد ﷺ کو اپنے نام سے نکالا اور اپنے نام کے ساتھ ہی رکھا۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حب رسول سے سرشار ہو کر کتنی خوبصورت بات کہی۔

وَشَقَّ لَهٗ مِنْ اِسْمِهٖ لِيُجِلَّهٗ   فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ هٰذَا مُحَمَّدٌ

"اللہ رب العزت نے اپنے نام سے اپنے حبیب پاک کے نام کو مشتق کر دیا تاکہ اسے جلا بخشے۔ یعنی عرش والا تو محمود ہے اور یہ محمد ہیں"۔ (ﷺ)

آپ کا اسم گرامی محمد بھی ہے اور احمد بھی (ﷺ) احمد کے معنی ہیں بہت تعریف کرنے والا اور محمد کے معنی ہیں بہت ہی تعریف کیا گیا۔ تعریف کرنے والا ایک سے زیادہ کی بھی تعریف کر سکتا ہے مگر ایسا تعریف کرنے والا کہیں بھی نہیں ملے گا جس نے ایک کی تعریف کی ہو اور خوب کی ہو۔ ہاں صرف ایک اللہ تعالیٰ کی تعریف جب اپنی زبان حق ترجمان سے سورۂ فاتحہ کی پہلی آیت اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ادا فرمائی تو اس پر عمل کر کے بھی دکھایا جب سے نور قدسی کا ظہور ہوا، احمد رب جلیل کا شروع ہوا۔ کروڑوں سال بیت گئے، لاکھوں برس گذر گئے احمد ﷺ اپنے محمود رب کریم کی حمد وثنا میں مصروف ہیں اس کائنات ارضی وسماوی میں کوئی ایسا نہیں۔ نہ جن نہ انس نہ ملائکہ جس نے اللہ تعالیٰ کی اتنی حمد وثنا کی ہو جتنی آپ ﷺ نے فرمائی۔ عبدیت میں آپ یکہ وتنہا بے نظیر و بے مثال ہیں۔

بے شک آپ محمد ﷺ ہیں جس کے معنی ہیں بہت ہی زیادہ تعریف کیا گیا یعنی جس کی بہت تعریف کی جائے۔ آپ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہیں اور اللہ آپ کی طرف، آپ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان فرما رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ آپ پر صلوٰۃ وسلام بھیج رہا ہے۔ فرشتے آداب بجالا رہے ہیں اور ہدیہ صلوٰۃ وسلام پیش کر رہے ہیں نہ معلوم کب سے۔

زمین وآسمان میں جو اللہ تعالیٰ کی حمد کر رہا ہے وہ آپ کی نعت بھی پڑھ رہا ہے اس قدر

marfat.com

تعریف اور اس شان کی تعریف آج تک کسی مخلوق و محبوب کی نہیں کی گئی۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں۔ وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ ؕ "اے محبوب! ہم نے آپ کے لئے آپ کے ذکر کو بلند کر دیا ہے"۔ آپ کے اسمائے گرامی محمد و احمد ﷺ۔ مسمّٰی کا بھرپور آئینہ دار ہیں حالانکہ اسم کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ مسمّٰی کی عکاسی کرتا ہو اور یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ ایسی معنویت لئے ہوئے ہو کہ نام سے ایک ایک حرف نکالتے جائیں پھر بھی معنویت برقرار رہے جس طرح لفظ (اللہ) سے ایک ایک حرف کم کرتے جائیں جو بچے گا وہ ہرگز بے معنی نہیں ہوگا ملاحظہ کیجئے (اللہ) لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الۡاَرۡضِ (بقرہ:284) الف کم کر دیں باقی بچا (للہ) یہ بامعنی ہے لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الۡاَرۡضِ دوسرا لام بھی کم کریں باقی بچا (لہٗ) یہ بھی بامعنی ہے لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الۡاَرۡضِ (بقرہ:255) دوسری لام بھی کم کر دیں باقی بچا (ہٗ) یہ بھی بامعنی ہے هُوَ الۡعَلِيُّ الۡعَظِيۡمُ۔

اسی طرح اسم محمد سے ایک ایک حرف کم کرتے جائیں تو باقی رہنے والا لفظ با مقصد و بامعنی ہوگا۔ ملاحظہ کیجئے۔ محمد کا پہلا میم ہٹا دیں تو باقی بچا حمد جس کا معنی ہے تعریف۔ حمد کا ح ہٹا دیا جائے تو باقی بچا ممد۔ اس کے معنی ہیں مدد کرنے والا۔ اور اگر محمد کی دوسری میم ہٹا دی جائے تو باقی رہے گا مد جس کے معنی ہیں دراز اور بلند۔ یہاں حضور علیہ السلام کی عظمت و رفعت کی طرف اشارہ ہے، اگر مد کی میم ہٹا دیں تو باقی رہے گا، دال (د) جس کا مطلب ہے دلالت کرنے والا۔ یاد رہے کہ اسم محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی دلیل ہے۔

کلمہ طیبہ دو اجزاء پر مشتمل ہے۔ پہلا جزء توحید الٰہی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اس جزء کے حروف کا مجموعہ ۱۲۔ اور دوسرا اجزاء رسالت محمدی ﷺ اس جزء کے بھی ۱۲ حروف ہیں۔ لفظ اللہ کے چار حروف اور اسم محمد کے بھی چار حروف۔ لفظ اللہ میں دوسرا لام مشدد اور اسم محمد میں دوسرا میم مشدّد۔ لفظ اللہ میں کوئی حرف نقطہ والا نہیں اور اسم محمد کا بھی ہر حرف بے نقطہ۔ پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ قرآن کے چار حروف ہیں، جس زبان میں نازل ہوا اس کے بھی چار حروف، جس پر نازل ہوا اس کے بھی چار حروف، جس نے نازل کیا اس کے بھی چار

marfat.com

حروف۔ حروف واعداد کی یکسانیت ضرور کوئی معنی رکھتی ہے جس طرح عالم ارواح اور عالم اجسام ہیں اسی طرح عالم الفاظ اور عالم معانی بھی ہیں۔

اس حقیقت کا ادراک خواص ہی کر سکتے ہیں پس کوئی احمد نہیں سوائے آپ کے اور کوئی محمد نہیں سوائے آپ کے (ﷺ) مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ۔ "آپ اللہ کے ہو گئے اللہ آپ کا ہو گیا" آپ اللہ کی طرف متوجہ ہیں اور اللہ آپ کی طرف متوجہ ہے۔

شب اسریٰ میں جب آپ ﷺ کو رب کریم نے اپنے پاس بلایا، اپنی ملاقات اور دیدار کا شرف بخشا تو آپ نے اپنے مالک کے حضور اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوتُ وَالطَّيِّبَاتُ کا تحفہ پیش کیا تو رب کریم نے اپنے محبوب کو اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ کی دائمی وابدی سوغات عطا فرمائی۔ تحائف کے بدلے کا یہ سلسلہ ابد تک جاری و ساری رہے گا۔

احمد بہت تعریف کرنے والے نے اپنے رب کی بہت تعریف کی اور محمد (بہت تعریف کیا گیا) کی تعریف خود بھی کر رہا ہے اور اپنی ساری مخلوق سے بھی کرا رہا ہے، قرب و اتصال اور انس و محبت کی انتہا ہے۔ نام محمد ﷺ کی عظمتوں اور رفعتوں کا کیا کہنا وہ کون سا ایسا مقام ہے جہاں اسم محمد کا جلوہ نہیں۔ ساق عرش پر، لوحِ محفوظ میں، جنت کے ہر دروازے پر، حوروں کی پیشانیوں پر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوا ہے۔

کتب سماوی تورایت، انجیل، زبور و فرقان میں، صحف انبیاء میں نام محمد و احمد جلوہ گر ہیں اور تو اور پنڈتوں کے ویدوں، گوتم بدھ اور گورونانک کے ملفوظات میں نام محمد و احمد مسطور ہیں۔ ہر مذہب و ملت کی کتابوں میں بلکہ زمین و آسمان میں اور ہر دور کی فضاؤں میں، آپ کے نام نامی اور اسم گرامی کی خوشبو مہک رہی ہے۔ نہ صرف کتابوں میں بلکہ زمین و آسمان میں، شجر و حجر میں، درختوں کے تنوں اور پتوں پر، پھلوں اور پھولوں اور برفوں پر بلکہ انسانی وجود میں دیکھنے والوں نے اسم محمد ﷺ دیکھا ہے اور دور جدید میں انکشاف ہوا ہے کہ انسان کی سانس کی نالی میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور دائیں پھیپھڑوں پر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ

marfat.com

اللہ لکھا ہوا ہے۔

اسم محمد کی یہ بہاریں قدرت کی نشانی اور معجزہ ہیں۔قرآن مجید میں رب ذوالجلال ارشادفرماتے ہیں۔ سَنُرِيهِمْ اٰيٰتِنَا فِى الْاٰفَاقِ وَفِىٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ (فصلت:53) ''ہم عنقریب لوگوں کو کائنات کے اندر اور خودان کی جانوں میں اپنی نشانیاں دکھائیں گے یہاں تک کہ ظاہر ہوجائے کہ حق یہی ہے''۔

نام محمد کی برکت سے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی اور حضرت نوح علیہ السلام نے طوفان سے نجات پائی اور یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ اس نام کی برکت وعظمت سے ہر بگڑی بات سنور جاتی ہے۔

یہ نام کوئی کام بگڑنے نہیں دیتا بگڑے بھی کام بنادیتا ہے نام محمد (ﷺ)

جب اس نام مبارک کی فیوض وبرکات کا یہ عالم ہے تو نور محمدی ﷺ کے فضائل وکمالات کی رسائی کا کیا کہنا۔

نور محمدی ﷺ اربوں اور کھربوں سال فضاؤں میں چمکتا دمکتا رہا، اللہ کی حمد وثنا کرتا رہا، وہ کچھ دیکھتا رہا جو کسی آنکھ نے نہ دیکھا، وہ کچھ سنتا رہا جو کسی کان نے نہ سنا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے اس نور محمدی کو اپنے ازلی وابدی علم کا مشاہدہ کرایا۔فرمایا: اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ (مجادلہ:7) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ ہے سب جانتا ہے'' جب زمین وآسمان کی تخلیق ہورہی تھی تو نور محمدی ﷺ کو مشاہدہ کرایا جارہا تھا۔ ارشاد ہوا۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ (ابراہیم:19) ''کیا آپ نے نہیں دیکھا اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان ٹھیک ٹھیک پیدا کیا اور بہترین انداز میں تخلیق فرمایا'' جب رب کریم نے نور محمدی کو ظاہر کرنا چاہا تو آقا علیہ السلام کی پیشانی میں رکھا جو آفتاب کی طرح چمکتا تھا اسی نور کے سبب آدم مسجود ملائکہ بنے۔نور محمدی ﷺ پہلی بار پیکر آدم میں فرشتوں کے سامنے آیا اور پھر پاک صلبوں اور پاک رحموں میں منتقل ہوتا رہا انتقالِ نور کا یہ سلسلہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تک پہنچا اور

marfat.com

پھر حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام میں منتقل ہوا۔ جب ابراہیم علیہ السلام نور محمدی کے امین تھے تو نار نمرود آپ کو کیسے جلا سکتی تھی، حضرت ہاجرہ علیہا السلام بے آب و گیاہ ریگستان میں کیسے غیر محفوظ رہ سکتی تھیں اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کیسے پیاسے رہ سکتے تھے اور کیسے قربان کئے جاتے یہ تو نور محمدی کی برکات تھیں کہ صفا اور مروہ کے درمیان حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی سعی کو مناسک حج میں شامل کر لیا گیا اور صفا و مروہ کو شعائر اللہ بنا دیا گیا، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ایڑیاں رگڑنے کے مقام سے چشمہ زمزم پھوٹ پڑا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نقشِ پا مصلیٰ قرار پایا۔ وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ۔ سبحان اللہ یہ نور محمدی ﷺ کی پاسداریاں ہیں۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مسئلہ توحید پر نمرود سے اس کے بھرے دربار میں مناظرہ ہو رہا تھا تو نور محمدی ﷺ مشاہدہ فرما رہا تھا۔ ارشاد ہوتا ہے۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِیْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ (البقرہ:258) ''کیا تم نے اس شخص کو نہیں دیکھا جو ابراہیم علیہ السلام سے بحث کر رہا تھا اس لئے کہ وہ مغرور ہو گیا تھا کہ اللہ نے اسے ملک عطا فرمایا تھا'' پھر آپ کے ظہور قدسی سے پچپن روز قبل یمن کا حاکم ابرہہ ساٹھ ہزار جنگجو سپاہیوں اور ہاتھیوں کا لشکر جرار لے کر بیت اللہ شریف پر حملہ آور ہونے لگا اور حملے سے پہلے ہی اس کے پورے لشکر کو رب کریم نے ابابیلوں کے ذریعہ نیست و نابود کر دیا، سب کچھ آپ مشاہدہ فرما رہے تھے۔ ارشاد ہوا: اَلَمْ تَرَ كَیْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ ۝ ''کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے پروردگار نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا سلوک کیا'' یہ نور محمدی ﷺ کی برکت تھی۔ حضرت عبداللہ والد ماجد نبی کریم ﷺ حضرت عبدالمطلب کی منت شدہ قربانی سے بچ گئے، قرعہ ڈالا جاتا رہا جب ایک سو اونٹوں کی تعداد پوری ہوئی تو قرعہ اونٹوں کے نام نکلا حضرت عبداللہ کے بدلے میں حضرت عبدالمطلب نے سو اونٹ قربان کئے۔

ع اِک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا

marfat.com

جب نور محمدی ﷺ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے بطن میں منتقل ہوا تو جناب سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کو وہ کچھ نظر آنے لگا جو آوروں کو نظر نہیں آتا تھا اور آپ وہ کچھ سن رہی تھی جس سے آوروں کے کان نا آشنا تھے۔ نو ماہ تک انبیاء کرام کی آمد اور بشارتوں کا سلسلہ جاری رہا جو آتا گیا وہ سیدہ آمنہ کو بتاتا گیا کہ جب وہ آنے والا آئے تو اس کا نام محمد رکھنا۔ جناب رسالتمآب ﷺ کا ارشاد ہے کہ: میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور اپنی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ کے خوابوں کی تعبیر ہوں۔ پھر جب ظہور قدسی کی منزل قریب آگئی پھر چند راتیں رہ گئیں پھر شب دوشنبہ آگئی جس کا سارے عالم کو انتظار تھا۔ حضرت حوا، حضرت آسیہ، حضرت مریم علیہم السلام جنت کی حوروں سمیت حاضر ہیں، سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی آنکھوں سے پردہ اٹھایا جا رہا ہے اور مشرق و مغرب کی بہاریں دکھائی جا رہی ہیں فرشتے فوج در فوج قطار اندر قطار برائے سلامی حاضر ہیں اور سلامی دی جا رہی ہے۔

فرشتوں کی سلامی دینے والی فوج گاتی تھی   جناب آمنہ سنتی تھیں یہ آواز آتی تھی
سلام اے آمنہ کے لعل اے محبوب سبحانی   سلام اے فخر موجودات فخر نوع انسانی

تین جھنڈے لگائے جا رہے ہیں۔ ایک مشرق میں ایک مغرب میں اور ایک بیت اللہ شریف پر۔ دوشنبہ کی صبح صادق کی مبارک ساعت آگئی، نور محمدی ﷺ کا بشری لباس میں ظہور ہوا۔

ہوئے پہلوئے آمنہ سے ہویدا   دعائے خلیل اور نوید مسیحا

سرکار دو عالم کے ظہور قدسی سے آتشکدۂ ایران جو ایک ہزار سال سے جل رہا تھا آن کی آن میں بجھ گیا۔ کسریٰ کے محل کے کنگرے ٹوٹ کر گرنے لگے، بحیرۂ ساوہ دفعتاً خشک ہو گیا اور خانہ کعبہ میں رکھے گئے بت اوندھے ہو کر گر پڑے اور شیطان چیخیں مار مار کر رونے لگا، ظہور قدسی کی برکات سے چار دانگ عالم میں بہاریں آگئیں۔ بات ہو رہی تھی نبی کریم ﷺ کی نورانیت کی۔ قرآن مجید کی آیت مقدسہ۔ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ

marfat.com

(مائدہ:15) کے حوالے سے۔ صاحبان علم وفضل اور ارباب علم و دانش نے اس موضوع پر متعدد کتب تصنیف فرمائی ہیں اور اپنی فکری جولانیاں خوب دکھائی ہیں۔ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عقیدت کے پھول نچھاور کئے ہیں لیکن ہر گل دا رنگ بوئے دیگر است۔ اس موضوع پر عاشقانِ صادق کی علمی کاوش لائق تحسین ہے اور وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ؕ کی روشنی میں خلقت نور محمدی ولادت نور محمدی ﷺ نہ ختم ہونے والے موضوع ہیں، تا قیام قیامت ان موضوعات پر تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری و ساری رہے گا۔

حضرت مولانا حافظ محمد حبیب اللہ صاحب مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی نورانیت پر مستند و معتبر روایات و حوالہ جات کی روشنی میں ایک جامع مکمل اور خوبصورت کتاب بڑی کاوش اور عرق ریزی سے نہایت دلکش پیرائے میں مرتب فرمائی اور اپنی اس کتاب کا نام ''مصباح النور فی قرۃ العیون والصدور'' تجویز فرمایا جو واقعی چراغ نور ہے۔

انشاء اللہ یہ کتاب قارئین کے قلب و نظر کو جلا بخشے گی۔ محترم و مکرم مولانا حافظ محمد حبیب اللہ صاحب قریشی اس وقت ۹۲ سال کی عمر میں ہیں یہ ارذل العمر ہے، اس عمر میں انسان کے اعضاء مضمحل ہو جاتے ہیں، کمر خمیدہ ہو جاتی ہے، بینائی کمزور ہو جاتی ہے، حافظہ کمزور ہو جاتا ہے، ہاتھوں میں رعشہ طاری ہو جاتا ہے اور مزاج میں تلخی آجاتی ہے۔

لیکن ماشاء اللہ حافظ صاحب موصوف ۹۲ سال کے ہونے کے باوجود ان عوارض سے ابھی محفوظ اور سلامت ہیں اور بقلم خود اس کتاب کا مسودہ تیار فرمایا۔ پس اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے جو بوسیلہ مصطفیٰ ﷺ کی نعمت عظمیٰ کی بدولت یہ کتاب تصنیف فرمائی ہے۔

جس طرح شہد کی مکھی دور دراز سے پھولوں کا رس لا کر اپنے چھتہ میں جمع کرتی ہے اور اس سے شہد بناتی ہے اسی طرح حافظ صاحب موصوف نے بڑی عرق ریزی سے تفاسیر و احادیث اور معتبر و مستند کتب سیرت سے پھول چنے ہیں اور انہیں حسین و جمیل گلدستہ میں سجایا ہے۔ حضرت حافظ صاحب موصوف کثیر الاولاد ہیں۔ بحمد اللہ آپ کی اولاد متدین اور

marfat.com

متشرع ہے، آپ کے بیٹے اور پوتے پوتیاں حافظ، قاری اور عالمہ فاضلہ ہیں، علم وعمل کے شائق ہیں اور راسخ العقیدہ ہیں، صاف ستھرے اور سیدھے سادے مسلمان اور اپنے والد بزرگوار کے نقشِ قدم پر چلنے والے ہیں۔ رب کریم انہیں مزید برکتوں سے نوازے۔

راقم الحروف (سید محمد اسحاق نقوی) حضرت مولٰنا حافظ صاحب مذکور کا شکر گذار ہے اور اپنے آپ کو خوش نصیب سمجھتا ہے کہ حافظ صاحب نے مجھے اپنی کتاب ''مصباح النور'' کا مسودہ مطالعہ کے لئے دیا گو کہ مختصر لمحات میں راقم اس کا عمیق مطالعہ نہ کر سکا لیکن جہاں جہاں نظر پڑی حسن و جمال کا مرقع پایا اور اس مبارک کتاب کا مقدمہ لکھنے کا شرف ملا۔

رب کریم حافظ صاحب کو، اس کتاب کے قارئین کو اور مجھ جیسے حقیر پر تقصیر کو نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے اور ہمارا خاتمہ ایمان پر ہو۔ آمین بِجَاہِ حَبِیْبِکَ الْکَرِیْمِ عَلَیْہِ التَّحِیَّۃُ وَالتَّسْلِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

خادم شرع مصطفوی سید محمد اسحاق نقوی۔ ایم اے، بی ایڈ، فاضل عربی، فاضل اردو، فاضل تنظیم المدارس، فاضل صحافت، فاضل اسلامک لا، مدیر ہفت روزہ قلم، مہتمم مدرسہ ابوتراب، خطیب جامع مسجد گوجر بانڈی، چناری ضلع مظفر آباد۔ آزاد کشمیر۔

marfat.com

نگاہِ اولین

حضور علیہ السلام کی سیرت و کردار فی الحقیقت ایسا بحر بیکراں ہے اور آپ کی شخصیت اس قدر افضل و اکمل ہے کہ اس کو بیان کرنے اور لکھنے کے لئے لاکھوں صفحات پر مشتمل ہزاروں کتابیں اور ان گنت دفتر ہوں پھر بھی یہی کہنا پڑے گا۔ کہ ؎

زندگیاں ختم ہوئیں اور قلم ٹوٹ گئے

تیرے اوصاف کا اک باب بھی پورا نہ ہوا

سیرت رسول ایک ایسا باب ہے جسے کھولنے کے لئے سوزِ صدیق، دل مرتضٰی، زبان حسان بن ثابت، رومی، جامی، سعدی، شیرازی اور امیر خسرو کی ہو۔ تڑپ اور سوزِ گداز، غور و فکر اقبال جیسا ہو، عمر خضر کی ہو، لکھنے کے لئے درخت قلم بن جائیں، سمندر سیاہی بن جائے اور انسان، جن اور فرشتے لکھنے پر مامور ہو جائیں پھر بھی یہی کہنا پڑے گا۔ کہ ؎

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

کہاں سورج اور ذرہ اور کہاں سمندر اور قطرہ

جس سمندر سے تمام انبیاء کرام حسبِ مراتب علوم حاصل کریں پھر بھی نسبت سمندر سے چلو بھر کی ہے ؎

وَ كُلُّهُمْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ مُلْتَمِسٌ   غُرَفًا مِنَ الْبَحْرِ اَوْرَشْفًا مِنَ الدِّيَمِ

چہ جائیکہ ایک ضعیف اور ناتواں نسان جو علم و عمل سے خالی، نارساذہن اور کم فہم ہو حضور علیہ السلام کی تعریف اور نور مبارک پر قلم اٹھائے ہاں! صرف اس لئے ؎

مَا اِنْ مَدَحْتُ مُحَمَّدًا بِمُقَالَتِیْ   وَ لٰكِنْ مَدَحْتُ مَقَالَتِیْ بِمُحَمَّدٍ

"کہ حضور کی تعریف سے میرا کلام (کتاب) اور میرا نام قابل تعریف ہو جائے اور یہی ذریعہ نجات ہو جائے"۔

سیرت مبارکہ کی تصانیف کے لئے پاک و ہند میں بے شمار ادارے قائم ہیں۔ پاکستان

marfat.com

میں سرکاری طور پر مصنفین اور سکالر حضرات کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ سیرت نگاروں میں سیرت ابن ہشام، ابن سعد، ابن اثیر، کامل اور طبری وغیرہ مشہور ہیں۔ فارسی اور اردو ادب میں آقائے دو جہاں ﷺ کی ذات گرامی پر بے پناہ ذخیرہ موجود ہے۔ اہل قلم اور اہل محبت نے آقا کے شب و روز بیان کرنے میں بڑی دریا دلی سے کام لیا ہے اور ان تصانیف کو اپنی زندگی کا ماحصل قرار دیا ہے۔

خواجہ دو جہاں ﷺ کا ذکر مبارک عربی میں قاضی عیاض کی ''شفا'' خصائص کبریٰ، زرقانی، مواہب لدنیہ، جواہر البحار، اور فارسی میں مدارج النبوت، معارج النبوت، شواہد النبوت اور دوسری ہزاروں کتابیں سرکار دو عالم ﷺ کی زندگی کے حالات سے لبریز ہیں۔

سابقہ نصف صدی کے دوران اُردو ادب میں سیرت سید دو عالم ﷺ پر متعدد اور بے شمار کتابوں کا ذخیرہ جمع ہوا ہے۔ اہل قلم نے اپنے آقا و مولا کی بارگاہ میں اپنے اپنے قلم اور اپنے اپنے ظرف اور استعداد کے مطابق ہدیہ عقیدت پیش کیا ہے مولانا شبلی نعمانی، سید سلیمان ندوی نے سیرت النبی پر کئی جلدیں لکھ کر ادبی دنیا میں بڑا نام پایا ہے اسی طرح قاضی محمد سلیمان منصور پوری کی کتاب ''رحمۃ للعالمین'' تین جلدوں پر محیط اپنے انداز میں بڑی جاندار اور عاشقانہ انداز سے لکھی گئی ہے۔ پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''ضیاء النبی'' سات جلدوں میں منظر عام پر آئی ہے، یہ کتاب سیرت کے لحاظ سے جامع، منفرد اور بلند مقام رکھتی ہے اس کے علاوہ بھی بے شمار کتابیں سیرت پر لکھی جا رہی ہیں لیکن ایک بات جسے تسلیم کئے بغیر چارہ کار نہیں۔ کہ بعض حضرات نے حضور کی ذات قدسیہ کو اپنے عقل اور مزاج سے کام لیا اور صرف عامیانہ انداز ہی اختیار کیا۔ وہی واقعات کی صحت، روایات کی سند اور سنین کا تانا بانا پھر فضائل مصطفیٰ کو بیان کرتے وقت یا لکھنے میں پھونک پھونک کر قدم رکھنا عظمت اور رفعت مصطفیٰ ﷺ کو بیان کرتے وقت حدود کا تعین۔ جنوب وشمال اور تحت وفوق کی حد بندیاں غرضیکہ محبوب خدا کے شب و روز بیان کرتے وقت اخلاقی

marfat.com

رفعتوں کا پیانہ سامنے رکھ کر فخر دو جہاں، شہنشاہ کون ومکاں کی رفعتوں کو بیان کرتے رہے۔ ان کے ہاں نہ جامی کا سوز نہ رومی کا گداز اور نہ سعدی شیرازی کی شیری۔ لکھنے بیٹھے تو مغربی ادیبوں کا انداز اپنایا۔ کسی نے عالمانہ کسی نے مناظرانہ انداز اپنایا۔

دیو بندی مکتب فکر نے ادب میں سیرت رسول پر کام تو بہت کیا مگر وہ شان مصطفیٰ ﷺ بیان کرنے میں شکستہ قلم رہے، جو انداز محبت اور شیریں الفاظ بزرگانِ اہل سنت کے ہاں پایا جاتا ہے وہ دلوں میں اترتا جاتا ہے اور اہل نظر ان نگارشات کو سرمہ نگاہ بنا لیتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے ایک جگہ پر عجیب بات کہی ہے کہ فضائل اور کمالات کو بیان کرنے میں ادب کا دامن چھوٹ جاتا ہے۔ حضور کے فضائل بیان کرنا یہ ایک ایسا مشکل فن ہے جس میں ایک ایک قدم پُل صراط پر رکھنا پڑتا ہے جہاں ایک طرف محبت ہوتی ہے تو دوسری طرف شریعت۔ ایک شاعر نے روضہ رسول پر اپنی حاضری کا نقشہ یوں پیش کیا ہے۔

کس بیم ور جا کے عالم میں طیبہ کی زیارت ہوتی ہے
اک طرف محبت ہوتی ہے اک طرف شریعت ہوتی ہے

فاضل بریلوی اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں کہ حضور کے فضائل اور کمالات کو بیان کرنا تلوار کی دھار پر چلنا ہے۔ بڑھتا ہے تو الوہیت تک پہنچ جاتا ہے اور کمی کرتا ہے تو تنقیص لازم آتی ہے۔

لیکن شاعر مشرق علامہ اقبال ان تمام پابندیوں اور حد بندیوں کو پھلانگ کر اور حدود و قیود سے آزاد ہو کر فرماتے ہیں کہ ہم خدا کو بھی بالواسطہ مصطفیٰ مانتے ہیں۔ دلیل یہ دیتے ہیں کہ اللہ رب العزت نے خود ہی اپنے تعارف کے لئے اپنے محبوب کو یہی فرمایا:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ ورنہ کون اسے جانتا اور خدا مانتا۔

اسلامی معاشرے کی بنیاد عقیدۂ توحید سے زیادہ رسالت پر ہے لیکن بیمار عقلیں اور نارساذہن شرک کا فتویٰ دے دیتے ہیں۔ جہاں تک خدا سے زیادہ مصطفیٰ ﷺ کو چاہنے کا

marfat.com

تعلق ہے تو اس کے ذمہ دار ہم نہیں بلکہ اقبال ہے جس نے ابوبکر صدیق کے عشق رسول کو یہ کہہ کر خراج تحسین پیش کیا ہے۔

معنی حرفم کن تحقیق اگر بنگری با دیدۂ صدیق اکبر

''یعنی تو اگر میرے الفاظ کی تحقیق کرنا چاہے اور تو اگر صدیق کی آنکھ سے دیکھے'' تو

قوتِ قلب و جگر گردد نبی از خدا محبوب تر گردد نبی

''تو تیرے قلب و جگر کی قوت نبی علیہ السلام کی ذات گرامی بن جائے گی اور انہیں تو خدا سے زیادہ چاہنے لگے گا''۔

یہ ایک تفصیلی بحث ہے کہ کیوں ممکن نہیں تو اس وقت اتنا ہی اشارہ کافی ہے۔

ع خوگر پیکر محسوس ہے انسان کی نظر

یعنی خدا پیکر محسوس نہیں کہ انسانی حواس میں آسکے اس کے برعکس پیغمبر پیکر محسوس ہے اور اس سے قرب واتصال انسانی حواس خمسہ کے لئے آسان ہے۔

چنانچہ زیر نظر کتاب اسی سلسلے کا اظہار ہے۔ راقم الحروف نے حضور کی ذات مبارکہ تک ہی اپنی قلم کو اجازت دی۔ سیرت پر ان گنت کتابیں موجود ہیں لیکن حضور کے ذاتی نور پر کسی نے خاص توجہ نہیں دی یا وہ میری نظر سے نہیں گزری۔ حضور کے سرِ اقدس سے پائے مبارک تک ایک ایک خدوخال پر روشنی ڈالی گئی ہے، اس میں عاشقانہ انداز اور محبت بھرے الفاظ سے کتاب کو مزین کیا گیا، آپ کے کمالات کے اظہار میں احادیث کے ذخیرہ میں سے جہاں سے بھی کوئی روایت ملی اسے نہایت عمدہ پیرایہ میں تحریر میں لایا گیا۔ مستند یا غیر مستند، ضعیف یا قوی احادیث کی بحث میں نہیں پڑا کیونکہ کوچہ حبیب میں آکر تحقیق وتنقید کا پیمانہ توڑنا پڑتا ہے اس لئے جہاں سے بھی مجھے موتی ملے چن لئے اور ایک گلدستہ بنا کر آقا کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ شاعر مشرق نے کیا خوب کہا

صبح آمد شمع او بے چارہ شد عشق آمد عقل او آوارہ شد

''یعنی جب سورج طلوع ہوتا ہے تو چاند ستاروں کی روشنی اور بجلی کے قمقمے سب بے نور ہو

maktabah.org

جاتے ہیں اسی طرح جس دل میں محبت رسول آ جائے وہاں عقل وخرد اور قیل وقال کا کام ختم ہو جاتا ہے''۔ محب محبوب کو تنقید کا نشانہ نہیں بنایا کرتا بلکہ اس کے سامنے محبوب، محبوب ہی ہوتا ہے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ کے حضور دست بدعا ہوں کہ اس پیکر حسن و جمال، محبوب رب ذوالجلال کے اوصاف کاملہ اور عظمت وجلالت کو حسین اور شایان شان الفاظ میں ادا کرنے کی توفیق بخشے تا کہ ہر مسلمان کے دل میں ایمان تازہ اور روح معطر ہو اور جس طرح ہم دنیا میں تیرے حبیب مکرم ﷺ کی شان میں ڈنکے بجاتے ہیں اسی طرح روز قیامت میں بھی ہمیں درود وسلام کے نغمے پیش کرنے کی سعادت عطا فرما۔ جب تیری مخلوق کو اعمال نامے ہاتھ میں دیئے جائیں تو مولائے کریم میرے ہاتھ میں تیرے محبوب کی مدح سرائی کے یہ اوراق ہوں، اس وقت میں جھوم جھوم کر ہر کسی کو یہ کہتا پھروں۔ فَيَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ﴿١٩﴾ (الحاقہ) ''ہاں پڑھ لو میرا اعمال نامہ۔ اور بس''

ع ایں دعا از من و جملہ جہاں آمین باد

آرزو دل میں رکھتا ہوں خدا پوری کرے

جب مروں تو زبان پر ہو ثنائے مصطفیٰ

marfat.com

بلغ العلیٰ بکماله

بَلَغَ الْعُلیٰ بِکَمَالِهٖ　　کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِهٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِهٖ　　صَلُّوْا عَلَیْهِ وَآلِهٖ
بلب مسیح شفائے او　　بید کلیم عصائے او
بر خلیل عطائے او　　همه عالم است گدائے او
بَلَغَ الْعُلیٰ بِکَمَالِهٖ　　کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِهٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِهٖ　　صَلُّوْا عَلَیْهِ وَآلِهٖ
همه نوریاں بثنائے او　　همه عرشیاں بدعائے او
همه فرشیاں بولائے او　　همه عرش و فرش برائے او
بَلَغَ الْعُلیٰ بِکَمَالِهٖ　　کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِهٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِهٖ　　صَلُّوْا عَلَیْهِ وَآلِهٖ

marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾

(المائدہ)

باغ طیبہ میں سہانا پھول پھولا نور کا
مست بو ہیں بلبلیں پڑھتی ہیں کلمہ نور کا

تیرے آگے خاک پہ جھکتا ہے ماتھا نور کا
نور نے پایا تیرے چہرے سے سیما نور کا

marfat.com

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْۤ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ؕ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ ۙ﴿۳۴﴾
الَّذِیْۤ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا یَمَسُّنَا فِیْهَا نَصَبٌ وَّ لَا
یَمَسُّنَا فِیْهَا لُغُوْبٌ ﴿۳۵﴾ (فاطر)

وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ وَعَلٰی اَصْحَابِهِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَ عَلٰی اَوْلِیَآءِ اُمَّتِهٖ اَجْمَعِیْنَ۔

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ۙ﴿۱۵﴾ (مائدہ)

''تحقیق آ گیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور کتاب مبین''۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ رب العزت نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو صراحۃً نور فرمایا جیسا کہ جمہور مفسرین نے اپنی اپنی تفاسیر میں تصریح فرمائی ہے کہ یہاں نور سے مراد حضور علیہ السلام ہیں اور کتاب مبین سے قرآن مجید مراد ہے۔

۱۔ چنانچہ ترجمان القرآن سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ یعنی محمد ﷺ ہیں۔(1)

۲۔ علامہ ابو جعفر محمد بن جریر طبری فرماتے ہیں:

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ یعنی بالنور محمد ﷺ ''تحقیق آیا تمہارے پاس نور اللہ کی طرف سے یعنی محمد ﷺ'' کہ اللہ نے اس نور سے حق کو روشن اور السلام کو ظاہر کیا اور شرک کو مٹایا۔(2)

1۔ تفسیر ابن عباس، صفحہ 72 2۔ جامع البیان، جلد 6، صفحہ 230

marfat.com

۳۔ تفسیر خازن میں ہے۔ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللهِ نُوْرٌ یعنی محمد ﷺ۔ اِنَّمَا سَمَّاهُ اللّٰهُ نُوْرًا لِاَنَّهٗ یُهْتَدٰی بِالنُّوْرِ فِی الظَّلَامِ "یعنی آیا تمہارے پاس نور اللہ کی طرف سے یعنی محمد ﷺ آپ کا نام نور اس لئے رکھا گیا کہ اندھیروں میں آپ سے ہدایت حاصل کریں"۔(1)

۴۔ علامہ ابوالبرکات عبداللہ بن النسفی فرماتے ہیں:

وَالنُّوْرُ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَنَّهٗ يُهْتَدٰی بِهٖ كَمَا سُمِّیَ سِرَاجًا

"یعنی نور محمدی ﷺ، آپ کی نورانیت سے ہدایت حاصل کی جاتی ہے"۔(2)

۵۔ علامہ فخرالدین رازی فرماتے ہیں:

اِنَّمَا الْمُرَادُ بِالنُّوْرِ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ بِالْكِتَابِ الْقُرْآنِ (3)

۶۔ علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں:

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللهِ نُوْرٌ۔ هُوَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ(4)

۷۔ علامہ آلوسی بغدادی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللهِ نُوْرٌ۔ نُوْرٌ عَظِيْمٌ وَهُوَ نُوْرُ الْاَنْوَارِ وَالنَّبِیُّ الْمُخْتَارِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ(5)

۸۔ علامہ اسماعیل حقی فرماتے ہیں:

قِيْلَ الْمُرَادُ بِالْاَوَّلِ هُوَ الرَّسُوْلِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالثَّانِی الْقُرْآنُ(6)

۹۔ علامہ امام بغوی فرماتے ہیں:

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللهِ نُوْرٌ يَعْنِیْ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ(7)

1۔ خازن، جلد1، صفحہ417
2۔ مدارک التنزیل، صفحہ217
3۔ تفسیر کبیر، جلد3، صفحہ395
4۔ جلالین، صفحہ75
5۔ روح المعانی، جلد6، صفحہ67
6۔ روح البیان، جلد1، صفحہ548
7۔ معالم التنزیل حاشیہ خازن

marfat.com

۱۰۔شیخ احمد صاوی مکی فرماتے ہیں:

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ۔ هُوَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسُمِّيَ نُوْرًا لِاَنَّهٗ يُنَوِّرُ الْبَصَآئِرَ وَ يَهْدِيْهَا لِلْاِرْشَادِ لِاَنَّهٗ اَصْلُ كُلِّ نُوْرًا حِسِّيٍّ وَّ مَعْنَوِيٍّ۔

''یعنی آیا اللہ کی طرف سے نور اور وہ محمد ﷺ ہیں، آپ کا نام نور اس لئے ہے کہ آپ کے نام سے دنیا روشن ہو جائے اور ہدایت حاصل کرے، حضور کا نور سب نوروں کا اصل ہے''۔

۱۱۔شرح شفا۔علامہ شہاب الدین خفاجی فرماتے ہیں:

وَسَمَّاهُ اَیْ سُمِّیَ اللّٰهُ نَبِيَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُوْرًا فَقَالَ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ قِيْلَ الْمُرَادُ بِالنُّوْرِ فِیْ هٰذَا الْاٰيَةِ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۲۔شرح شفاء۔ملا علی قاری فرماتے ہیں:

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ اِیْ اَلْمُرَادُ بِالنُّوْرِ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۳۔مولانا فخر الدین منفی قادری اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ۔ ''تحقیق آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور''۔جو گمراہی کے اندھیرے کو دور کرنے والا۔مفسرین نے لکھا ہے کہ نور تو محمد ﷺ ہیں اور کتاب مبین سے مراد قرآن مجید ہے اور بحر الرائق میں ہے کہ حضرت محمد ﷺ کا نام مبارک نور جو ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ '' کن'' سے جو چیز حق تعالیٰ بسبب نور قدم کے ظلمت کدہ عدم سے وجود میں لایا وہ حضرت محمد ﷺ کا نور تھا۔یعنی اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ۔ بعد اس کے عالم کو اس کے نور کے ظہور اور اس کے ظہور کے نور کے واسطے موجود کیا اور سب خلائق کے منشا اور معاد کی اصل حضرت حقیقۃ الخلائق ہے اور وہ حقیقت محمدی اور نور احمدی ﷺ ہے کہ

marfat.com

صورت واحدی احدی ہے جامع سب کمالات کے اور واضح میزان سب اعتدالوں۔ ملکی، حیوانی اور انسانی کے آنحضرت ﷺ ہیں۔ عالم اور اہل عالم صورتیں اور اجزائیں اس کی تفصیل کے آدم اور آدمی مسخر ہیں واسطے اس کی تکمیل کے اور اس کی طرف اشارہ ہے۔ آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد: اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ آدَمَ اور آدَمَ وَمِنْ دُوْنِہٖ تَحْتَ لِوَآئِیْ۔

آنکہ اول شد پدید از جیب غیب	بود نور جاں بود بے ہیچ و ریب
بعد ازاں آں نور مطلق زد علم	گشت عرش و کرسی و لوح و قلم
یک علم از نور پاکش عالم است	یک علم ذات است و آدم است
نور او چوں اصل موجودات او	ذات او چوں معطی ہر ذات بود

(قادری ص ۲۱۸)

۱۴۔ مولانا عبدالماجد دریابادی نور کے متعلق لکھتے ہیں۔

قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتٰبٌ مُّبِیْنٌ۔ نور سے اشارہ ہے رسالت محمدی کی جانب اور کتاب مبین قرآن مجید کی جانب اشارہ ہے یعنی بِالنُّوْرِ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَّ کِتٰبٌ مُّبِیْنٌ۔ ھُوَ الْقُرْآنُ۔ ھُوَ الَّذِیْ اَنْزَلَہٗ عَلٰی نَبِیِّنَا۔(1)

نُوْرٌ قِیْلَ مُحَمَّدٌ عَنِ الزُّجَاجِ۔ کِتَابٌ مُّبِیْنٌ اَلْقُرْآنُ فَاِنَّہٗ یُبَیِّنُ الْاَحْکَامَ(2)

۱۵۔ مولانا عبدالحق حقانی لکھتے ہیں۔

آنحضرت کو نور اور قرآن کو کتاب مبین بیان فرما کر یہ بات ظاہر کرنا ہے کہ آپ نور ہیں۔(3)

۱۶۔ علامہ سمرقندی حنفی لکھتے ہیں۔

نور سے مراد ہے گمراہی سے روشنی اور وہ سید نا محمد ﷺ ہیں اور قرآن اور نور وہ ہے جس سے اشیاء ظاہر ہوتی ہیں۔(4)

۱۷۔ صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی لکھتے ہیں۔

1۔ ابن جریر طبری
2۔ قرطبی بحوالہ ماجدی، صفحہ 324 حاشیہ
3۔ حقانی، جلد 4، صفحہ 21
4۔ تفسیر سمرقندی، جلد 1، صفحہ 424

marfat.com

سید دو عالم ﷺ کو نور فرمایا گیا کیونکہ آپ سے کفر کی تاریکی دور ہوئی اور راہِ حق واضح ہوئی۔(1)

۱۸۔نواب وحید الزماں غیر مقلدین کے مشہور عالم لکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے خلق کی ابتدا نور محمدی سے کی پھر عرش کو پیدا کیا پھر پانی کو پھر ہوا کو پھر دوات، قلم اور لوح کو پیدا کیا پھر عقل کو پیدا کیا پس آسمانوں، زمینوں اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے ان کی پیدائش کا مادۂ اولیٰ نور محمدی ہے۔(2)

۱۹۔ علامہ ابو عبداللہ محمد بن الفاسی المالکی الشہیر بابن الحجاج لکھتے ہیں۔

امام ابو عبدالرحمٰن الصقلی رحمۃ اللہ نے کتاب الدلالات میں نقل کیا ہے جس کی عبارت یہ ہے۔عزوجل نے کوئی ایسی مخلوق پیدا نہیں کی جو اس کو اس امت سے زیادہ محبوب ہو اور نہ اس امت کے نبی سے زیادہ کوئی عزت والا پیدا کیا ہے اور ان کے بعد نبیوں کا مرتبہ ہے پھر صدیقین کا اور پھر اولیائے کرام کا۔اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے سیدنا محمد ﷺ کا نور پیدا کیا اور وہ نور عرش کے ستون کے سامنے اللہ کی تسبیح اور تقدیس کرتا رہا پھر سیدنا محمد ﷺ کے نور سے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور آدم علیہ السلام کے نور سے باقی انبیاء علیہم السلام کے نور کو پیدا کیا۔علامہ صقلی کی عبارت ختم ہوئی۔اس کے بعد علامہ ابن الحاج لکھتے ہیں۔فقیہ خطیب ابوالربیع نے اپنی کتاب "شفاء الصدور" میں چند عظیم باتیں لکھی ہیں۔ان میں سے یہ روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کی ذات مبارکہ کو پیدا کرنا چاہا تو اللہ سبحانہ نے جبریل علیہ السلام کو یہ حکم دیا کہ وہ زمین پر جائیں اور زمین کے قلب سے مٹی لے کر آئیں۔جبریل علیہ السلام اور جنت کے فرشتے اور رفیق اعلیٰ کے فرشتے گئے اور رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کی جگہ سے سفید نورانی مٹی لائے،اس کو جنت کی نہروں کے پانی سے گوندھا گیا حتی کہ وہ سفید موتی کی طرح ہوگئی،اس مٹی کا نور تھا اور اس کی شعاع عظیم تھی حتی کہ فرشتوں نے اس مٹی کے

1۔خزائن العرفان،صفحہ 76 2۔تبیان القرآن،جلد 3،صفحہ 136۔مرقاۃ المصابیح،جلد 1،صفحہ 167

marfat.com

ساتھ عرش، کرسی، آسمانوں، زمینوں، پہاڑوں اور سمندروں کے گرد طواف کیا اور فرشتوں نے اور تمام مخلوق نے سیدنا محمد ﷺ اور آپ کی فضیلت کو پہچان لیا پھر جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کی پشت میں رسول اللہ ﷺ کے مادۂ خلقت کی مٹی رکھی۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی پشت میں پرندوں کی آواز کی مانند اس کی آواز سنی۔ حضرت آدم نے کہا اے میرے رب! یہ کیسی آواز ہے؟ فرمایا: یہ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور کی تسبیح ہے وہ خاتم الانبیاء ہیں، اللہ ان کو تمہاری پشت سے نکالے گا، تم میرے عہد اور میثاق پر قائم رہنا اور ان کو صرف پاکیزہ رحموں میں رکھنا۔ حضرت آدم نے کہا میں تیرے عہد اور میثاق پر قائم ہوں اور ان کو صرف پاکیزہ مردوں اور پاکیزہ عورتوں میں رکھوں گا۔ حضرت سیدنا محمد ﷺ کا نور حضرت آدم کی پشت میں چمکتا تھا اور فرشتے ان کے پیچھے کھڑے ہو کر صف باندھے ہوئے حضور کے نور کو دیکھتے تھے اور سبحان اللہ کہتے تھے۔

علامہ ابن الحاج اس کے بعد لکھتے ہیں۔ اس روایت میں یہ ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے سیدنا محمد ﷺ کے نور کو پیدا کیا اور یہ نور اللہ عزوجل کے سامنے سجدہ کرتا رہا پھر اللہ تعالیٰ نے اس نور کے چار حصے کئے پہلے حصہ سے عرش کو پیدا کیا دوسرے حصے سے قلم کو پیدا کیا اور تیسرے حصے سے لوح کو پیدا کیا پھر قلم سے فرمایا: لکھ۔ اس نے کہا اے میرے رب! میں کیا لکھوں؟ فرمایا: میں قیامت تک جو کچھ پیدا کرنے والا ہوں، پھر قلم لوح پر چلنے لگا اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ لکھ دیا۔ پھر چوتھا حصہ اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ کرتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے اس نور کے چار حصے کئے پہلے حصے سے عقل کو پیدا کیا دوسرے حصے سے معرفت کو پیدا کیا اور اس کو لوگوں کے دلوں میں رکھا اور تیسرے حصے سے سورج اور چاند کے نور کو پیدا کیا اور آنکھوں کے نور کو پیدا کیا اور چوتھے حصے کو اللہ تعالیٰ نے عرش کے گرد رکھا حتیٰ کہ آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو یہ نور ان میں رکھا۔ پس عرش کا نور سیدنا محمد ﷺ کے نور سے ہے اور قلم کا نور سیدنا محمد ﷺ کے نور سے ہے اور لوح کا نور حضور ﷺ کے نور سے ہے اور دن کا نور حضور علیہ السلام سے ہے اور عقل کا نور آپ ﷺ کے نور سے ہے اور

marfat.com

معرفت کا نور آپ کے نور سے ہے اور سورج، چاند اور آنکھوں کا نور آپ ﷺ کے نور سے ہے۔ خلاصہ تبیان القرآن ج ۳ ص ۱۳۵\۱۳۴۔

۲۰۔ دیوبند کے مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں۔

حق تعالیٰ درشان حبیب خود فرمود۔ البتہ آمد ہ نزد شما ازطرف حق تعالی نور و کتاب مبین مراد از نور ذات حبیب پاک ﷺ ہست و نیز اوتعالیٰ فرمائیدکہ اے نبی ﷺ ترا شاہد و مبشر و نذیر و داعی الی اللہ و سراج منیر فرستادہ ایم۔ و منیر روشن کنندہ ونوردہندہ راگویند۔ پس اگر کسے راروشن کردن ازانساناں محال بودے۔ ہاں ذات پاک ﷺ ہم ایں امر میسر نیا مدے ۔ کہ آں ذات پاک ﷺ از جملہ اولاد آدم علیہ وسلم اند۔ مگر آنحضرت ﷺ ذات خود راچناں مطہر فرمود کہ نور خاص گشتند ۔ حق تعالیٰ آنجناب ﷺ رافرمود و تواتر ثابت است کہ آنحضرت ﷺ سایہ نداشتند۔ وظاہر است کہ بجز نور ہمہ اجسام ظل می دارند اتباع خویش راچناں تزکیہ و تصفیہ بخشید کہ ہماناں نور گردیدند۔ چنانچہ از حکایات کرامات وغیرہ ایشاں کتب پر ستنہد۔ چنانچہ شہرت دارند کہ حاجت نقل نیت ۔ کہ حق تعالیٰ ہم فرمود کہ ہر کہ یا حبیب اللہ ﷺ ہر کہ ایمان آورند نور ایشاں جبین و پیش ایشاں خواہد شقاوت و منا فقین گونید کہ باشد تا ہم از نور شما رو

marfat.com

چیزے بگیرم۔ وازیں ہر دو آیت صاف پیداست که
متابعت شریعت و نور ایمان ہر دو حاصل می گرددو
حضرت فرمود که خود مرانور کن. (امدادالسلوک صفحہ 85)

''حق تعالیٰ جل شانہ نے اپنے محبوب ﷺ کی شان میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے پاس نور اور بیان کرنے والی کتاب آئی۔ نور سے مراد حبیب خدا ﷺ کی ذات پاک ہے اور اللہ تعالیٰ یہ بھی فرماتا ہے کہ اے نبی ﷺ! میں نے آپ کو شاہد، مبشر، نذیر، داعی الی اللہ اور سراج منیر بنا کر بھیجا ہے۔ اور منیر روشن کرنے اور نور دینے والے کو کہتے ہیں پھر اگر کسی شخص کو انسانوں سے روشن کرنا محال ہوتا تو حضور ﷺ کی ذات پاک کو بھی نور میسر نہ ہوتا۔ کہ مصطفیٰ ﷺ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ مگر آنحضرت ﷺ نے اپنی ذات پاک کو ایسا پاک بنایا کہ خالص نور ہو گئے۔ آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بھی نور فرمایا اور حدیث تواترہ سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ سایہ نہ رکھتے تھے اور ظاہر ہے کہ نور کے سوا عام اجسام سایہ رکھتے ہیں۔ اور ایسے ہی تبعین کو مصطفیٰ ﷺ نے ایسا تزکیہ اور تصفیہ بخشا کہ سب کو نور بنا دیا نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو لوگ میرے حبیب پر ایمان لائیں گے قیامت کے دن نور ان کی پیشانیوں پر چمکے گا اور وہ نور ان کے آگے ہوگا اور وہ روشنی دے گا اور جو بد بخت منافق ایمان نہیں لائیں گے وہ افسوس کے ساتھ کہیں گے کہ اس نور سے ہمیں بھی حصہ دو تا کہ ہم بھی اس نور سے روشنی حاصل کریں۔ ان آیات سے ظاہر ہے کہ جو لوگ حضور کی شریعت پر عمل کریں گے اور آپ کی تابعداری کریں گے یہ نور انہی کو حاصل ہوگا چنانچہ آپ کے معجزات سے کتابیں بھری پڑی ہیں اور ایسی مشہور ہیں کہ ان کو یہاں نقل کرنے کی ضرورت نہیں۔

marfat.com

نغمۂ نور

سب دیکھو نور محمد کا ہر جا ظہور محمد کا
جبریل مقرب خادم ہے سب دیکھو نور محمد کا
وہ منشا سب اسماء کا ہے وہ مصدر سب اشیاء کا ہے
وہ سّرِ ظہور خفا کا ہے سب دیکھو نور محمد کا
کہیں روح الامین کہلایا ہے کہیں جسم میں جا سمایا ہے
کہیں حسن و جمال دکھایا ہے سب دیکھو نور محمد کا
کہیں عاشق وہ یعقوب ہوا کہیں یوسف وہ محبوب ہوا
کہیں صابر وہ ایوب ہوا سب دیکھو نور محمد کا
کہیں یار کہیں بیگانہ ہے کہیں شمع کہیں پروانہ ہے
کہیں دانا کہیں دیوانہ ہے سب دیکھو نور محمد کا
کہیں غوث ابدال کہلایا ہے کہیں قطب نام دھرایا ہے
کہیں دین امام کہلایا ہے سب دیکھو نو ر محمد کا

(حاجی امداد اللہ)

marfat.com

صبح بہاراں

آپ کی خلقت سے پہلے تھا ہر منظر ہر نقش دو عالم
اجڑا اجڑا پھیکا پھیکا ہلکا ہلکا مدہم مدہم
حسن کا چہرہ اترا اترا عشق کی رنگت بدلی بدلی
دھر کا نقشہ بگڑا بگڑا زیست کا مقصد درہم درہم
آنکھ کی پتلی سہمی سہمی دل کی دھڑکن ٹھہری ٹھہری
شوق کا دریا سمٹا سمٹا جوش جنوں کے طوفاں کم کم
چاند کی کرنیں میلی میلی صبح کے جلوے دھندلے دھندلے
کوچہ ہستی سونا سونا محفل فطرت درہم برہم
دنیا کی دنیا آزردہ ہر شے افسردہ پژمردہ
تارہ تارہ ذرہ ذرہ موتی موتی شبنم شبنم
اتنے میں مشرق کے افق سے مہر رسالت کی ضو ابھری
خنداں خنداں روشن روشن افزوں افزوں محکم محکم
چاک ہوا باطل کا پردہ ان الباطل کان زھوقا
نور ہدایت آیۂ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم

(عاصی کرنالی)

marfat.com

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

کیا حضور کی تعریف غلو ہے؟

بدنصیب اور بد بخت لوگ جن کے مقدر میں بغض وشقاوت ہو وہ حضور کے اوصاف اور کمالات کو غلو سے تعبیر کرتے ہیں اور دلیل یہ دیتے ہیں۔

لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰہِ اِلَّا الْحَقَّ (نساء:171) اس غلو سے کیا مراد ہے؟ علمائے مفسرین اور محققین نے جو تصریحات فرمائی ہیں وہ قارئین کے لئے باعث اطمینان ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ ھَدَی اللّٰہُ فَبِھُدٰىھُمُ اقْتَدِہْ (الانعام:9)

یہی (انبیاء علیہم السلام ہیں) جن کو اللہ نے خصوصی کمالات عطاء فرمائے ہیں۔ اے حبیب! ﷺ آپ ان کے تمام کمالات حاصل کر لیجئے۔

آیت کریمہ میں ہدایت سے مراد انبیاء سابقہ کے شرعی احکام نہیں کیونکہ وہ آپ ﷺ کی بعثت کے ساتھ ہی منسوخ ہو چکے ہیں بلکہ اس سے مراد وہ اخلاق کریمانہ اور خصوصی کمالات نبوت ہیں جن کی وجہ سے ان کو تمام مخلوق پر فوقیت حاصل ہے چنانچہ وہ کمالات وامتیازات جو دیگر انبیاء علیہم السلام کی شخصیات میں فرداً فرداً موجود تھے، رسالت مآب ﷺ میں بدرجہ اتم جمع کر دیئے گئے اور اس طرح حضور ﷺ جامع کمالات نبوت قرار پا گئے۔

حسن یوسف دمِ عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

مذکورہ آیت کے تحت علامہ آلوسی، امام قطب الدین رازی کے حوالے سے لکھتے ہیں۔ یہ امر متعین ہے (کہ اس آیت میں احکام شرعیہ میں اقتدا کا حکم نہیں) بلکہ اخلاق فاضلہ اور صفات کاملہ مثلاً علم، صبر، زہد اور شکر وغیرہ کے حصول کا حکم ہے۔ یہ آیت مبارکہ اس پر دلیل

marfat.com

قطعی کا درجہ رکھتی ہے کہ اس اعتبار سے آپ تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل ہیں کیونکہ جو فضیلتیں اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام کو عطا کیں ان کے حصول کا آپ کو حکم دیا گیا ہے آپ کی عصمت کے پیش نظر یہ تسلیم کرنا ضروری ہے کہ آپ نے وہ تمام خوائصْ وکمالات جو دیگر انبیاء کرام میں متفرق طور پر تھے ان تمام کو اپنی سیرت مطہرہ میں جمع فرمالیا لہٰذا آپ جس طرح ہر نبی سے افضل ہیں اسی طرح یقینی طور پر تمام انبیاء سے بھی افضل ٹھہرے۔(1)

امام فخر الدین رازی رقمطراز ہیں۔

اِجْتَمَعَ الْعُلَمَآءُ بِهٰذَا الْاٰيَاتِ اَنَّ رَسُوْلَنَا اَفْضَلُ مِنْ جَمِيْعِ الْاَنْبِيَآءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ۔ علماء نے اس آیت مبارکہ سے استدلال فرمایا ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کرام سے افضل ہیں۔ وجہ استدلال ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں اس آیت سے پہلے اللہ تعالیٰ نے دیگر جلیل القدر انبیاء علیہم السلام کا اوصاف کے ساتھ ذکر فرمایا ہے اور آخر میں رسالت مآب کو حکم دیا کہ ان ذوات مطہرہ میں فرداً فرداً جو بھی اوصاف ہیں ان کو اپنے اندر جمع فرمالیجئے۔(2)

اس آیت سے واضح ہو رہا ہے کہ تمام اخلاقِ حسنہ اور صفاتِ کمالیہ جو متفرق طور پر انبیاء کرام میں موجود تھیں آپ کی سیرت طیبہ میں اپنے شباب وکمال کے ساتھ جمع ہیں لہٰذا آپ کو تمام انبیاء پر افضل ماننا لازمی ہے۔

شیخ محمد عبد الحق محدث دہلوی فرماتے ہیں: آنحضرت صلی الله علیه وسلم فضائل و کمالات بود که اگر مجموع فضائل انبیا ء صلوٰت الله علیهم اجمعین راجنب نہندراجح آید(3)۔ تمام مخلوق کمالاتِ انبیاء علیہم السلام میں اور تمام انبیاء آپ کی ذات میں متحیّر ہیں۔ دیگر انبیاء کے کمالات محدود اور معین ہیں لیکن آپ کے فضائل وحواس کی کوئی حد ہی نہیں بلکہ کسی کے خیال وعقل کی وہاں تک

1۔ روح المعانی، جلد 7، صفحہ 217
2۔ تفسیر کبیر، جلد 13، صفحہ 71-70
3۔ شرح سفر السعادت، صفحہ 442

marfat.com

پرواز ہی ممکن نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم کو جو فضائل اور کمالات عطا فرمائے ہیں وہ تعداد میں اتنے کثیر ہیں کہ ان کا احاطہ ممکن نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴿۱۱۳﴾ (نساء) اس آیت کی تفسیر میں قاضی عیاض لکھتے ہیں کہ حضور پر جو اللہ کا فضل و کرم ہے عقلیں اس کا اندازہ کرنے اور زبانیں اسے بیان کرنے سے قاصر ہیں۔(1)

امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ کے اوصاف کا احاطہ ممکن نہیں اس سلسلے میں چند علماء کی تصریحات کا ذکر خالی از فائدہ نہ ہوگا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

وبحقیقت فضائل آنحضرت صلی الله علیه وسلم که بداں مخصوص و ممتاز است خارج ازحد حصر واحصا (2)

یعنی جو فضائل آپ کی ذات اقدس کے ساتھ مخصوص ہیں اتنے کثیر ہیں کہ شمار سے ماوریٰ ہیں۔

امام قسطلانی لکھتے ہیں۔

اِجْتَمَعَ فِيْهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ صِفَاتِ الْكَمَالِ مَالَا يُحِيْطُ بِهٖ حَدٌّ وَلَا يَحْصُرُهُ عَدَدٌ

''آپ کی ذات ستودہ صفات میں مجتمع اوصاف وفضائل کی نہ کوئی حد ہے اور نہ کوئی گنتی ان کا احاطہ کر سکی''۔(3)

حضرت ملا علی قاری ایک حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اِعْلَمْ اَنَّ تَفْصِيْلَ فَضَآئِلِهٖ وَ تَحْصِيْلَ شَمَآئِلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَفَ وَ كَرَمَ مِمَّالَا تُعَدُّ وَلَا يُحْصٰى بَلْ وَلَا يُمْكِنُ

1۔الشفاء،جلد1،صفحہ135
2۔اشعۃ اللمعات:جلد4،صفحہ469
3۔المواہب،جلد4،صفحہ225
4۔المرقات شرح مشکوۃ،جلد5،صفحہ356

marfat.com

اَن یُّعَدَّ وَ یُسۡتَقۡصٰی(4)

یقین رکھو کہ حضور کے فضائل کی تفصیل و تحصیل اور آپ کو عطا ہونے والے درجات ان چیزوں میں سے ہیں جن کا شمار نہیں بلکہ ان کا شمار کرنا ممکن ہی نہیں۔

امام عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں:

بِالۡجُمۡلَةِ فَاَوۡصَافِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ الۡحُسۡنَةُ وَلَا تُحۡصٰی وَلَا تُحۡصَرُ۔(1)

مختصر یہ کہ آپ کے اوصاف حسنہ شمار سے ماورئی ہیں۔

غلو کیا ہے؟

قاضی ثناء اللہ پانی پتی غلو کا معنی یوں بیان کرتے ہیں۔

اَلۡغُلُوُّ لِتَجَاوِزِ بِالۡاَفۡرَاطِ اَوِ التَّفۡرِيۡطِ(2)

یعنی حد سے تجاوز غلو کہلاتا ہے خواہ زیادتی کی صورت میں ہو یا کمی کی صورت میں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں زیادتی کا یہ معنی ہوگا کہ آپ کو نعوذ باللہ خدا یا خدا کا بیٹا کہا جائے اس معنی کی تائید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے ہوتی ہے:

لَا تُطۡرُوۡنِیۡ كَمَا اَطۡرَتِ النَّصَارٰی ابۡنَ مَرۡيَمَ فَاِنَّمَا اَنَا عَبۡدُ اللّٰهِ وَرَسُوۡلُهٗ

''مجھے اتنا نہ بڑھاؤ جیسا کہ نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم کو بڑھایا، پس سن لو میں اس کا برگزیدہ بندہ اور اس کا رسول ہوں''۔

حدیث مذکورہ کی تشریح کرتے ہوئے ملا علی قاری لکھتے ہیں۔ وصفِ الوہیت اور منصب ربوبیت کے علاوہ جس وصف کا بھی اطلاق آپ کی ذات اقدس پر کیا جائے درست ہوگا۔(3)

صاحب قصیدہ بردہ نے کیا خوب کہا کہ جو کچھ نصاریٰ نے اپنے نبی کے بارے میں کہا

1۔ کشف الغمہ، جلد 2، صفحہ 51 2۔ مظہری، جلد 2، صفحہ 18 3۔ مجمع الوسائل، جلد 2، صفحہ 30

marfat.com

اس کو چھوڑ کر جو کچھ بھی آپ کی تعریف میں کہا جا سکتا ہے کہہ دے۔

امام ابن حجر مکی فرماتے ہیں:

اَلْفَضَآئِلُ الَّتِیْ لَا تُحْصٰی وَالشَّمَآئِلُ الَّتِیْ لَا یُمْکِنُ اَنْ تُقْصٰی فَبَالِغْ وَاَکْثِرْ لَنْ تُحِیْطَ بِوَصْفِہٖ وَاَیْنَ الثُّرَیَّا مِنْ یَّدِ الْمُتَنَاوِلِ(1)

"آپ کے فضائل واوصاف کا احاطہ ممکن نہیں اس لئے (اے تعریف کرنے والے!) تو آپ کی تعریف میں جس قدر بھی مبالغہ کرے آپ کی حقیقت علیا تک رسائی ممکن نہیں بھلا کہاں ثریا اور کہاں پکڑنے والا ہاتھ"۔

کُلُّ غُلُوٍّ فِیْ حَقِّہٖ تَقْصِیْرٌ فَلَا یُمْکِنُ اَحَدٌ اِلَّا حایحۃ بِھَا بَلْ وَلَا بِبَعْضِھَا مِنْ حَیْثُ التَّحْقِیْقَۃِ وَالْکَمَالِ(2)

حضور کے حق میں مبالغہ بھی تقصیر کا درجہ رکھتا ہے کیونکہ آپ کے تمام شمائل تو کجا بعض کا احاطہ بھی ممکن نہیں۔

علامہ شیخ ابراہیم بن محمد الجبوری اس بات کی تصریح یوں فرماتے ہیں:

امت مسلمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ہر انسان کے لئے حضور کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے وجود اقدس کو اس طرح تخلیق فرمایا ہے کہ آپ سے پہلے اور آپ کے بعد کوئی بھی آپ کے مثل نہیں۔(3)

امام المحدثین ملا علی قاری فرماتے ہیں کسی شخص کا ایمان اس وقت تک مکمل ہو ہی نہیں سکتا جب تک وہ یہ اعتقاد نہ رکھے کہ بلاشبہ حضور کے وجود گرامی میں ظاہری اور باطنی کمالات ہر شخص سے بڑھ کر ہیں اور اس خوبی کے ساتھ ودیعت کر دیئے گئے ہیں کہ ظاہری اوصاف کا جمال وکمال عظمت باطن کا آئینہ دار بن گیا۔(4)

امام شہاب الدین احمد القسطلانی فرماتے ہیں:

1۔ جواہر البحار، جلد 3، صفحہ 23 — 2۔ شرح شمائل، جلد 2، صفحہ 150

3۔ المواہب اللدنیہ حاشیہ شمائل محمدیہ، صفحہ 14 — 4۔ مجمع الوسائل، جلد 1، صفحہ 9

marfat.com

یہ بات قطعی اور یقینی ہے کہ تکمیل ایمان کے لئے یہ اعتقاد ضروری ہے کہ آپ کے وجود اطہر سے بڑھ کر رب العزت نے کسی کو حسین نہیں بنایا۔(1)

الغرض سید عرب و عجم کا حسن و جمال ان بلندیوں کو چھو رہا ہے کہ آپ کی ذات ستودہ صفات سے منسوب ہر شے بھی محاسن ظاہری و باطنی کا معیار قرار پاتی ہے، دنیوی حسن و جمال آپ کے خوان کرم کی ادنیٰ سی بھیک ہے جس سے حسینانِ عالم کے دامن مالا مال ہیں، جہان مرغ و ماہی آپ کے پرتو جمال آفرین سے فیضاب ہے، آپ ہی کے خوانِ کرم سے کائنات آب و گل میں حسن کی خیرات تقسیم ہوتی ہے اور ایک حقیر ذرہ حسن جہاں تاب کے پرتو سے رشک وادئ سینا بن جاتا ہے۔

1۔ مواہب اللدنیہ، جلد 1، صفحہ 248

marfat.com

پیر گولڑوی کی دربارِ رسول پر حاضری

اج سِک متراں دی ودھیری اے — کیوں جندڑی اداس گھنیری اے
لوں لوں وِچہ شوق چنگیری اے — اج نیناں نے لایاں کیوں جھڑیاں
اس صورت نوں میں جان آکھاں — جاناں کہ جان جہاں آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں — جس شان توں شاناں سب بنیاں
یہ صورت شالا مدِ نظر رہے — وقت نزع تے روز حشر
وچہ قبر تے پُل تھیں ہو سی گذر — پھر کھوٹیاں تھین نہ کھریاں
سُبْحَانَ اللّٰہ مَا اَجْمَلَکَ — مَا اَحْسَنَکَ مَا اَکْمَلَکَ
کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا — گستاخ اکھیاں کتھے جا اڑیاں

marfat.com

رازدارِ کن فکاں

لوحِ فطرت کے سرورق پر اگر نامِ احمد رقم نہ ہوتا
یہ نقش ہستی ابھر نہ سکتا وجود لوح و قلم نہ ہوتا

یہ محفل کن فکاں نہ ہوتی اگر وہ امام امم نہ ہوتا
زمیں نہ ہوتی فلک نہ ہوتا عرب نہ ہوعجم نہ ہوتا

marfat.com

جب قادر مطلق اپنے تخت عزت طیب پر جلوہ فرما تھا اپنے عزت وجلال کے کبریائی کے پردوں کے پیچھے ہی تھا ابھی تک حجاب واخفا کے نقابوں میں ہی تھا اور کُنتُ کَنزًا مَخفِیًّا میں ایک چھپا ہوا خزانہ ہی تھا تو اس نے چاہا کہ انوارِ مقدس جو چون وچرا کی کیفیت سے معرا تھے فضا مایکُونُ کے پردوں سے اٹھا کر ظہور وجلوہ افلاک پر نمایاں کرے اپنے فضل وربوبیت کے افق پر، اپنی رحمت والوہیت کے پردہ پر، اپنے جلال وجمال کی صفات کی چند معائیں ظاہر فرمائیں۔ '' فَاَحبَبتُ اَن اَعرَفَ میں نے چاہا اپنا تعارف کراوں'' کی توضیح کرنی چاہی تو اپنی حکمت بالغہ اور قدرت کاملہ سے لفظ ''کن'' فرمایا۔ عاشقِ رسول شاعر مشرق علامہ اقبال اس منظر کو یوں پیش کرتے ہیں۔

حسنِ جاناں چوں نظر در خویش کرد　　گشت شیدا عشق را در پیش کرد

یعنی اللہ رب العزت نے جب اپنے آپ کو دیکھا تو فرمایا ''کن'' ایک نور سامنے آ گیا۔ اللہ رب العزت نے اس نور سے دریافت کیا ''مَن اَنَا'' میں کون ہوں؟ تو اس نور کی طرف سے جواب آیا۔ اَنتَ رَبّی۔ حریم ناز سے جواب آیا۔ صَدَقتَ اَنتَ حَبِیبِی یَامُحَمَّدْ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے اس کا نقشہ یوں پیش کیا ہے۔

مصطفیٰ نور جناب امرِ کن　　آفتابِ برج علم من لان

شاعر مشرق نہ رہ سکے بے ساختہ پکار اٹھے۔

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر　　وہی قرآں وہی فرقان وہی یسٰن وہی طٰہٰ

پروفیسر کرم حیدری نے دل کی ترجمانی یوں کی۔

سب سے پہلے مشیت کے انوار سے نقش روئے محمد بنایا گیا
پھر اسی نقش سے مانگ کر روشنی بزم کون و مکاں کو سجایا گیا

یہ سب فَاَحبَبتُ کی کرشمہ سازیاں ہیں اور محبت کا ہی عنوان ہیں۔

marfat.com

فَاَحْبَبْتُ

فَاَحْبَبْتُ کے لفظ سے معلوم ہوا کہ تعمیر و تخلیق کا مقصد حقیقی منشا و مقصود محبت ہے۔ بہ زبان سرورِ کائنات ﷺ ایک قدسی کے الفاظ میں خالق معمار کائنات نے صرف ایک ہی بنایا ہے۔ کُنْتُ کَنْزًا مَّخْفِیًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ یعنی میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں اس غرض سے میں نے تعمیر خلق کی'' پس اَحْبَبْتُ کے لفظ سے معلوم ہوا کہ تعمیر خلق کا منشا و مقصد حقیقی محبت ہے۔

یہ زمین و آسمان، یہ سورج، یہ چاند ستارے، یہ کہکشائیں، یہ ہوائیں، یہ فضائیں، یہ نور وضیا کی فراوانیاں، یہ مچلتی بہاریں، یہ رنگین موسم، یہ حسن وجمیل وادیاں، یہ لہلہاتی کھیتیاں، یہ عنبر بکھیرتے پھول، یہ نافۂ ہائے مشک یہ مہکتے گلستان، یہ گنگناتی ندیاں، یہ آب زلال کے مچلتے چشمے، یہ ہنگامہ آرا آبشاریں، یہ نوائے حسین آفرین پرند، یہ مٹکتے ہوئے رقصاں طاؤس، یہ سرسبز اور شاداب پہاڑ، یہ پرشان وشوکت محل، یہ شان وشوکت میدان اور یہ تحیر انگیز عمارات یہ سب محبت کے کرشمے ہیں۔

اس محبت کے اظہار اولین کا ظہور اللہ پاک نے اپنے نور مطلق سے اپنا محبوب دلنواز پیدا فرمایا پھر اسی محبوب کے نور سے تمام کائنات کی تخلیق کی۔

شہنشاہِ کون ومکاں محبوب انس وجاں کا ارشاد گرامی ہے: اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ وَالْخَلْقُ کُلُّھُمْ مِنْ نُوْرِیْ۔ ہر تو دل وجان سے نور اولین کی تجلیاتِ عامہ کے قائل ہیں اور عقل کی گتھی جس کے پاس ہے وہ اسے تسلیم کرتا ہے۔

محبت کا اصل سرچشمہ تو خالقِ کائنات ہے کہ اس کی عظمتوں، رفعتوں اور قدرتوں کا عرفان اس کے محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ لیکن ایمان کی اصل بات یہ ہے کہ محبت کا اصل سرچشمہ ذات محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم ہے اگر اللہ پاک اپنے محبوب کو پیدا نہ فرماتے تو اللہ تعالیٰ چھپا ہوا خزانہ ہی رہتا اسے کون پہچانتا، اس کی عظمتوں کا عرفان کس کو حاصل ہوتا اور اس کی رفعتوں، جلالتوں کی پہچان کیسے ہوتی؟ اس امر کا اظہار ایک اور

marfat.com

حدیث قدسی میں یوں فرماتے ہیں۔

لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمان کو پیدا نہ کرتا

لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الدُّنْیَا اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا

لَوْلَاکَ لَمَا اَظْهَرْتُ الرَّبُوْبِيَّةَ اگر آپ نہ ہوتے تو میں ربوبیت کا اظہار نہ کرتا

محبت۔ دل محبوب و محبّ میں پیدا ہونے والی ایک ایسی کیفیت و کشش کا نام ہے جس کا صرف احساس کیا جا سکتا ہے، ٹٹولا نہیں جا سکتا۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں ۔

محبت کے شرر سے دل سراپا نور ہوتا ہے
ذرا سے بیج سے پیدا ریاضِ طور ہوتا ہے
بیابانِ محبت دشت غربت بھی ہے، وطن بھی ہے
یہ پروانہ قفس بھی آشیانہ بھی چمن بھی ہے
محبت ہی رہ منزل ہے کہ منزل بھی ہے صحرا بھی
جرس بھی کارواں بھی رہبر و رہزن بھی ہے

محبت: حب عروج وصعود کی سرحدات و منازل طے کرتی ہے تو اس کا نام عشق ہو جاتا ہے۔

محبت: کیا ہے؟ سازِ رگِ حیات کے حسین تاروں میں نوائے حسن بھر دینے کا نام ہے۔

محبت: باد سموم دھر کے قربداماں مرجھائے ہوئے پھولوں میں شگفتہ کر دینے کا نام ہے۔

محبت: بحر ظلمات تہ بہ تہ تاریکیوں میں غرقاب سفینہ حیات کو ساحل انوار و تجلیات پر پہنچا دینے کا نام ہے۔

محبت: دل مضطرب و بے تاب حساس ریشوں کی جاں نواز و جاں فروز چٹکیاں لینے کا نام ہے۔

محبت: عالم فطرت کی بارگاہ حسن ناز میں جبیں خم کر دینے کا نام ہے۔

محبت: عرصۂ بے پایاں و بے کراں حیاتِ جاوداں کو حدود لا متناہی میں پھلانگ کر احدیت و سرمدیت کی لاثانی وغیرہ محدود وسیع و عریض لا احصی و غیر متناہی میں داخل ہونے کا نام

marfat.com

ہے۔

محبت: عالم جذبات واحساسات کی مسحور کن طراوتوں سے لطف اندوز ہونے کا نام ہے۔
محبت: معبود ازل و خالق کونین کی ذات احدیت وصمدیت کو بے نظیر و بے عدیل اور لَیسَ کَمِثلِہٖ شَیٔ قرار دینے کا نام ہے۔
محبت: لالہ وگل کی رنگینیوں کو بسار و مرغزار کی شادابیوں، دریاؤں، آبشاروں کی ترنم جولانیاں، نجوم و کہکشاں کی تابنا کیوں اور مہر درخشاں و ماہتاب تاباں کی درخشانیوں کا سر چشمہ محبوب کائنات کو فہم وادراک اور عقل وخرد کے تمام سفینے جلا کر تصور کر لینے کا نام ہے۔
محبت: ایک ایسی شراب طہور ہے جو ہر اس پیالے میں بھر دی جاتی ہے جو اپنے دامن کا احساس رکھتے ہوئے اپنا دامن نیاز مبتداء فیاض کے حضور پھیلا دیتا ہے۔
محبت: کی کائنات میں محب اپنے محبوب کو حسن رعنائی ہر زاویہ نگاہ کا مرجع قرار دیتا ہے اور ادب واحترام کا کوئی لحہ فرو گذاشت نہیں کرتا کیونکہ ع

ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں سے

یوں تو محبوب کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر مومن کو محبت ہے لیکن معیار جدا جدا ہیں۔ بعض حضرات زبان وقلم کی کوتاہی میں مبتلا ہو کر لاشعوری طور پر بے ادبی کے دشت بیکراں میں بھٹکنے لگ جایا کرتے ہیں اور بعض حضرات راہوار عشق پر سوار ہو کر اور زبان وادب کی رکاب میں پاؤں رکھ کر اس دشت المناک ووحشتناک سے پار ہو جایا کرتے ہیں۔
دعا ہے کہ اللہ پاک صحرائے وحشت ادب میں بھٹک جانے والے رہبروں کو اپنی عنایات وافرہ اور فیوض لامتناہی سے علم وادب کی روشنی اور چاشنی عطا فرما کر دشت وحشت سے پار لگا دے۔ آمین

تحریر محمد عرفان رضوی (ر) ڈپٹی ایجوکیشن
افیسر باغ سرداراں۔ راولپنڈی

marfat.com

اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ

باعث تخلیق آدم وتخلیق دو عالم نے فرمایا: اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ۔ وجود باری تعالٰی کے شاہد اول جس کی ذات اقدس نے مشاہدہ مشہور اور جمال ورعنائی کے چہرہ سے نقاب کھینچی تو اس میں دلہن کی طرح خلوت خانۂ بطون سے فضائے عالم میں ظہور پذیر ہوئی اور کُنْ فَیَکُوْنُ کے پرکار سے پہلا نقطہ جو صفحۂ موجود پر ثبت ہوا اور باغبانِ ایجاد نے رشد و ہدایت کے طبق پر مشتاقانِ کون و مکاں کو جلوہ دکھایا وہ نور پرنور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم باعث تخلیق عالم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا اسی لئے فرمایا: اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ وَالْخَلْقُ کُلُّھُمْ مِنْ نُّوْرِیْ۔

یعنی ابھی خلقت آدم علیہ السلام کا غلغلہ گوش خلقت نہ گونجا تھا اور نہ تحقیق آدم کی شہرت کتم عدم سے شہود پر آئی تھی اور سر وحدت ابھی خشیت الٰہی میں تھا اور صبح نودمیدہ کے پرندوں نے کن فیکون کے ترانے نہ گائے تھے اور نہ ہمائے ہمایوں نے فضا میں حما مسنون میں سایہ، خلافت اور نہ خیاط کرم وجود نے خلعت وجود تن آدم مسجود کے لئے سیا تھا اور نہ خلق میں اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ وَدُوْد کا ایک قطرہ بھی ٹپکا تھا اور نہ ذائقہ چکھایا گیا تھا اور نہ ابھی جنت کا سفینہ سکینہ خلافت بحر قلزم میں رواں دواں ہوا تھا، اس وقت نہ دنیا بنائی گئی تھی اور نہ آسمان کی تخلیق ہوئی تھی، نہ انسانوں نہ فرشتوں سے آوازہ اور نہ بلند و پتی سے کوئی خبر، نہ آن و ہتی کا اثر، اس وقت روحِ لطیف سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم دائرہ الکاف کے گرد گھومتا تھا اور دانہ تسبیح کی طرح چلتا تھا۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

marfat.com

وَالْخَلْقُ كُلُّهُمْ مِّنْ نُّوْرِیْ

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایک دن عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں مجھ کو خبر دیجئے کہ اللہ نے تمام اشیاء سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا؟ تو فرمایا: اے جابر! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا پھر وہ نور قدرت الٰہی سے جہاں اللہ نے چاہا سیر کرتا رہا اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم نہ جنت تھی نہ دوزخ، نہ جن اور فرشتہ، نہ زمین و آسمان، نہ سورج اور چاند، نہ جن نہ انسان، کچھ بھی نہ تھا پھر جب اللہ نے چاہا مخلوق کو پیدا کرے تو اس نور کے چار حصے کئے، پہلے حصہ سے قلم، دوسرے سے لوح محفوظ، تیسرے حصے سے باقی سب فرشتے پیدا کئے، چوتھے حصے کے پھر چار حصے کئے پہلے حصے سے ساتوں آسمان، دوسرے حصے سے ساتوں زمینیں، تیسرے حصے سے جنت اور دوزخ پیدا کئے، چوتھے حصے کے پھر چار حصے کئے پہلے حصے سے مؤمنوں کی آنکھوں کا نور، دوسرے حصے سے ان کے دلوں کا نور جس سے وہ اللہ کی معرفت حاصل کرتے ہیں، تیسرے حصے سے ان سے انس و محبت کا نور اور وہ توحید ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ (زرقانی اول، صفحہ 46)

اے جابر سن! اس میرے نور سے ہر خیر اور اچھی چیز کو پیدا کیا اس کے بعد دوسری چیزوں کی تخلیق ہوئی، مجھے جب اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا اپنے مقابل مقام قرب میں بارہ ہزار سال رکھا پھر اس نور کو چار حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ سے عرش دوسرے سے کرسی تیسرے حصے سے عرش اٹھانے والے اور کرسی سنبھالنے والے اور انتظام کرنے والے کو پیدا فرمایا، چوتھے حصے کو مقام محبت میں بارہ ہزار برس رکھا پھر اس کو چار حصوں میں تقسیم کیا، ایک حصہ سے قلم، دوسرے حصے سے لوح محفوظ، تیسرے حصے سے جنت اور چوتھے حصے کو مقام خوف میں بارہ ہزار برس رکھا پھر اس کے بھی چار حصے کئے، ایک حصے سے فرشتے،

marfat.com

دوسرے حصے سے سورج اور چاند اور تیسرے حصے سے ستاروں کو پیدا کیا پھر چوتھے حصے کو مقامِ رجا میں بارہ برس رکھا اس کے بعد اس کے بھی چار حصے کئے، پہلے حصے سے عقل، دوسرے حصے سے علم اور حلم اور تیسرے حصے سے مصلحت اور توفیق کو پیدا کیا پھر چوتھے حصے کو مقام حیا میں بارہ ہزار برس رکھا اس کے بعد اس حصہ نور پر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتی نظر ڈالی تو میرا وہ نور جلال و جمال الٰہی میں پہنچنے لگا اور قطرہ قطرہ ٹپکنے لگا پھر میرے اس نور سے ایک لاکھ چوبیس ہزار قطرے ٹپکے اللہ تعالیٰ نے ہر قطرے سے نبیوں اور رسولوں کی ارواح کو پیدا کیا، اس کے بعد نبیوں کی روحیں سانس لینے لگیں ،اللہ تعالیٰ نے ان سانسوں سے ولیوں ،خوش نصیبوں، شہیدوں اور قیامت تک ہونے والی فرمانبردار مؤمنوں کی روحیں اور ان کے نور کو پیدا کیا۔

تو اے جابر سمجھ لے! عرش و کرسی میرے نور سے، ملائکہ مقربین، کروبین میرے نور سے، عقل، علم، حلم، حکمت اور توفیق میرے نور سے، جنت اور جنت میں جو کچھ ہے وہ میرے نور سے، شہداء صلحاء، سعدا اور صالحین کی روحیں میرے نور سے بلکہ میرے نور کا نتیجہ اور پھل سے ہیں کیونکہ ان کی روحوں کو نبیوں کی سانسوں سے پیدا کیا گیا۔

میرا وہ نور جب ان تمام حجابوں سے کامیابی و برگزیدگی کا تمغہ لے کر نکلا اور جل شانہ نے آدم کی مٹی میں مجھے سوار کرایا، میرے نور کو آدم علیہ السلام کی پیشانی میں جگہ دی پھر اسی طرح پیشانی بہ پیشانی نقل ہوتے ہوئے حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کی پیشانی سے میرا ٹھکانہ ماں آمنہ کے رحم میں بنایا پھر مجھے دنیا میں خاتم النبیین ،رحمۃ اللعالمین بنا کر ظاہر فرمایا اسی شکل وصورت میں تیرے نبی کی آغاز تخلیق ہوئی۔

اے جابر یہ بھی سن لے! میری دنیا میں تشریف آوری سے قبل کعبۃ بیت خانہ تھا کعبہ کو قبلہ اور بیت اللہ کا لقب ملا تو میرے طفیل۔ یثرب کو مدینۃ النبی ۔طیبہ اور طابہ کا لقب ملا تو حضور کے صدقے سے۔ بیت المقدس مقدس بنا تو میرے دم قدم سے۔ آسمان ملا۔ زمین ملی تو میرے وسیلے سے۔ منبر ومحراب نصب ہوا تو میرے وسیلے سے۔ حوض کوثر اور میزان کی

marfat.com

خبر ملی تو حضور کے صدقے سے۔ سدرہ، عرش وکرسی، لوح وقلم اور ملائکہ کی داستانیں سنیں تو فخر موجودات کے وسیلے سے۔ تمہارے ماں باپ حضرت آدم وحوا کو روح ملی تو مصطفیٰ کے صدقے سے۔ غرضکہ تم کو مولائے کل اور رب دو جہاں کا نشان ملا اور تم کو خدا ملا تو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت اور برکت سے تو جس پر اللہ تعالیٰ نے اپنی خدائی کو نثار کر دیا اور لولاک لما لقب عطا کیا تو حضور پرنور، نور علی نور تھے اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ وَالْخَلْقُ کُلُّھُمْ مِنْ نُوْرِیْ۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِم

لولاک لما عنوان ترا فرمان خدا فرمان ترا
پیغام خدا فرمان تیرا ایمان خدا ایمان تیرا
تیری محبت دین مرا دین ترا آئین مرا
ہر لفظ پہ تیرے یقین مرا عرفان خدا عرفان ترا

marfat.com

نوری وجود کی تخلیق

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت جبریل کو حکم ملا کہ خطۂ زمین پر جاؤ اور آرام گاہِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم یعنی حجرۂ عائشہ صدیقہ مدینہ پاک کی خاک پرانوار برائے تخلیق صاحب لولاک تعمیر کریں، جب ملائکہ مقربین نے یہ خبر اس خاک پاک کو پہنچائی تو وہ فرطِ مسرت اور شوق و جوش میں آ گئی اور اس کی خاک کافور سے زیادہ ٹھنڈی اور خوشبودار ثابت ہوئی اور جبریل علیہ السلام نے بقدر ایک مثقال خاک لے لی اور ملاء الاعلیٰ واپس آئے تو دوسرا حکم ملا کہ جبریل جنت میں جاؤ، مشک و زعفران و سنبل و ماء معین اور شراب تسنیم مہیا کر کے اس خاک کو ان چیزوں میں ملاؤ، حضرت جبریل علیہ السلام نے ان چیزوں کی آمیزش کے متعلق دریافت کیا تو جواب ملا کہ کافور سے استخواں پشت مبارک، زعفران اور مشک سے خون مبارک اور سنبل سے بال مبارک اور سلسبیل سے دہن مبارک اور ماء معین سے لب و دندان مبارک، دورانِ خون کو شراب تسنیم سے جاری کروں گا۔ اور اس ذات مقدس کو تمام مخلوق کا شفیع بناؤں گا جب خمیر وجود مبارک عاصیان رحمت پناہ بے کساں رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا تیار ہو گیا تو جبریل علیہ السلام کو حکم ملا کہ اس شب دُرّ افروز کو تمام آسمانوں میں گھماؤ اور ملائکہ کے محلوں میں لے جاؤ، گشت کی نہروں میں غوطہ دو اور تمام عالم کے بحر و بر کو دکھاؤ اور ندا کرو طِيْنَةُ حَبِيْبِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ مَشْهُوْرٌ فِي الْدِيْنِ وَالْآخِرِيْنَ میں مذکور۔ یعنی یہ خمیر اللہ کے محبوب رسول جو اولین و آخرین میں مشہور ہیں۔ اس کے اس مٹی کو نور سے منور کر کے قندیل میں رکھ کر ساق عرش مجید میں لٹکا دو اور وہ جگہ نور مصطفیٰ کی گہوارہ بن گئی اب یہ نور اس قندیل میں پیشانی آدم میں ودیعت رکھے جانے تک لٹکا دیا۔ اس کے بعد وہ نور جس کو بدر منیر سے تعبیر کیا گیا حضرت آدم علیہ السلام کے پتلا بنانے کے بعد پیشانی آدم میں منتقل کر دیا گیا اور وہ تمام نور جب جسدِ آدم علیہ السلام کے جسدِ خاکی میں روح پھونکی گئی تو نور مصطفیٰ یہاں سے منتقل ہو کر ان کی پیشانی میں چمکنے لگا الغرض عالم ازل میں جو تجلی اس

rekhta.com

ذات اقدس نے فرمائی اس وقت کسی وجود کی کوئی موجود نہ تھی اور اس تجلی سے جو صورت عالم وجود میں آئی وہ مکمل طور پر اسرار و علوم کی جامع اور اپنے مماثل سے بے مثل تھی اور اسی صورت کو صورت محمدی سے تعبیر کرتے ہیں اور تمام موجودات کے حقائق اس حقیقت محمدی کے پرتو ہیں اور وہ تجلیاں جو مختلف صورتوں میں واقع ہوئیں ان کو سرکار نے فرمایا: اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ وَالْخَلْقُ كُلُّهُمْ مِنْ نُّوْرِیْ۔ (معارج النبوت، جلد 1، صفحہ 358)

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِم

مَثَلُ نُوْرِهٖ

اللہ رب العزت نے فرمایا: ''لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ۔ یعنی میں کسی کی مثل نہیں ہوں۔'' دوسری طرف نور کی مثال دی جا رہی ہے یہاں لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ سے مراد یہ ہے کہ میں اپنی مخلوق میں سے کسی کی مثل نہیں ہوں۔ جو مثال بیان کی جاتی ہے اس کی وضاحت مفسرین نے اس طرح کی ہے۔

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ (نور:35)

''یعنی اللہ آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے۔ مثل اس نور کی اس طرح ہے جیسا کہ طاق ہے اور اس میں ایک چراغ ہو اور وہ چراغ شیشہ کے ایک فانوس میں ہو وہ فانوس گویا کہ وہ ایک ستارہ ہے جو موتی کی طرح چمک رہا ہے''۔

اس کی مزید وضاحت مفسرین نے اس طرح کی ہے۔

علامہ ابوالفضل جمال الدین بن منظور اپنی شہرہ آفاق کتاب ''لسان العرب'' میں النور کا لفظی معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اَلظَّاهِرُ فِيْ نَفْسِهٖ اَلْمَظْهِرُ لِغَيْرِهٖ سُمِّيَ نُوْرًا

''یعنی جو نور خود ظاہر ہو اور اپنی روشنی سے دوسروں کو روشن کرے اسے نور کہا جاتا ہے''۔

marfat.com

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اسماء حسنیٰ کی تشریح کرتے ہوئے النور کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ نور اس کو کہتے ہیں جو خود ظاہر ہو اور دوسروں کو ظاہر کرنے والا ہو، کسی چیز کے ظاہر ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ موجود ہو جو چیز موجود نہیں ہوگی اس کا ظاہر ہونا ممکن نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات واجب الوجود ہے، وہ ازل سے موجود ہے اور ابد تک موجود رہے گی نیز وہ اپنے موجود ہونے میں کسی سبب یا علت یا کسی فاعل کا محتاج نہیں اس لئے وہی ہے جو صفت نور ظہور سے متصف ہونے کا مستحق ہے وہ خود بھی موجود ہے اور اس کے امر کن سے ہر چیز خلقت وجود ارزانی ہوئی اس لئے وہ ہر چیز کے لئے نور ہے یعنی مظہر ہے اس لئے علمائے تفسیر نے اس آیت نور کا معنی موجد مبتدع کیا ہے یعنی عدم سے وجود میں لانے والا، اس نور کی کیفیت عجیب وغریب ہے۔ یوں بیان کی جاتی ہے۔ مشکوٰۃ اس جگہ کو کہتے ہیں جو دیوار میں چراغ رکھنے کے لئے بنائی جاتی ہے جو ایک طرف سے کھلی اور باقی اطراف سے بند ہوتی ہے۔ چراغ دان۔ مصباح بڑے چراغ کو کہتے ہیں جو خوب روشنی دے۔ سراج ضخم، زجاجہ شیشے سے بنا ہوا فانوس جس میں چراغ کو مشکوٰۃ (چراغ دان) میں رکھ دیا جائے جس کی روشنی ہر طرف سے بند ہو کر ایک ہی سمت روشنی دے رہی ہو تو آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ اس کی روشنی کتنی تیز ہوگئی؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کعب احبار سے کہا۔ اَخْبِرْنِیْ عَنْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ۔ مجھے اس بات کا مطلب سمجھاؤ۔ قَالَ کَعْبٌ ھٰذَا مَثَلٌ ضَرَبَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی لِنَبِیِّہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَالْمِشْکٰوۃُ صَدْرِہٖ وَالزُّجَاجَۃُ قَلْبِہٖ وَالْمِصْبَاحُ فِیْھَا النُّبُوَّۃُ یَکَادُ نُوْرُ مُحَمَّدٍ وَاَمْرِہٖ یَتَبَیَّنُ لِلنَّاسِ وَلَوْ لَمْ یَتَکَلَّمْ اِنَّہٗ نَبِیٌّ کَمَا کَانَ یَکَادُ ذَالِکَ الزَّیْتَ یُضِیْٓءُ وَلَوْلَمْ تَمْسَسْہُ نَارٌ۔ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٌ۔ (ضیاء القرآن، جلد 3، صفحہ 337 بحوالہ مظہری)

حضرت کعب نے کہا یہ مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے کریم کے متعلق بیان کی ہے مشکوٰۃ سے مراد سینہ مبارک ہے، زجاجہ سے مراد قلب انور ہے اور مصباح سے مراد نبوت ہے یعنی حضور کی شان لوگوں کے سامنے خود بخود عیاں ہو رہی ہے اگرچہ حضور اپنی نبوت کا

marfat.com

اعلان نہ بھی کرتے۔

عارف باللہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھنے کے بعد فرماتے ہیں: وَلِنِعْمَ قَالَ کَعْبٌ یعنی ''کعب نے کتنی عمدہ بات کہی ہے'' اور میں یہاں ایک فصل تحریر کرتا ہوں جس سے پتہ چل جائے کہ حضور کی نبوت اور رفعتِ شان اعلانِ نبوت سے پہلے ہی ظاہر تھی۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

اَلزُّجَاجَةُ کَاَنَّهَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ

اَلزُّجَاجَةُ کی تفسیر کے بعد کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ کی تفسیر علماء نے یوں بیان کی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل سے دریافت کیا کہ اے جبریل! تیری عمر برسوں کے لحاظ سے کتنی ہے؟ الفاظ یہ ہیں ''سَاَلَ جِبْرِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ کَمْ عُمِرْتَ سِنِیْنَ قَالَ وَاللّٰهِ لَآ اَدْرِیْ اَنَّ کَوْکَبًا مِنَ الْحِجَابِ الرَّابِعِ یَظْهَرُ فِیْ کُلِّ سَبْعِیْنَ اَلْفَ سَنَةٍ مَرَّةً رَاَیْتُهٗ اِثْنَیْنِ وَ سَبْعِیْنَ اَلْوُفًا مَرَّةً فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعِزَّةُ رَبِّیْ اَنَا ذَالِکَ الْکَوْکَبُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل سے دریافت کیا کہ تیری عمر برسوں کے لحاظ سے کتنی ہے؟ تو جبریل علیہ السلام نے عرض کیا خدا کی قسم سوائے اس کے میں نہیں جانتا کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا فرمایا میں نے حجاب رابع میں ایک ستارہ دیکھا جو ستر ہزار سال کے بعد ظاہر ہوتا تھا جس کو میں نے بہتر (۷۲) ہزار مرتبہ دیکھا ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے جبریل! مجھے اپنے رب کی قسم وہ ستارہ میں ہی تھا (روح البیان)۔

یہاں سے اندازہ لگائیے کہ حضور علیہ السلام کا نور مبارک کتنا عرصہ حریم ناز میں رہا۔

marfat.com

سینہ زجاجہ نور کا

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا　　صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارہ نور کا
باغ طیبہ میں سہانا پھول پھولا نور کا　　باغ طیبہ میں سہانا پھول پھولا نور کا
تاج والے دیکھ کر ترا عمامہ نور کا　　سر جھکاتے ہیں الٰہی بول بالا نور کا
شمع دل مشکوۃ تن سینہ زجاجہ نور کا　　تیری صورت کے لئے آیا ہے سورہ نور کا

سینہ زجاجہ نور کا

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سینہ زجاجہ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک کو رفیع الشان محل سمجھنا چاہیے جس میں بارہ کمرے ہوں اور ہر کمرے میں ایک مجلس ہو اور ہر مجلس کے حاکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔

کمرۂ اول: اس میں ایک عظیم الشان شہنشاہ تشریف فرما ہیں اور روئے زمین کے بڑے بڑے بادشاہ اور شاہانِ عرب وعجم، روم، شام، ایران، اور ہند وغیرہ کے ممالک دست بستہ ان کے سامنے حاضر ہیں اور تدابیر مملکت، قوانین جہانداری اور امور سلطنت وغیرہ ان سے دریافت کر رہے ہیں اور وہ جو کچھ فرماتے ہیں اس کو وہ سرآنکھوں پر رکھتے ہیں وہ ان جملہ بادشاہوں کے بادشاہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

کمرۂ دوم: اس میں ایک عظیم الشان جلیل القدر حکیم تشریف فرما ہیں، دنیا بھر کے حکماء، اطباء ان کے سامنے دست بستہ حاضر ہیں۔ علوم سیاست، تدبیر منزل، درستی آداب واخلاق اور دیگر علوم حکمیہ کا استفادہ کر رہے ہیں اور وہ استاد کل، معلم علم وحکمت صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک کو اس کی حیثیت اور فہم کے مطابق تقسیم فرما رہے ہیں۔

کمرۂ سوم: اس میں ایک جلیل القدر اور عظیم الشان قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) بڑی مملکت اور وقار کے ساتھ تشریف فرما ہیں اور ان کے سامنے دنیا بھر کے قاضی (جج) معاملہ فہم، موجد اور قوانین وغیرہ حاضر ہیں اور آپ کے فیصلہ جات اور ارشادات کو اپنا دستور بنا

rmanat.com

رہے ہیں وہ قاضی القضاۃ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

کمرۂ چہارم: اس میں ایک مفتی تبحر مسند افتاء پر تشریف فرما ہیں اور علوم وفنون کے دریا اس کے سینۂ اقدس میں موجزن ہیں، ان میں دنیا بھر کے محدثین، مفسرین، متکلمین، مقررین اس کے سامنے حاضر ہیں اور سب کے سب انہی استعداد کے مطابق اس چشمہ علم وحکمت سے سیراب ہو رہے ہیں وہ مفتی تبحر بھی سیدالکائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

کمرۂ پنجم: اس میں ایک محتسب باوقار مسند حکومت پر رعب وجلال سے تشریف ہیں، احکام الٰہی کی نافرمانی کرنے والوں کو سزائیں دلوا رہے ہیں، کہیں زانی پر درے پڑ رہے ہیں اور ظلم وتعدی کرنے والوں کو سزائیں دی جارہی ہیں، کہیں زانی سنگسار ہو رہے ہیں اور کہیں فسق وفجور کے رسوم مٹائے جا رہے ہیں اور کہیں راشی اور مرتشی حکام سے باز پرس ہو رہی ہے یہ صاحب وقار محتسب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

کمرۂ ششم: اس میں ایک جلیل القدر رفیع الصوت خوش الحان قاری جلوہ افروز ہیں اور دنیا بھر کے قاری ان کے سامنے سر نیاز جھکائے ہوئے سربستہ حاضر ہیں۔ فن تجوید، قرأت سبع، قوانین وقواعد لب ولہجہ وغیرہ کی تعلیم ہو رہی ہے یہ عظیم الشان قاری بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

کمرۂ ہفتم: اس میں ایک عابد وزاہد دنیا و مافیھا سے بے نیاز ہو کر تشریف فرما ہیں، صبح وشام رات اور دن ایک گھڑی تو کیا ایک سانس بھی غفلت سے نہیں گذارتے، ہمہ وقت تسبیح و تہلیل، اوراد ووظائف، نوافل ادعیہ میں مشغول ومصروف ہیں اور دنیا بھر کے عابد وزاہد اس کے حضور حاضر ہیں، عبادت وریاضت اور طریقت کے اصول وغیرہ حاصل کر رہے ہیں اور وظائف صبح وشام کی تعلیم ہو رہی ہے اور یہ عابد، زاہد بھی معدن اسرار کل حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

کمرۂ ہشتم: اس میں ایک عارف کامل تشریف فرما ہیں کہ ذات وصفات کے اسرار ورموز اور عالم ناسوت کے حقائق ومعارف اور اسرار ورموز کی تعلیم ہو رہی ہے اور یہ عارف کامل

marfat.com

بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

کمرۂ نہم: اس میں ایک واعظ، عالم، فاضل منبر اطہر پر جلوہ افروز ہے اور لوگوں کے ارواح وقلوب اپنے کلام مقدس کی تاثیر اور انوار سے مسرور اور منور کر رہا ہے، کسی کو ثواب عظیم اور اجر جزیل کی ترغیب دے رہا ہے، انہیں راہِ راست پر لا رہا ہے اور ان کو عذاب قبر اور جہنم کے المناک حالات سنا کر توبہ کرا رہا ہے، ہزاروں آخرت کے درجات اور حیات جاودانی کے برکات سن کر اپنی بدکاریوں پر نادم ہو کر توبہ کر رہے ہیں اور رو رہے ہیں، دنیا بھر کے عالم، فاضل اور واعظ اس کے حضور دست بستہ حاضر ہیں اور طریق واعظ وغیرہ کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور یہ عالم فاضل بھی حضور علیہ السلام ہیں۔

کمرۂ دہم: اس میں ایک مرشد کامل صاحب طریقت وصاحب دل تشریف فرما ہیں جن کی نگاہ ناز خاک کیمیا کر رہی ہے ہزاروں نامراد بامراد اور ہزاروں ناشاد شادکام ہو رہے ہیں، کہیں چور قطب بن رہے ہیں اور کہیں قطب غوث بن رہے ہیں تمام دنیا کے مرشد کامل اس کے حضور حلقہ بگوش ہو رہے ہیں ہر ایک کو اس کی استعداد کے مطابق اس سے سیراب کیا جا رہا ہے، وصول الی اللہ اور حجابات دور کرنے کے طریقے نعاماتِ احوال اور مراتب توجہ تاثیر، ذوق وشوق، وجد ورفق فنا وبقا کی تعلیم ہو رہی ہے یہ مرشد کامل بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

کمرۂ یازدہم: اس میں ایک اولوالعزم رفیع الشان خاتم نبوت صاحب کتاب رسول مکرم تشریف فرما ہیں اور تمام رسول حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل، حضرت اسحاق ویعقوب اور داؤد وسلیمان وعیسیٰ علیہم السلام ان کے ارد گرد تشریف فرما ہیں اور خاتم النبیین سے فیوض و برکات حاصل کر رہے ہیں اور وہ رسول مکرم نور مجسم ان کی شریعتوں کے احکام گھٹا بڑھا رہے ہیں اور سب رسول بسر وچشم قبول کر رہے ہیں اور انہیں انبیاء کے امام اور سردار انبیاء تسلیم کر رہے ہیں۔ وہ رسول مکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

کمرۂ دوازدہم: اس میں ایک پیکر نور حسن ازل نازنین کعبے کی مانند تشریف فرما ہیں اللہ

تعالیٰ کے حسن و جمال کی تجلی نے اس گلبدن اطہر کو اپنا مظہر و مسکن ٹھہرایا ہے، حسن ازل کے انواروں نے اس کو روشن کر کے خدا کی شان محبوبیت اس میں جلوہ گر کر رکھی ہے اور وہ اپنی محبت کی کشش سے لوگوں کے دلوں کا شکار کر رہی ہے اور لاکھوں اس ازلی حسن کے عاشق بڑی دور سے امڈے چلے آرہے ہیں اور بغیر کسی امید مشقت اور بغیر کسی خواہش کے فقط دیدار کے بھوکے دوڑے چلے آرہے ہیں اور اپنی اپنی نشانیاں اس کے فیض کے آستانے پر رگڑ رہے ہیں اور اجمال کی ایک جھلک کے مشتاق ہیں اور یہ مرتبہ اور کسی کو حاصل نہیں ہوا اور جس کو محبوب کی ایک جھلک کا کچھ حصہ ملا مخلوق کا جھکاؤ ان کی طرف ہو گیا ہے اور وہ محبوب ازلی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اگر کسی کو ان بارہ مجلسوں میں شک یا تردد ہو تو وہ خوب کرے اور سوچے کہ ان سب کی اصل کہاں ہے تو بے شک اسے یقین ہو جائے گا کہ یہ سب کارخانہ ایک جھلک جمال محمدی اور کمال مصطفوی کے انواروں سے ہے جیسے جڑ کی تازگی سے شاخ شاخ پتہ پتہ سرسبز رہتا ہے اور جیسے دریا سے نہریں نکل کر چاروں طرف جاری ہوتی ہیں اسی طرح حقیقت میں سینہ مبارک منبع اور مخزن ہیں، کمالات ظاہری اور باطنی کا نور محمدی کا فیض فوارے کی طرح اور چشموں کی طرح جاری ہے اور کائنات کے ہر فرد کو سیراب کر رہا ہے (تفسیر عزیزی زیر آیت الم نشرح، حقانی ج ۸ ص ۱۷۴)۔

فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا

اللہ رب العزت نے مشکوٰۃ (چراغ دان) کو تین اطراف سے بند کر کے اس کا رخ ایک طرف یعنی اللہ رب العزت نے اپنی طرف رکھا تا کہ اپنی نظر رحمت ہر وقت ہر لمحے اس نور پر مرکوز رہے اور سوائے اپنے محبوب نور کے اور کسی طرف نظر رحمت مرکوز نہ ہو سکے پھر محبوب کے نور مبارک کو سامنے رکھ کر صلوٰۃ وسلام کے نغمے پیش کرتے ہیں۔

علامہ سید محمود آلوسی بغدادی نے اپنی تفسیر میں اس لفظ پر عجیب تشریح کی ہے، لکھتے ہیں:

وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا. اِىْ لِكُلِّ مِلَّةٍ اَوْ جَمَاعَةٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْيَهُوْدُ

marfat.com

وَالنَّصارٰی وَلِکُلِّ قَوْمٍ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ جِهَةٌ وَجَانِبٌ مِّنَ الْکَعْبَةِ یُصَلِّیْ اِلَیْهِ جَنُوْبِیَةٍ اَوْشَمَالِیَةٍ اَوْ شَرقِیَةٍ اَوْ غَرْبِیَّةٍ۔ یعنی ہر اہل ملت یا جماعت کے لئے ایک سمت ہے جس طرف وہ رخ کر کے نماز پڑھتا ہے خواہ مشرق میں ہو یا مغرب میں جنوب میں ہو یا شمال میں اس کا رخ اپنے قبلے کی طرف ہو گا۔ وَقِیْلَ الْمُرَادُ اَنَّ لِکُلِّ اَحَدٍ قِبْلَةُ الْمُقَرِّبِیْنَ الْعَرْشُ وَالرُّوْحَانِیْنَ الْکُرْسِیُّ وَالْکَرُوْبِیْنَ بَیْتُ الْمَعْمُوْرِ وَالْاَنْبِیَآءِ قَبْلَکَ بَیْتُ الْمُقَدَّسِ وَ قِبْلَتُکَ الْکَعْبَةُ وَهِیَ قِبْلَةُ جَسَدِکَ وَ قِبْلَتُهٗ رُوْحِکَ فَاَنَا۔ وَقِبْلَتِیْ اَنْتَ۔

یعنی یہاں مراد ہر شخص یا جماعت کی الگ الگ ہے۔ مقربین کا قبلہ عرش عظیم ہے اور روحانین کا قبلہ کرسی ہے اور کروبین کا قبلہ بیت المعمور ہے، سابقہ انبیا کرام کا قبلہ بیت المقدس تھا اور آپ کا قبلہ کعبہ شریف ہے اور کعبہ شریف آپ کے جسم اطہر کا قبلہ ہے اور آپ کی روح مبارک کا قبلہ میری ذات ہے اور میرا قبلہ تیری ذات ہے۔

چراغ دان کو تین اطراف سے بند کر دیا کہ میری نظر رحمت سوائے اپنے محبوب کے اور کسی طرف نہ جائے اور محبوب بھی صرف ایک طرف دیکھے یہ سلسلہ قیامت تک چلتا رہے گا اسی لئے فرمایا: فَاِنَّکَ بِاَعْیُنِنَا۔

marfat.com

خصوصیاتِ نبویہ

ذاتی وصفاتی

یا صاحب الجمال و یا سید البشر
من وجہک المنیر لقد نورالقمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

marfat.com

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں سورۃ الضحیٰ کے تحت لکھتے ہیں۔

۱ حضور صلی اللہ علیہ وسلم از پشت می دیدند چنانچہ از روئے خود دیدند

۱ حضور علیہ السلام پیٹھ پیچھے بھی ایسا ہی دیکھتے تھے جس طرح سامنے دیکھا جاتا ہے۔

۲ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دریں شب دیدند بروز روشنی دیدند

۲ حضور علیہ السلام رات کو بھی ایسا ہی دیکھتے تھے جس طرح دن میں دیکھا جاتا ہے۔

۳ وآب دہن ایشاں آب ہائے شور را شیریں می کرد۔

۳ آپ کے لعاب دہن سے کھارا پانی میٹھا ہو جاتا تھا۔

۴ اطفال شیر خوردہ یک قطرہ از آب دہن بخشائند آں طفل تمام روز پر شکم می نماند وطلب شیر نمی کرد چنانچہ درروزہ عاشورہ بااطفال اہل بیت تجربہ شدہ

۴ شیر خوردہ بچے کو تھوک مبارک کا ایک قطرہ پلانے سے وہ لڑکا سارا دن شکم سیر رہتا اور پھر اسے دودھ کی ضرورت نہ رہتی چنانچہ عاشورہ کے بچوں کے ساتھ تجربہ کیا گیا۔

۵ وبغل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفید رنگ براق بود اواصلاً موئے نداشت او آواز ایشاں جائے می رسد کہ آواز

۵ حضور علیہ السلام کے بغل مبارک سفید ہوتے تھے اور آپ کے بغل میں بال نہ تھے۔

۶ دیگراں بعشیر عشر نمی رسد واز دورے شنیدند کہ دیگراں مسافت نمی تواند شنید

۶ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز اتنی دور جا سکتی تھی اور آپ دور سے وہ کچھ سن سکتے تھے کہ دوسرے لوگ اس سے بے خبر ہوتے۔

۷ درخواب چشم ایشاں خواب آلودی شود و دل خبرداری ماند

۷ آپ کی آنکھیں سوتی تھیں لیکن آپ کا دل جاگتا تھا۔

۸ وغازہ دہن ہرگز ایشاں درتمام عمر نفاق نمی افتاد

۸ آپ کا بلغم کبھی زمین پر صحابہ نے گرنے نہیں دیا بلغم اپ کا تھا ہی نہیں۔

marfat.com

9 واحتلام ہرگز واقع نہ شد

9 آپ کو کبھی احتلام نہیں ہوا۔

۱۰ عرق مبارک خوشبوتر از مشک بود بحدیکہ در کوچہ می گذشتند مردم بسبب بوئے خوش عرق ایشاں کہ در ہوا سرایت کردہ می ماندے لیبر دند کہ ازیں کوچہ آنحضرت گذشتند

۱۰ آپ کا پسینہ مبارک مشک اور عنبر سے بھی زیادہ خوشبودار تھا، جس کوچہ سے حضور کا گذر ہوتا اس خوشبو کو ہوا ہر جگہ لے جاتی اور لوگ جان لیتے کہ حضور علیہ السلام کا یہاں سے گذر ہوا ہے۔

۱۱ ہیچ کسے از فضلہ ایشاں برروئے زمین ندیدند زمین می شگافت فرومی برد از اں مکاں بوئے مشک می شمیدند

۱۱ آپ کا فضلہ مبارک کسی نے نہیں دیکھا۔ زمین شق ہو جایا کرتی وہاں صرف خوشبو رہ جاتی۔

۱۲ و در وقت تولد مختوں پیدا شود

۱۲ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ناف بریدہ پیدا ہوئے۔

۱۳

ناف بریدہ پاک وصاف ہرگز ملوث نجاست بر بدن ایشاں نبود

۱۳ آپ ناف بریدہ پیدا ہوئے، آپ کے ساتھ کسی قسم کی نجاست آپ کے بدن پر نہ تھی۔

۱۴ چون بر زمین افتادند سجدہ کناں وانگشت شہادت خود سوئے آسمان برداشتند

۱۴ جب آپ کی ولادت ہوئی تو آپ نے فوراً سجدہ کیا اور انگشت مبارک آسمان کی طرف اٹھائی۔

۱۵ در تولد ایشاں نورے شعشع شد کہ بسبب آں شہر ہائے شام مادر را نمودند

۱۵ آپ کی ولادت کے وقت نور کی شعاع نکلی جس سے شام کے محلات اور ان میں جو کچھ تھا نظر آیا۔

۱۶ ومہد ایشاں ملائکہ جنبانیدند

۱۶ آپ کا پنگھوڑا مبارک فرشتے ہلایا کرتے تھے۔

marfat.com

۱۷ ماہتاب ایشاں در عہد طفولیت کہ در گہوارہ بودند حرف میزند	۱۷ آپ پنگھوڑے میں چاند سے باتیں کیا کرتے تھے جب آپ شیر خوار تھے۔
۱۸ ہر کہ اشارہ می فرمودند سوئے ایشاں مائل می ماند	۱۸ آپ پنگھوڑے میں ہاتھ جدھر ہلاتے چاند اُدھر ہو جاتا۔
۱۹ وبارہا در گہوارہ تکلم می فرمودند	۱۹ بارہا چاند کے ساتھ آپ کو باتیں کرتے دیکھا۔
۲۰ ہمیشہ روز تمازت وقت گرما ابر ایشاں می داخت	۲۰ سخت دھوپ اور گرمی میں بادل سایہ کرتا تھا۔
۲۱ اگر زیر درخت می آمدند سایہ درخت سمت ایشاں متوجہ می شد	۲۱ اگر کسی درخت کے نیچے تشریف فرما ہوتے تو درخت کا سایہ اسی طرف ہو جاتا۔
۲۲ وسایہ ایشاں برزمین نمی افتاد	۲۲ آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا۔
۲۳ بر جامہ ہائے ایشاں مگس نمی نشست	۲۳ آپ کے وجود پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی۔
۲۴ وپشہ ایشاں را ایذا نمی دارد	۲۴ مچھر وغیرہ آپ کو تکلیف نہیں دیتے تھے۔
۲۵ اگر بر جانور سواری شدند آں جانور وقت سواری ایشاں بول و براز نمی کرد	۲۵ جس جانور پر آپ سواری کرتے جب تک آپ سوار رہتے وہ جانور بول و براز نہیں کرتا تھا۔
۲۶ در عالم ارواح اول کسے پیدا شد ایشاں باشند	۲۶ عالم ارواح میں سب سے پہلے آپ کی روح کو پیدا کیا گیا۔
۲۷ اول کسے را در جواب است بر بکم پر بلیٰ گفت ایشاں بودند۔	۲۷ روز ازل جس نے سب سے پہلے بلیٰ کہا وہ آپ کی ذات تھی۔
۲۸ ونیز معراج مخصوص ایشاں است۔	۲۸ آپ ہی معراج کی سعادت سے نوازے گئے۔

marfat.com

۲۹ وسواری براق نیز مخصوص ایشاں است ۲۹ براق کی سواری صرف آپ کے لئے مخصوص تھی۔

۳۰ رو بالائے آسمان رفتن و بحد قاب قوسین و بدیدار الٰہی مشرف شدن ۳۰ آپ کو آسمان پر بلایا گیا اور مقام قاب قوسین پر فائز ہوئے او دیدارِ الٰہی سے مشرف ہوئے۔

۳۱ وملائکہ را فوج چشم ایشاں ساختن بہمراہ ایشاں مانند لشکریاں جنگ وجدال کنند ۳۱ ملائکہ کی فوج آپ کے ساتھ ہوتی، لشکریوں کی طرح جنگ میں شریک ہوتی اور جنگ وجدال میں مدد دیتی۔

۳۲ شق القمر و دیگر معجزات عجیبہ و غریبہ نیز مخصوص است ۳۲ چاند کا دو ٹکڑے ہونا اور دیگر معجزے ہوئے آپ کے لئے مخصوص ہیں۔

۳۳ و روز قیامت آنچہ ایشاں را دہند ہیچ کسے را نہ دہند ۳۳ قیامت کے دن آپ کو وہ کچھ دیا جائے گا جو اور کسی کو نہیں دیا جائے گا۔

۳۴ اول کسے را بے ہوشی افاقہ کند ایشاں باشند ۳۴ قیامت کے دن جو سب سے پہلے کھڑا ہوگا وہ آپ ہوں گے۔

۳۵ ہفتاد ہزار فرشتہ گرداگرد جلو را باشند ۳۵ آپ ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ جلوہ افروز ہوں گے۔

۳۶ ایشاں را بر براق حشر نمایند ۳۶ قیامت کے دن آپ براق پر سوار ہو کر تشریف لائیں گے۔

۳۷ و جانب راست عرش بالائی کرسی ایشاں را دہند۔ ۳۷ قیامت کے دن اللہ کی دائیں جانب آپ کو کرسی عنایت کی جائے گی۔

۳۸ و مقام محمود مشرف سازند۔ ۳۸ آپ مقام محمود پر فائز ہوں گے۔

۳۹ در دست ایشاں لواء الحمد دہند حضرت ۳۹ آپ کے ہاتھوں میں لواء الحمد دیا جائے گا،

marfat.com

آدم وذریت زیر ایشاں باشند

حضرت آدم مع اولاد کے اس لواء الحمد کے نیچے ہوں گے۔

۴۰ جملہ انبیاء مع امتیاں پس روئے ایشاں مسنوند

۴۰ جملہ انبیاء اپنی اپنی امتوں کے ساتھ آپ کے سامنے لائے جائیں گے۔

۴۱ در دیدار خدا اول ایشاں بالخصوص سازند

۴۱ اللہ تعالیٰ کا دیدار سب سے پہلے آپ کو ہوگا۔

۴۲ وشفاعت عظمیٰ ایشاں بالخصوص سازند

۴۲ شفاعت عظمیٰ کا حق آپ کو عطا کیا جائے گا۔

۴۳ اول کسے را بر پلصراط گذر دایشاں باشند وتمام خلائق راحکم شود چشم ہائے خود را فرو کردند تا دختر ایشاں فاطمۃ الزہراء بر پل صراط گذرد

۴۳ سب سے پہلے جو پل صراط سے گذرے گا وہ آپ ہوں گے اور تمام مخلوق کو حکم ہوگا کہ سب اپنی نظریں نیچے کرلیں تاکہ خاتون جنت حضرت فاطمہ پل صراط سے گذریں۔

۴۴ اول کسے را جنت بکشائد ایشاں باشند

۴۴ سب سے پہلے جنت کے دروازے آپ کے لئے کھولے جائیں گے۔

۴۵ در قیامت ایشاں را مرتبہ وسیلہ شروع سازند وآں مرتبہ اینست کہ نہایت بلند کہ کسے را از مخلوق میسر نشدہ

۴۵ قیامت کے دن آپ کو مقام وسیلہ عنایت کیا جائے گا یہ مرتبہ اور کسی کو مخلوقات میں سے نہیں دیا جائے گا۔

۴۶ کہ در حقیقت آنست کہ ایشاں در آں روز از جناب خداوندی بمنزلہ وزیر از بادشاہ باشد

۴۶ حقیقت یہ ہے کہ قیامت کے دن حبیب خدا بمنزلہ وزیر ہوں گے جو کسی کی بادشاہی میں ہوتا ہے۔

نیز اس کے علاوہ بھی بہت خصوصیات ہیں لیکن طوالت کی وجہ سے یہی ختم کرتا ہوں (تفسیر عزیزی پارہ عم ص ۲۱۸ زیر آیت والضحیٰ۔ انوار آفتاب صداقت ص ۲۴)

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر ۔۔۔ روزِ محشر عذر ہائے من پذیر

در حسابم را تو بینی ناگزیر ۔۔۔ از نگاہ مصطفی پنہاں پذیر

marfat.com

وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا

عرش نوری فرش نوری ذرہ ذرہ نور ہے
آگیا وہ نور والا جس کا سارا نور ہے

نور گھر میں نور باہر کوچہ کوچہ نور ہے
نور کی برسات ہے ہر سمت چھایا نور ہے

marfat.com

آخر انتظار کا زمانہ کٹ گیا، فراق کا عرصہ ختم ہوا۔ آفتاب عالمتاب نورِ اولین کے فیابار ہونے کا وقت آیا تو بہار کی رنگینیوں، رعنائیوں اور شادابیوں اِک اِک چیز پر اس کی مہکتی فضاؤں پر، دُرِ بہار گھٹاؤں پر، عنبریں ہواؤں پر، مسکراتی کلیوں پر، کھلکھلاتے پھولوں پر، مرغزاروں اور شاخساروں پر، اور ان پر چہچہاتی گنگناتی چڑیوں پر، ڈالی ڈالی پر رقصاں خوش نوا اور خوشنما پرندوں پر، گلوں کو چومتی اور فرطِ مسرت سے جھومتی بلبلوں پر۔ غرضیکہ آقا کے اک اک ادائے دلنواز پر نعت خوانوں نے نعتیں لکھ ڈالیں، ادیبوں نے ماہ پارے تخلیق کئے۔ مگر حق تو یہ ہے حق ادا نہ ہوا۔ معدود اور محدود الفاظ کے ساتھ جو بن پر آئے ہوئے فطرت حسن لامحدود کی عکاسی کیسے ہوسکتی ہے؟ دست قدرت کا وہ شاہکار غنچہ ٹپکا جس کی نکہت اور شادابی اور رنگ روپ دیکھ کر چشم نظارہ حیرت میں ڈوب گئی، وہ گل رعنا کھلا جس کی بوئے دل آواز سے چمنستان دھر کا ہر طائر مست و بے خود ہوگیا، وہ نسیم سحر چلی جس کے ہر جھونکے میں گلزار ازل کی مہک رَچی ہوئی تھی، وہ حیا محوخرام ہوئی جس کی اٹھکیلیوں سے باغ ربد کی ہر کلی مسکرا پڑی، ہر شگوفہ کھل اٹھا، وہ باد بہار چلی جس کی راحت بخش تھپکیوں سے بے قراران عالم کو قرار آیا، وہ ابر نیاں برسا جس کا ہر قطرہ منت کش صدف ہوئے بغیر ذر شہوار بن گیا، وہ شبنم پڑی جس کا نم گلستانِ حیات کے پتے پتے کے لئے آب حیات ثابت ہوا، وہ سراج منیر روشن ہوا جس کی ضیا پاشی کے سامنے بزم امکاں کی روشنی ماند پڑ گئی اور ہر چراغ بے نور ہوگیا، وہ شمع ابد فروزاں ہوئی وہ نجم درخشاں طلوع ہوا، وہ ماہ تمام ضوفشاں ہوا جس کی چاندنی نے زیست کے تپتے صحرا کے اک اک مسافر کو ٹھنڈک و راحت اور سکون کی لذتوں سے سرشار کیا، وہ بجلی کا کوندا لپکا جس کی طوفان نیم شب میں گھرے کارواں کی رہنما بن گئی، وہ سپیدۂ سحر نمودار ہوا جس کی نمود کی انسانیت کو رنج والم اور درد وغم کی طویل رات کٹ جائے گی، وہ صبح سیمیں پیدا ہوئی جس کے اجالے سے شبستانِ ہستی کی ہولناک تاریکیاں سیماب پا ہوگئیں، وہ مہر تاباں طلوع ہوا جس کی روپہلی کرنوں سے کائنات کا ذرہ

ذرہ روشنی میں نہا گیا۔

ہاں جب مشیت ایزدی اس بات پر آمادہ ہوئی کہ کائنات کو کتم عدم سے عالم وجود میں لائے تو اس نے اپنے نور پاک کے پرتو۔ یعنی نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو ''کن'' سے ظاہر فرمایا حضور نے فرمایا: میرا وجود نور الٰہی کا پرتو ہے اور تمام مسلمان میرے نور کا مظہر ہیں۔ جب نور نبی علیہ السلام ظہور میں آیا تو خالق کائنات نے امیر نظر رحمت ڈالی اور عَلَّمَ بِالْقَلَمِ کے خطاط نے وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ کے مدرسہ میں قلم قدرت اور خامۂ حکمت سے لوح فطرت پر لکھا تھا کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِيًا فَاَحْبَبْتُ۔ تو سب سے پہلے نقطہ جو نوک قلم سے نکلا وہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ جب یہ نور وجود کی شکل میں نمودار ہوا تو عالم بود اور جہان شہود میں صلوٰۃ وسلام کی صدا بلند ہوئی، اور اعلان ہوا کہ اے شبستان عدم کے سونے والو! اے میکدۂ قوم کے زاویہ نشینو! خواب غفلت سے اٹھو، دنیا میں ایک ایسا نور ظاہر ہوا ہے۔ جس سے سارے جہان میں ایک غلغلہ برپا ہو گیا ہے کہ اس کا پیمانۂ عشق ہمیشہ ہر دور میں رہے گا، اس کا وجود در ثمین ہے، اس کا ظہور رحمۃ للعالمین ہے، اس کا کرم عمیم ہے، اس کا خلق، خلق عظیم ہے، یہ تمام فرشتے یہ تمام آسمان اسی کے نور سے پید ہوئے ہیں، عالم وجود کی ہر چیز اور جہان شود کا ہر ذرہ اسی عنایت کا مرہونِ احسان ہے، اسی کی نگاہ کا محتاج ہے تمام روشنیاں اسی کے نور کامل کی کرنیں ہیں۔ کروبیان، روحانین اور نوریاں اسی نور سے استفادہ کرتے ہیں۔ حور وقصور اسی کے نور سے حسن وجمال پاتے ہیں۔ رضوان، ولدان اور غلمان جناں اسی کے نور کے محتاج ہیں، ارواح قدسی اسی کے نور سے پیدا ہوئے، انبیاء مرسلین اور اصفیاء کاملین اسی کے نور کے دریوزہ گر ہیں، شیخین کا ایمان، عرفا کی وجاہت، فقہاء کی فقاہت اسی کے نور سے ہیں، آسمان کا خیمہ زمین کا سکون اسی کے نور کا عکس ہے۔

ہاں! اس حسن مطلق نے دنیا کے نظاروں کو اس قدر حسین بنا دیا ہے کہ انسان اس دلکش اور جاذب نظر ماحول میں گم ہو جاتا ہے۔ کبھی زمین کی دلفریب رعنائیاں، کبھی افلاک کی دلکش وسعتیں، کبھی ہواؤں کی جاوداں وجانفزا کیفیتیں اس کے لئے راحت جاں بنتی ہیں، تو

marfat.com

کبھی فضاؤں میں گونجنے والے نغمات حسن یہ کائنات آب وگل حسن و عشق کے ہنگامہ کا مرکز ہے جس میں حسن کبھی گل ولالہ کی نرم و نازک پنکھڑیوں میں عیاں ہوتا ہے اور کبھی نغمات حسن آبشاروں میں دکھائی دیتے ہیں اور کبھی دریاؤں اور نہروں کی سکوت میں اور کبھی صحراؤں کی خاموشیاں، کبھی سمندروں کا بہاؤ، کبھی سبزہ زاروں کا پھیلاؤ۔ الغرض ہر سُو حسن کی جلوہ سامانیاں ہیں دل کہتا ہے کہ اس حسن کے دلفریب جلوے جو اس قدر کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ کہیں نہ کہیں ان کا منبع ضرور ہوگا کہیں نہ کہیں وہ سرچشمۂ حسن یقیناً موجود ہوگا، آنکھیں کہتی ہیں کہیں وہ آخری تصویرِ حسن بھی ہوگی جسے دیکھ کر جذبہ تسکین سکون پائے، روح پکارتی ہے بلاشبہ وہ حریم ناز ہوگا جہاں سب بے چینیاں ختم ہو جائیں۔

آؤ اس حسن کی تلاش میں نکلیں اور اس جمال کو اپنائیں جس کی ادائے حسن سے جہان رنگ و بو میں ہر سو حسن و جمال کی جلوہ آرائی ہے آؤ بادۂ عشق کے رہ نوردو اس صحرائے حیات میں دیکھو وہ دور سے ایک عاشق زار کی ندا آرہی ہے، فضائے طلب میں اس کی صدائے عشق بلند ہو رہی ہے، روح کے کانوں سے سنو آواز آرہی ہے۔

رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ

میرے رب اپنے چہرۂ حسن کو بے نقاب کر میں تمہیں دیکھنا چاہتا ہوں۔ نظارۂ حسن کی طلب کرنے والے حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ آپ نے کس حسن کو پکارا ہے، اس حسن کو جو حسنِ مطلق ہے، جو حسن اول ہے، جو حسن کامل ہے، جو حسن حقیقت ہے، جو حسن کا منبع ہے، جو حسن کا مصدر ہے۔ جو حسن کی اصل ہے۔ حسین جس کے حسن کا تصور نہیں کر سکتے، جمیل جس کے جمال کا گمان نہیں کر سکتے، میں نے اس لازوال حسن سے جلوہ مانگا ہے۔

موسیٰ علیہ اسلام کو حریم ناز سے کیا جواب ملتا ہے؟

لَنْ تَرَانِیْ

ہمیں جلوۂ حسن کا نظارہ کرانے کا انکار نہیں مگر تیری آنکھوں میں تاب نظارہ نہیں پھر عشق کی بے تابی دیکھ کر اس نے حسن ذات کے بجائے حسنِ صفات کا ایک نقاب اٹھایا فَلَمَّا تَجَلّٰی

marfat.com

رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّ خَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا (اعراف:143) جب اس کے رب نے پہاڑ پر اپنی (صفاتی) تجلی کا اظہار فرمایا تو اس نے پہاڑ کو ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

موسیٰ زِ ہوش رفت بیک پرتو صفات
تو عین ذات بنگری و تبسمی

یہاں شاعر مشرق بے ساختہ پکار اٹھے

کبھی اے حقیقت منتظر نظر آلباس مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں میری جبین نیاز میں

اے لامکاں میں بسنے والے حسن تمام عالم امکان میں بھی حسن کامل کی جلوہ سامانی کر! تو عالم لاہوت میں نور افگن ہے، مطلع بشریت کو بھی اپنے پرتو حسن سے روشن کر، تو حسنِ بے مثال ہے لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ کا مصداق ہے، تیرا ہی جمال ہے کسی کے سراپا حسن کو شان مظہریت سے نوازتا کہ عاشقانِ صادق عالم ہست و بود میں تیرے حسن کا نقش کامل دیکھ سکیں، تیرے نور کا مظہر دیکھ سکیں۔ حریم ناز سے صدا آتی ہے کہ حسن و جمال کے شیدائیو! تیری تلاش تجھے مل چکی، تیرا سوال پورا ہو چکا، تیری مراد بر آچکی یوں تو ہر سو میرے ہی چرچے اور جلوے ہیں لیکن محبوب خدا کا حسن سراپا خلق میں میرے پرتو حسن کا کامل جلوہ گاہ ہے۔ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مطلع ذات پر میرا آفتاب حسن شباب پر ہے۔ اس پیکر حسن نور کو دیکھو یہی مظہر حسن حقیقی ہے، یہی مظہر جمال مطلق۔ جب یہ حقیقت واضح ہو چکی تو آؤ اس حسن سراپا کی بات کریں جس سے مردہ دلوں میں تازگی و شگفتگی اور بے سکون ذہن کو امن و آشتی کی دولت میسر آتی ہے۔

انسان کارخانہ ربوبیت کی حسین ترین تخلیق ہے۔ قرآن کریم نے ان الفاظ سے فرمایا: لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ کائنات حسن کے سارے جلوے وجود انسانیت میں مجتمع کر دیئے گئے۔ تاہم کائنات انسانیت کا حسن جب اپنے نقطۂ عروج کو پہنچا۔ تو وجود

marfat.com

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تخلیق پذیر ہوا یہی وہ حسن ازلی ہے جب پھیلا تو کائنات حسن کے جلووں کی مانگ ہوگئی اور جب سمٹا تو چہرۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے معنون ہوگیا۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

نذرانۂ درودِ پاک

حلیہ مبارک کیسے بیان ہو اس کی کسی کی تاب کہاں ہو
گنگ یہاں پر کیوں نہ زباں ہو صلی اللہ علیہ وسلم

آپ اگر مقصود نہ ہوتے کون و مکاں موجود نہ ہوتے
اور مسجود نہ ہوتے آدم صلی اللہ علیہ وسلم

حق نے دی ان کو بلندی عرش کے دائیں جانب کرسی
یہ شان محمود ہے ان کی صلی اللہ علیہ وسلم

غیب کی بات بتانے والے خوشخبری سنانے والے
امت کو بخشوانے والے صلی اللہ علیہ وسلم

زیر قدم دنیا کے خزانے آپ رہے ان سے بیگانے
فقر کی عظمت سے پہچانے صلی اللہ علیہ وسلم

جن کا رعب اک ماہ کی دوری جن کو ہے ہر وقت حضوری
جن کی ہوئی ہر چاہت پوری صلی اللہ علیہ وسلم

اہل ایماں کو ادب سکھایا لا ترفعوا کا حکم سنایا
خوب ان کا اعزاز بڑھایا صلی اللہ علیہ وسلم

عرش بریں پر ان کو بلایا ثم دنیٰ سے قرب بڑھایا
جلوہ رخ اپنا دکھایا صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

شاہکارِ ربوبیت کا جسمانی تناسب

اور

نورانی خدوخال

رخ تو بے پردہ تھا لیکن حسن بے پردہ نہ تھا
جز خدا بندوں سے کوئی دیکھنے والا نہ تھا

حسن یوسف سے کہیں بڑھ کر تھا حسن مصطفیٰ
بات یہ تھی اس کا کوئی دیکھنے والا نہ تھا

marfat.com

حسن سراپا روئے تاباں

حضور ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم تبدیلی کعبہ کی خواہش کرتے ہوئے جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرا قبلہ تبدیل فرما کر کعبہ کو قبلہ قراد دیں، حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی یارسول! اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی ایک بندہ ہوں اور آپ پروردگار ایزدی میں معزز و مکرم ہیں، آپ تبدیلی کعبہ کے بارے میں سوال کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ ہی کا مقام ہے یعنی میں بندہ مامور ہوں اور آپ بندہ محبوب ہیں، میں صرف ماننے والا ہوں، آپ ماننے والے بھی ہیں اور منوانے والے بھی اور آپ کی بات مانی جاتی ہے۔ میں فقط اللہ کی رضا چاہتا ہوں اور آپ کی رضا اللہ کو مطلوب ہے۔ یہ کہہ کر جبرئیل علیہ السلام آسمان پر چلے گئے اور حضور علیہ السلام نے نماز کی نیت باندھ لی اور آرزوئے شوق میں کہ تبدیلی قبلہ کا حکم آئے۔ چہرۂ اقدس اٹھا کر بار بار آسمان کی طرف دیکھا پس چہرۂ اقدس اوپر اٹھانے کی دیر تھی کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب علیہ السلام کے اس انداز سے پیار آ گیا۔ فرمایا: قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۠ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ۔ اے محبوب! ہم آپ کے چہرۂ اقدس کو بار بار آسمان کی طرف اٹھنے کو دیکھ رہے ہیں، ہم آپ کا چہرہ آپ کے پسندیدہ قبلہ کی طرف پھیر دیں گے پس اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف پھیر دیجئے۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم — خدا چاہتا ہے رضائے محمد
یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا — عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

قرآن اور چہرۂ انور کی قسم

قرآن پاک نے جہاں آپ سے منسوب دیگر اشیاء کی قسم کھائی ہے وہاں آپ کے اور چہرہ انور اور گیسوئے مبارک کی بھی قسم کھائی ہے۔ جب سلسلہ وحی کسی مصلحت کے تحت کچھ دن منقطع رہا تو کفار مکہ کے طعنوں نے حضور کو پریشان کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ والضحیٰ نازل فرمائی۔ وَالضُّحٰى ۝ وَاللَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۝ قسم ہے چاشت کی (طرح چمکتے ہوئے چہرہ

marfat.com

زیبا) اور قسم ہے سیاہ رات (کی طرح شانوں کو چھوتی ہوئی زلفوں) کی تیرے رب نے نہ تجھے چھوڑا اور نہ تجھ سے ناراض ہوا۔ اللہ کریم نے اپنے محبوب کریم کو ان الفاظ کے ذریعے اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ جو اللہ تیرے رخِ زیبا اور رخ تاباں اور گیسوئے عنبرین تک کی قسم اٹھاتا ہے اس قدر پیار کرنے والا بھی اپنے محبوب سے ناراض ہوسکتا ہے۔

دو چشم نرگینش راکہ ما زاغ البصر خوانند

دو زلف عنبرینش راکہ واللیل اذا یغشی

(جامی)

اس سے جہاں چاشت سے مراد آپ کا چہرۂ اقدس اور لیل سے مراد آپ کی مبارک زلفیں ہیں۔

امام المحدثین حضرت ملا علی قاری اسی تصور کو ترجیح دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ وَالْاَنْسَابُ بِهٰذَا الْمُقَامِ فِیْ تَحْقِیْقِ الْمُرَامِ اَنْ یُقَالَ اَنَّ فِی الضُّحٰی اِیْمَا اِلَی الْوَجْهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَمَا اَنَّ فِی الَّیْلِ اَشْعَارًا اِلٰی شَعْرِ عَلَیْهِ السَّلَامُ (1)

بات واضح ہے جب یہاں مقصد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دینا ہے جو چاشت اور رات کی قسم کھانا مقام کے مناسب نہیں ہاں مناسب یہی ہے کہ آپ کے چہرۂ انور اور سیاہ زلفوں کی قسم کھائی جائے تاکہ دشمنانِ اسلام کو شرمندگی اور آپ کو اطمینان ہو۔

امام زرقانی رقم طراز ہیں۔ اَلضُّحٰی لِوَجْهِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالَّیْلُ بِشَعْرِهٖ (2)

امام فخر الدین رازی ایک سوال کرتے ہیں۔

هَلْ اَحَدُ الْمُذَکِّرِیْنَ فَسَّرَ الضُّحٰی لِوَجْهِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالَّیْلَ بِشَعْرِهٖ کیا کسی مفسر نے ضحیٰ کی تفسیر میں حضور ﷺ کا چہرۂ اقدس اور لیل کی تفسیر آپ کی زلفوں کے ساتھ کی ہے، ہاں تفسیر کی گئی ہے اور اس میں کوئی بعد نہیں''۔(3)

1۔ شرح شفاء، جلد 1، صفحہ 82 — 2۔ زرقانی، جلد 6، صفحہ 215

3۔ تفسیر کبیر، جلد 31، صفحہ 211

marfat.com

امام نیشاپوری لکھتے ہیں:

لَا اِسۡتَبۡعَادَ مِمَّا یُذَکِّرُہُ الۡوَاعِظُ مِنَ الشَّبِیۡہِ وَجۡھِہٖ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ باالضحٰی وشعرہ وَالَّیۡلُ (1)

علمائے کرام چہرۂ اقدس کو ضحیٰ کے ساتھ اور مبارک زلفوں کو والیل کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں''۔

علامہ آلوسی بغدادی لکھتے ہیں:

وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ فَسَّرَ الضُّحٰی لِوَجۡھِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ وَالَّیۡلُ بِشَعۡرِہٖ عَلَیۡہِ السَّلَامُ کَمَا ذَکَرَ الۡاِمَامُ وَقَالَ لَا اِسۡتَبۡعَادَ فِیۡہِ۔(2)

علامہ اسماعیل حقی وَالضُّحٰی ۙ وَالَّیۡلِ اِذَا سَجٰی ۙ کی تفسیر میں لکھتے ہیں یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس کی نورانیت اور آپ کی زلفوں کی طرف اشارہ ہے۔ شیخ سعدی نے کیا خوب کہا۔

اگر نہ واسطہ روئے وموئے | او بودے خدائے نہ گفتے قسم بہ لیل ونہار

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں:

کہ بعضے گو یند کہ مرادازضحی روئے پیغمبر است
اور والیل موئے اوکہ درسیاہی ہمچوشب است

''یعنی بعض مفسرین نے ضحیٰ سے مراد چہرۂ اقدس اور لیل سے آپ کی مبارک زلفیں جو سیاہی میں تاریک رات کی طرح ہیں''۔

صحابہ کرام نے آپ کے چہرۂ اقدس کو فقط چاند ہی سے تشبیہ نہیں دی بلکہ چہرۂ اقدس کو قرآن کا ورق بھی قرار دیا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے مجھے آپ کے چہرہ کی آخری زیارت اور دیدار اس وقت نصیب ہوا کہ جب پیر کے دن آپ نے پردہ ہٹا کر صحابہ کو نماز

1۔ تفسیر نیشاپوری، جلد 3، صفحہ 27 2۔ روح المعانی، جلد 30، صفحہ 178

marfat.com

پڑھتے ہوئے دیکھا پس میں نے آپ کے چہرۂ اقدس کو قرآن مجید کا ایک ورق قرار دیا۔(1)
محدث کبیر علامہ عبدالرؤف المناوی وجہ تشبیہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وجه تشبيه حسن ابوه والصفا شعره سطوع الجمال لما افيض عليه عن مشاهدة جمال بالذات

یعنی چہرۂ اقدس اپنی صفائی میں اور جمال میں چمک دمک میں قرآن کے ورق کی طرح کیوں نہ ہو کیونکہ یہی چہرۂ اقدس ہے جس نے جمال باری تعالیٰ کے مشاہدہ سے فیضان پایا۔

شیخ ابراہیم بجوری رقمطراز ہیں۔ حسن و جمال میں آپ کے چہرۂ اقدس کو ورق صحف اس لئے کہا کہ جس طرح ورق صحف کلام الٰہی ہونے کی وجہ سے حسی و معنوی نور پر مشتمل ہے اسی طرح آپ کا چہرۂ اقدس بھی جمال حسی و معنوی کا مرکز اور منبع ہے کسی اہل محبت نے کیا خوب کہا۔

مصحف را ورق ورق دیدم ہیچ سورت نہ مثل صورت است

یعنی میں نے قرآن کا ورق ورق دیکھا مگر اس کی کسی سورت کو بھی حضور کی صورت نہیں پایا۔

رخ مصطفیٰ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ
نہ ہماری بزم خیال میں نہ مکان آئینہ ساز میں

چہرۂ مصطفیٰ نیر تاباں

یوں تو کائنات کی ہر شے حسن باری تعالیٰ کی نشاندہی کرتی ہے یہ چاند، سورج اور ستارے بھی اس حسن مطلق کی تخلیق کے شاہکار ہیں مگر ان سب سے بڑھ کر جمال الٰہی کا مظہر چہرۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو ہر وقت اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت اور توجہ کا مرکز ہے۔ قرآن پاک فَاِنَّکَ بِاَعْیُنِنَا یعنی آپ ہر وقت ہماری نگاہوں میں رہتے ہیں، کے

1۔ شمائل ترمذی، صفحہ 32

marfat.com

الفاظ میں بیان کرتا ہے۔

چونکہ آپ کا چہرۂ اقدس جمال الٰہیہ کا مظہر اتم ہے اسی وجہ سے آپ نے فرمایا: مَنْ رَانِیْ فَقَدْ رَأَی الْحَقْ جس شخص نے مجھے دیکھا اس نے حق کو دیکھا'' کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔

امام نبہانی، امام احمد بن ادریس کے حوالے سے لکھتے ہیں اور اس حدیث کا ترجمہ اس طرح بیان کرتے ہیں مَنْ رَانِیْ فَقَدْرَایَ الْحَقْ جس نے مجھے دیکھا اس نے اللہ کو دیکھا''۔(1)

برصغیر کے عظیم بزرگ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی حدیث کے معانی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں اول یہ کہ مَنْ رَانِیْ فَقَدْرَایَ الْحَقْ ۔دوسرا یہ معنیٰ کہ مَنْ رَانِیْ فَقَدْرَانِیْ کیونکہ فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ لَا یَتَمَثَّلُ بِیْ.اس فرمان نبوی کے دو معنیٰ ہو سکتے ہیں۔ایک یہ کہ جس نے مجھے دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا دوسرا ترجمہ یہ ہے جس نے مجھے دیکھا اس نے حق تعالیٰ کو دیکھا۔(2)

شیخ محقق محدث دہلوی چہرۂ اقدس کو جمال الٰہی کا آئینہ قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اما وجہ شریف وے صلے اللہ علیہ وسلم مراء ت جمال
الٰہی و مظہر لا متناہی وے بود

''یعنی آپ کا چہرۂ اقدس اللہ تعالیٰ کے جمال کے لئے آئینہ ہے اور اس قدر انوار الٰہی کا مظہر ہے کہ اس کی حد نہیں''۔(3)

دیکھیں تیرا جلوہ تو تڑپ جائیں حجر بھی
روشن ہیں تیرے نور سے سورج بھی قمر بھی

چہرۂ مصطفیٰ حسن بے مثال

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

1۔جواہر البحار، جلد 2، صفحہ 48 2۔شمائم امدادیہ، صفحہ 92 3۔مدارج النبوۃ، جلد 1، صفحہ 3

marfat.com

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا وَاَحْسَنُهُمْ خُلُقًا۔
''یعنی آپ چہرۂ اقدس کے لحاظ سے لوگوں میں سب سے زیادہ حسین اور اخلاق میں بھی''۔(1)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا وَاَنْوَرُ هُمْ لَوْنًا
''یعنی آپ کے چہرۂ اقدس کا حسن و جمال سب سے بڑھ کر اور رنگ روشن تھا''۔(2)

حضرت ام معبد چہرۂ اقدس کی زیارت کے بعد اپنے تاثرات ان الفاظ سے بیان کرتی ہیں۔

رَاَيْتُ رَجُلًا ظَاهِرَ الْوَضَاءَةِ متلج الوجهه
''یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس میں سورج کی تابانی اور درخشندگی تھی''۔(3)

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں:

مَا رَاَيْتُ شَيْئًا اَحْسَنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ الشَّمْسُ تَجْرِىْ فِىْ وَجْهِهٖ
''یعنی میں نے آپ سے بڑھ کر حسین کسی کو نہیں دیکھا (آپ کے چہرۂ اقدس کو دیکھ کر یوں محسوس ہوتا تھا کہ) آپ کے چہرۂ اقدس میں آفتاب محوخرام ہے''۔(4)

ایک دفعہ عمار بن یاسر کے پوتے ابو عبیدہ نے حضرت ربیع بنت معوذ جو صحابیہ تھیں ان سے پوچھا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کے بارے میں کچھ بتائیں تو انہوں نے کہا: يَا ابْنِىْ لَوْ رَأَيْتَهٗ لَقُلْتَ الشَّمْسَ طَالِعَةً۔ اے بیٹا! تو اگر حضور کو دیکھ لیتا تو یوں پاتا جیسے سورج چمک رہا ہو۔(5)

امام نسائی، عبد اللہ بن مسعود کے حوالے سے مقام بدر کا احوال ذکر کرتے ہوئے لکھتے

1۔ بخاری
2۔ احوال الوفاء فی احوال مصطفیٰ، جلد 2، صفحہ 58
3۔ سبل الہدیٰ، جلد 2، صفحہ 56
4۔ الدارمی، جلد 1، صفحہ 33
5۔ سبل الہدیٰ، جلد 2، صفحہ 58

marfat.com

ہیں۔ کہ جب آپ بارگاہِ ایزدی میں نماز اور دعا سے فارغ ہوکر ہماری طرف متوجہ ہوتے تو یہ کیفیت طاری ہوتی۔ كَانَ شَفَقَةُ وَجْهُ الْقَمَرِ فَقَالَ هٰذِهِ مَصَاعُ الْقَوْمِ الْعَشِيَّةَ۔ یعنی آپ کا چہرۂ انور چاند کی طرح تھا اور فرمایا ان مقامات پر کل فلاں فلاں شخص کی موت واقع ہوگی۔(1)

دیکھیں تیرا جلوہ تو تڑپ جائیں حجر بھی
روشن ہیں تیرے نور سے سورج بھی قمر بھی

چہرہ اقدس کا سراپا

بخاری شریف میں ابو اسحاق سے مروی ہے کہ حضرت براء بن عازب سے ایک شخص نے سوال کیا اَكَانَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ مِثْلَ السَّيْفِ کیا رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ اقدس تلوار کی مانند تھا'' آپ نے فرمایا: تلوار کی مانند نہیں بلکہ چاند کی طرح تھا لَا بَلْ مِثْلَ الْقَمَرِ(2)

شیخ ابراہیم بجوری حدیث مذکور کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ سائل کا سوال کرنا دونوں چیزوں کے بارے میں تھا کہ کیا آپ کا چہرۂ اقدس لمبائی اور چمک میں تلوار کی مانند تھا تو آپ نے دونوں باتوں کا جواب دیتے ہوئے فرمایا: نہیں۔ روشنی اور لمبائی میں چہرۂ مبارک تلوار کی مانند نہیں تھا بلکہ چاند کی طرح گول اور نورانی تھا۔(3)

اسی طرح جابر بن سمرہ کے سامنے جب ایک شخص نے کہا: وَجْهُهٗ مِثْلَ السَّيْفِ آپ کا چہرہ تلوار کی مانند تھا'' تو آپ نے فرمایا: لَا بَلْ كَانَ مِثْلَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ مُسْتَدِيْرًا ہرگز نہیں بلکہ آپ کا چہرہ مبارک شمس وقمر کی طرح تھا اور گولائی میں تھا''۔

ایک شاعر نے کس طرح اپنے دل کی ترجمانی کی ہے۔

نور کا پیکر ضیا یکسر اجالا سر بسر
کس طرح صورت حسین ہے یہ بیاں ممکن نہیں

1۔ ترمذی، جلد 2، صفحہ 206 — 2۔ بخاری، جلد 1، صفحہ 502 — 3۔ شمائل محمدیہ، صفحہ 24,25

marfat.com

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق فرماتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ اقدس چاند کے ہالے کی طرح تھا۔ حضور کے خدوخال کے متعلق حضرت علی فرماتے ہیں: حضور کا چہرۂ اقدس گول تھا جیسے چودھویں کا چاند ہوتا ہے باقی گولائی میں آپ کے چہرۂ اقدس کو چاند قرار دینا تشبیہ ہے بلکہ آپ کا چہرۂ اقدس نہ مکمل گول تھا اور نہ ہی لمبا بلکہ معتدل تھا۔(1)

شیخ ابراہیم بجوری دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ آپ کا چہرۂ انور گولائی میں چاند کی طرح اور چمک میں تلوار سے بڑھ کر تھا لیکن نہ بالکل گول اور نہ ہی لمبا بلکہ ان کے درمیان تھا۔(2)

چہرۂ مصطفیٰ کا چاند سے موازنہ

یہی وجہ ہے کہ بعض صحابہ کرام نے چاند سے موازنہ کرتے ہوئے آپ کے حسن زیبا کو اس سے دوبالا قرار دیا۔ چودھویں رات کا چاند جب اپنے پورے شباب پر ہوتا ہے تو حسن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نظارہ کرنے والے جنہیں خوش نصیبی سے شب و روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کی سعادت نصیب تھی، کبھی آپ کے سراپا حسن کو دیکھتے اور کبھی چاند کو۔ کشتگانِ حسن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے حسن کی تابندگی کا چاند سے موازنہ کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ بدرجہا حسین دکھائی دیتا۔

حضرت جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ چاندنی رات تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سرخ چادر اوڑھے محو استراحت تھے میں کبھی چاند کو دیکھتا اور کبھی آپ کے چہرۂ اقدس کو، بالآخر میرا دل بے اختیار پکار اٹھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاند سے زیادہ خوبصورت ہیں۔(3)

گویا آفتاب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے لمعات سے چاند کی آب و تاب مدہم پڑ جاتی تھی اور دیکھنے والی آنکھ یہ فیصلہ کئے بغیر نہ رہتی تھی کہ چاند کا حسن، حسن مصطفیٰ کے مقابلے میں ماند ہے۔(4)

حضرت ملا علی قاری حسن مصطفیٰ کے مقابلے میں چاند کے ماند ہونے کی وجہ تحریر کرتے

1۔ ترمذی، جلد 2، صفحہ 205
2۔ المواہب علی الشمائل، صفحہ 135
3۔ ترمذی، صفحہ 45
4۔ ترمذی، صفحہ 45

marfat.com

ہیں کہ آپ کے چہرۂ اقدس کا نور شب و روز میں کبھی جدا نہیں ہوتا کیونکہ یہ آپ کا ذاتی وصف ہے بخلاف چاند کے اس کا نور سورج سے مستعار ہے اس لئے اس میں کبھی آ جاتی ہے اور کبھی بے نور ہو جاتا ہے۔(1)

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے تو نور دیواروں پر چمکتا تھا۔

ملا علی قاری نے درج ذیل الفاظ میں حدیث کا ترجمہ کیا ہے۔

اِیْ یُشْرِقُ نُوْرُ عَلَیْهِ السَّلَامُ اِشْرَاقًا کَمَا شَرَاقَ الشَّمْسُ عَلَیْهَا۔ یعنی دیواروں پر نور اس طرح چمکتا تھا جس طرح سورج کی وجہ سے دھوپ پڑتی ہے“۔

نہایہ ابن اثیر میں منقول ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسرور ہوتے تو آپ کا چہرۂ اقدس آئینہ کی طرح شفاف اور مجلا ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور میں اشیاء کا عکس پڑتا حتی کہ دیواروں تک بھی دکھائی دیتا۔

حضرت ہند بن ہالہ شاہکارِ ربوبیت کے حیات آفریں چہرۂ اقدس کی ضیا پاشیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ اقدس چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔ روایت مذکورہ میں۔ یتلا لؤ۔ کے الفاظ دوام ہمیشگی اور استمرار پر دلالت کرتے ہیں۔ یعنی چہرۂ انور کی درخشانی و تابندگی عارضی نہیں بلکہ ہر آن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس سے انوار کی رم جھم جاری رہتی تھی یہاں پر یہ نکتہ قابل توجہ ہے کہ آپ ﷺ کے چہرۂ تاباں کا ذکر کرتے ہوئے کسی صحابی نے کبھی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کو سورج سے تشبیہ نہیں دی بلکہ ہر ایک نے چاند سے تشبیہ دی ہے۔

جیسا کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑھ کر حسین اور خوش منظر تھے، جس کسی نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توصیف کی چودھویں کے چاند سے ہی تشبیہ دی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس پر پسینہ

1۔ مجمع الوسائل، جلد 2، صفحہ 15

marfat.com

یوں محسوس ہوتا جیسے موتی ہوں۔(1)

امام محمد بن یوسف الصالحی چاند سے تشبیہ دینے کی وجہ ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

چاند کا مشاہدہ کرنے والا مانوس ہو جاتا ہے اور اس سے حصول نور بغیر گرمی کے اس پر نظر جمانا ممکن ہو جاتا ہے بخلاف سورج کے، اس کی طرف دیکھتے ہی آنکھیں چندھیا جاتی ہیں۔(2)

''شرح شمائل محمدیہ''میں شیخ ابراہیم نے وجہ تسمیہ یوں بیان کی ہے۔

قمر کے ساتھ تشبیہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح قمر رات کی تاریکیوں کو محو کرتا ہے اسی طرح آپ کا نور کفر و شرک کی تاریکیوں کو توحید سے بدل دیتا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام میرے پاس اس حال میں تشریف لائے کہ آپ مسرور تھے اور پیشانی مبارک کے تمام خدوخال نور کی طرح چمک رہے تھے۔

امام زرقانی لکھتے ہیں کہ آپ کا چہرۂ اقدس اس قدر نورانی تھا جب اس کی نورانیت دیواروں پر پڑتی تو چمک اٹھتیں۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی شمائل محمدیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے گھر جب حضور علیہ السلام کی آمد ہوتی تو ان کا گھر روشن ہو جاتا۔ حضرت حلیمہ نے لوگوں پر اس حقیقت کو آشکارا کرتے ہوئے فرمایا کہ جس دن سے ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر لائے اس دن سے ہمیں گھر میں چراغ جلانے کی ضرورت نہیں آتی کیونکہ آپ کے چہرۂ انور کا نور چراغ سے زیادہ منور تھا، جب کبھی ہمیں کسی جگہ چراغ جلانے کی ضرورت ہوتی تو ہم آپ کو اٹھا کر وہاں لے جاتے آپ کی برکت سے تمام جگہ روشن ہو جاتی۔(3)

سوزنِ گم شدہ

حضرت عائشہ صدیقہ آپ کے چہرۂ اقدس کے اعجاز کے بارے میں فرماتی ہیں کہ ایک

1۔ ترمذی شریف   2۔ شمائل ترمذی علی المواہب، زرقانی علی المواہب

3۔ مظہری، جلد 6، صفحہ 53

marfat.com

اندھیری رات تھی مجھ سے سوئی زمین پر گر گئی، تلاش کر رہی تھی کہ اچانک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک چہرہ سے نور کی شعاعیں نکلنی شروع ہو گئیں اس چمک کی وجہ سے گم شدہ سوئی مل گئی۔(1)

یہ صرف ایک دفعہ کا ہی واقعہ نہیں بلکہ آپ فرماتی ہیں میں ہمیشہ تاریکی میں آپ کے چہرۂ اقدس کے نور کی روشنی میں سوئی میں دھاگہ ڈال لیا کرتی تھی۔(2)

سوزنِ گم شدہ ملتی ہے تبسم تیرے　　شام کو صبح بناتا ہے اجالا تیرا

حجر اسود اور چہرۂ اقدس (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

حضرت حلیمہ سعدیہ بیان کرتی ہیں کہ جب ہم حضور علیہ السلام کو لے کر واپس اپنے خاندان جانے لگے تو خواہش ہوئی کہ جانے سے پہلے بیت اللہ شریف کا طواف کر لینا چاہیے میں آپ کو اٹھا کر خانہ کعبہ لے گئی، طواف کرنے سے پہلے میں نے چاہا کہ حجر اسود کو بوسہ دوں لیکن میری حیرت کی انتہا نہ رہی حجر اسود نے آپ کو دیکھا تو اپنی جگہ حرکت کر کے آپ کی طرف بڑھا اور آپ کے چہرۂ اقدس کے ساتھ لپٹ گیا اور بوسے لینے شروع کئے۔

عارف باللہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے مذکورہ روایات کو ان الفاظ سے بیان کیا ہے۔ کہ جب حلیمہ سعدیہ آپ کو لے کر بتوں کے پاس گئیں تو ہبل اور تمام بتوں نے آپ کی تعظیم کی خاطر سر جھکا دیا اور جب آپ کو لے کر حجر اسود کے پاس پہنچیں تو وہ دیکھتے ہی آپ کی طرف بڑھا اور آپ کے چہرۂ اقدس کے ساتھ لپٹ گیا۔(3)

حضرت حارث بن عمر السہمی بیان کرتے ہیں کہ میں منیٰ کے مقام پر اپنے آقا علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا آپ کی زیارت کے لئے مختلف لوگ آ رہے تھے میں نے دیکھا جب بھی کوئی دیہاتی آپ کے چہرۂ انور کی زیارت سے مشرف ہوتا تو وہ پکار اٹھتا کہ یہ چہرۂ اقدس انوار الہیہ کا مظہر ہے۔(4)

1۔ ابن عساکر، جلد 1، صفحہ 324
2۔ خصائص کبریٰ، جلد 1، صفحہ 156
3۔ مظہری، جلد 6، صفحہ 528
4۔ ابوداؤد، جلد 1، صفحہ 52

marfat.com

ایک شاعر حضور کے چہرۂ اقدس کو چاند کی تشبیہ دینے سے مطمئن نہیں۔ کہتا ہے ؎

چاند سے تشبیہ دینا یہ بھی کوئی انصاف ہے
چاند کے منہ پر چھائیاں حضرت کا چہرہ صاف ہے

چاند کو غور سے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے منہ پر دھبے (میل کچیل) ہے لیکن حضور کا چہرۂ اقدس شیشے کی طرح صاف ہے۔ ؎

رات محفل میں تیرے حسن کے جلوے کے حضور
چاند کے رخ پہ جو دیکھا تو کوئی نور نہ تھا

چہرۂ اقدس حقیقت کا مظہر

چہرۂ اقدس کے متعلق عبداللہ بن سلام جو یہودی عالم تھے وہ اپنے قبول اسلام کا واقعہ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

کہ جب میں نے مدینہ طیبہ میں ایک ایسی ہستی کی آمد کے بارے میں سنا جس نے نبی آخرالزماں ہونے کا دعویٰ کیا ہے تو میں انہیں دیکھنے کی غرض سے گیا وہ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے آپ فرماتے ہیں: فَلَمَّا تَبَيَّنْتُ وَجْهَهُ عُرِفْتُ اَنَّ وَجْهَهُ لَيْسَ بِوَجْهِ الْكَذَّابُ یعنی جب میں نے آپ ﷺ کا چہرہ دیکھا تو میرے دل نے گواہی دی کہ یہ پُر نور چہرہ کسی جھوٹے شخص کا نہیں ہوسکتا'' گویا کہ آپ ﷺ کے چہرۂ زیبا کا حسن و جمال زبان حال سے شہادت دے رہا تھا کہ آپ؟ سچے رسول ہیں۔(1)

طارق بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ہمارا قافلہ مدینہ منورہ کے باہر آرام کے لئے رکا اتنے میں حضور تشریف لائے اس وقت ہم آپ سے واقف نہ تھے ہمارے پاس سرخ رنگ کا ایک اونٹ تھا جو حضور کو پسند آگیا آپ نے اونٹ کے مالک سے اونٹ خریدنے کا ارادہ فرمایا بالآخر سودا طے ہو گیا لیکن چونکہ اس وقت آپ کے پاس اس کی قیمت نہ تھی آپ نے قیمت بھجوانے کا وعدہ کیا اور اونٹ لے کر چل دیئے جب آپ روانہ ہو چکے تو اہل قافلہ میں

1۔ مشکوۃ باب فضل الصدقہ

marfat.com

چہ میگوئیاں ہونے لگیں کہ کسی شخص نے اس کا نام تک نہ پوچھا مبادا یہ شخص وعدہ پورا نہ کرے وہ اس قسم کی باتیں کررہے تھے کہ قافلہ سالار کی بیوی اہل قافلہ سے مخاطب ہوکر کہنے لگی خدا کی قسم! میں نے اس شخص کا چہرہ چودھویں کے چاند کی مانند پایا ایسا شخص ہرگز دھوکہ نہیں دے سکتا تمہارے اونٹ کی قیمت کی میں ضامن ہوں۔ جب شام کا وقت آیا تو ایک آدمی آیا اور کہنے لگا میں رسول اللہ کا قاصد ہوں یہ کھجوریں لیں خوب پیٹ بھر کر کھائیں اور اپنی قیمت بھی پوری کرلیں تو ہم نے خوب کھالیا اور قیمت بھی پوری کرلی۔

جلوۂ حسن و جمال مخفی رکھا گیا

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی رخ انور سے پھوٹنے والی شعاؤں کو دیکھ کر بے ساختہ پکار اٹھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے والدین بلکہ خود اپنی ذات سے بھی زیادہ محبوب ہیں بلکہ میرے اندر اور ظاہر اور باطن میں آپ ہی کی محبت کی نورانیت ہے۔

آپ کا حسن و جمال مخلوق سے پوشیدہ رکھا گیا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سراپا حسن و جمال کے پیکر ہیں۔ اہل قلب ونظر نے فصاحت و بلاغت کے دریا بہا دیئے ہیں۔ شاعروں نے خامہ فرسائی کی حد کردی لیکن اس حسن ازلی کی رعنائیوں اور خوبیوں کا احاطہ نہ کرسکے بالآخر ان کے لئے عجز وانکساری اور کم مائیگی کا اعتراف کئے بغیر کوئی چارہ کار نہ رہا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کو اہل جہان پر صرف اس حد تک آشکارا کیا گیا جس حد تک انسانی آنکھ میں تاب نظارہ تھی۔ اور حسن مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ جلوے جن کے مشاہدے کی آنکھ متحمل نہیں ہوسکتی تھی اس سے مستور اور محجوب رکھے گئے۔

مشہور مفسر قرآن امام قرطبی فرماتے ہیں: ہم پر حضور ﷺ کا حسن و جمال کامل طور پر ظاہر نہیں کیا گیا اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن و جمال مخلوق پر ظاہر کرلیا جاتا تو ہماری آنکھیں تاب نظارہ نہ لاسکتیں۔ (1)

1۔ زرقانی علی المواہب، جلد 4، صفحہ 217

marfat.com

حافظ ابن حجر مکی، امام قرطبی کے اس قول کی تحسین کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ قول آپ کا حسن و جمال مخلوق پر آشکارا اور ظاہر نہیں کیا گیا، نہایت حسین قول ہے۔(1)

استاد المحدثین شاہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں: حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سر انور سے پائے مبارک تک سراپا نور تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جمال و کمال دیکھنے سے آنکھیں چندھیا جاتیں، آپ کا جسم اطہر چاند اور سورج کی طرح روشن تھا اگر آپ لباس بشری میں نہ ہوتے تو آپ کی طرف نظر بھر کر دیکھنا اور آپ کے حسن و جمال کا ادراک ناممکن تھا۔(2)

حضرت ملا علی قاری علماء محققین کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

محبوب خدا کا حسن و جمال کمال پر تھا، اللہ تعالیٰ نے آپ کے روشن جمال و کمال کو صحابہ پر مخفی رکھا کیونکہ وہ اگر آب و تاب کے ساتھ جلوہ فگن ہوتا تو آپ کے چہرۂ اقدس کی طرف نظر اٹھانا بھی دشوار تھا۔ اس حقیقت کو دوسرے مقام پر قصیدہ بردہ میں ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

محبوب خدا کا حسن و جمال اوج کمال پر تھا اور آپ کے اسم گرامی کے حقیقی برکات کو آج بھی ظاہر کر دے تو اس کی برکت سے مردہ زندہ ہو جائے، کافر کے کفر کی تاریکی چھٹ جائے اور عاقل ولی اللہ ہو کر اس کی یاد میں مگن ہو جائے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت عاملہ کے پیش نظر اس انمول موتی کے جمال پر پردہ ڈال رکھا ہے، شائد وہ حکمت یہ ہو کہ ایمان بالغیب پردہ کی صورت میں ہی ممکن ہے اور مشاہدہ حقیقی اس کے منافی ہے آپ کے حسن و جمال کو کما حقہ اس لئے بھی آشکارا نہیں کیا گیا کہ کہیں نا سمجھ لوگ غلو میں مبتلا ہو کر اپنے رب کی معرفت سے غافل نہ ہو جائیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں:

میرے والد شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت

1۔ جواہر البحار، جلد 2، صفحہ 79 2۔ مدارج النبوۃ، جلد 1، صفحہ 27

marfat.com

ہوئی تو کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم زنانِ مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے اور بعض انہیں دیکھ کر بے ہوش ہو گئیں لیکن کیا سبب ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر ایسی کیفیت نہیں طاری ہوتی تو اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے اللہ نے غیرت کی وجہ سے میرا جمال لوگوں سے مخفی رکھا اگر وہ کما حقہ آشکارا ہو جاتا تو لوگوں پر محویت اور خودی کا عالم اس سے کہیں زیادہ اور بڑھ کر طاری ہوتا جو حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر طاری ہوا تھا۔(1)

الشیخ ابو محمد عبد الجلیل القصری ''شعب الایمان'' میں لکھتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام اور دیگر جنہوں کا حسن آپ کے حسن کی خیرات ہے اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کے حسن و جمال کو ہیبت و وقار کے پردوں میں نہ ڈھانپا ہوتا تو دنیوی آنکھیں آپ کا مشاہدہ نہ کر پاتیں۔

حضرت عبد العزیز دباغ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ عرش الٰہیہ کا جو مرکز ہے وہ بھی آپ کے حسن و جمال کو کما حقہ دیکھنے کی طاقت نہ رکھتا۔

مولوی اشرف علی تھانوی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں اور اس کی تائید یوں کرتے ہیں میں کہتا ہوں باوجود ایسے حسن و جمال کے عام لوگوں کا آپ پر اس طور پر عاشق نہ ہونا جیسا کہ یوسف علیہ السلام پر عاشق ہوا کرتے تھے بسبب غیرت الٰہی کے ہے، آپ کا جمال جیسا تھا غیروں پر ظاہر نہیں کیا گیا۔(2)

سرخیل قافلۂ عشق حضرت اویس قرنی کے بارے میں روایت ہے کہ وہ اپنی والدہ کی خدمت گذاری کے باعث زندگی میں حضور علیہ السلام کی خدمت میں بالمشافہ زیارت کے لئے حاضر نہ ہو سکے لیکن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ والہانہ عشق و محبت اور وارفتگی کا یہ عالم تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر صحابہ سے اس عاشق زار کا تذکرہ فرمایا کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو وصیت فرمائی کہ میرے وصال کے بعد اویس قرنی کے پاس جا کر میرا خرقہ دینا اور اس سے میری امت کے لئے دعائے مغفرت کے لئے کہنا

1۔ درثمین، صفحہ 7

2۔ نشر الطیب، صفحہ 217، کمیم الطیب، صفحہ 178

marfat.com

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما حضرت اویس قرنی سے ملاقات کے لئے ان کے آبائی وطن قرن پہنچے، ملاقات کی، آپ کا فرمان سنایا، اثنائے گفتگو حضرت اویس نے حضرت عمر اور علی سے پوچھا کہ کیا تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار بھی کیا ہے؟ تو انہوں نے اثبات میں جواب دیا تو مسکرا کر فرمانے لگے کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کا ایک پرتو دیکھا ہے صرف ظاہر دیکھا ہے اگر نظارہ کیا ہوتا تو زندہ یہاں نہ آتے۔

خصائص کبریٰ اور متعدد کتب سیر میں امام نعیم سے منقول ہے۔

کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام بلکہ تمام مخلوق سے بڑھ کر حسن عطا کیا گیا مگر حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ حسن و جمال عطا کیا گیا جو کسی بھی مخلوق کو نہیں ملا۔ حتیٰ کہ حسنِ یوسف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسنِ کل کا جزء قرار پایا۔(1)

امام محمد یوسف الصالحی حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی: أُعْطِيَ شَطْرُ الْحُسْنِ۔ یعنی یوسف علیہ السلام کو حسن کا جزوی حصہ دیا گیا'' کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کا معنی یہ ہے کہ حسن یوسف علیہ السلام، حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن کامل کا ایک حصہ ہے۔ اس کی تائید حضرت سے مروی اس روایت سے ہوتی ہے جس کو امام ترمذی اور دار قطنی نے روایت کیا ہے کہ ہر نبی کو اللہ تعالیٰ نے حسن صورت اور حسن صوتِ کی نعمت عطا کی ہے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان سب سے بڑھ کر حسین تھے۔(2)

ملا حسین کاشفی تفسیر مواہب العلیہ میں بیان کرتے ہیں کہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کے بارے میں یہ شعر پڑھا کرتی تھیں ۔

لَوَامِیُ زُلَیخَا لَوْرَاَیْنَ جَبِیْنِہٖ لَآثَرْنَ یَقْطَعَ الْقُلُوبُ عَلَی الْیَدِ

''یعنی زلیخا کو ملامت کرنے والی عورتیں اگر حبیب خدا کو دیکھ لیتیں تو بجائے ہاتھ کاٹنے کے

1۔ خصائص کبریٰ، جلد 2، صفحہ 182 2۔ سبل الہدیٰ، جلد 2، صفحہ 12

marfat.com

دلوں کو کاٹ ڈالتیں''۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔ ؎

حسن یوسف پہ کٹیں مصری انگشت زناں سر کٹاتے ہیں تیرے نام پر مردانِ عرب

ایک اور شاعر کہتا ہے۔ ؎

یوسف مصری کہ بروے بود حیراں مردوزن
کاشکے دردو رآں رخسار بودے کاشکے

یعنی مصر کی تمام عورتیں یوسف کے حسن و جمال کو دیکھ کر محو حیرت میں آگئیں۔ کاش مصر کی عورتیں حضور کا رخ تاباں دیکھ لیتیں تو وہ حسن یوسف کو بھول جاتیں۔

میر محبوب علی خان نواب آف دکن کے استاد ملک الشعرا غلام قادر تخلص گرامی فرماتے ہیں۔ ؎

بگیرم دامن آں سید لولاک در محشر
کہ محشر بر نتابد تاب حسن بے حجابش را

یعنی قیامت کے دن گرامی حضور کا دامن پکڑ لے گا کیونکہ قیامت بھی حضور کے حسن و جمال کی تاب نہ لا سکے گی میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اگر آپ کا حسن بے حجاب ہو جائے تو قیامت بھی اس حسن و جمال کو برداشت نہ کر سکے اور اس قیامت پر دوسری قیامت آجائے۔

آپ کی زیارت آنکھوں کی ٹھنڈک

سیدنا ابوہریرہ سے مروی ہے کہ میں نے آپ کی بارگاہ میں عرض کیا اے اللہ کے رسول! صلی اللہ علیہ وسلم میں جب آپ کی زیارت سے مشرف ہوتا ہوں تو تمام غم بھول جاتے ہیں، دل خوشی سے جھوم اٹھتا ہے، آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں، مجھے اشیائے کائنات کی تخلیق کے بارے میں آگاہ کیجئے تو آپ نے فرمایا کہ ہر شے کی تخلیق پانی سے ہے۔

الشیخ عبداللہ سراج الدین شامی ان روایات کے پیش نظر لکھتے ہیں۔

marfat.com

صحابہ کو آپ کی ذات بابرکات کے ساتھ اتنا گہرا لگاؤ محبت اور عشق تھا کہ بن دیکھے چین نہیں آتا تھا جب ایک مرتبہ دیکھ لیتے تو آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں ۔ دل باغ باغ ہو جاتے اور سینوں کو دکھوں سے نجات مل جاتی ۔

لذتِ دیدار سے آنکھیں نہ جھپکنا

امام طبرانی نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے ایک صحابی کے بارے میں یہ روایت نقل کی ہے جسے پڑھ کر انسان جھوم اٹھتا ہے یعنی وہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پرنور چہرۂ مقدس کو اس طرح ٹکٹکی باندھ کر دیکھ رہا تھا کہ آنکھ نہ جھپکتا تھا اور نہ کسی طرف دیکھتا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی یہ حالت دیکھ کر فرمایا: مَا بالُکَ ۔ میرے غلام اس طرح دیکھنے کی کیا وجہ ہے؟ اس نے دست بستہ عرض کیا ۔ بِاَبِیْ اَنْتَ وَ اُمِّیْ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں آپ کے خوبصورت چہرۂ اقدس کی زیارت سے لطف اندوز ہو رہا ہوں اور لذت حاصل کر رہا ہوں ۔

امام شعبی عبداللہ بن زید انصاری کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ ایک دن انہوں نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں سوچ رہا ہوں کہ ایک دن آپ دنیا سے تشریف لے جائیں گے اور ہم پر بھی موت آ جائے گی، جنت میں آپ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ بلند درجات پر فائز ہوں گے اور اگر ہم جنت میں گئے بھی تو آپ کے درجہ سے دور ہوں گے تو اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی جواب نہیں دیا تو اللہ کریم نے یہ آیت نازل فرمائی ۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿۶۹﴾

''اور جو اطاعت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی تو وہ لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا یعنی انبیاء، صدیقین، شہدا اور صالحین اور کیا ہی اچھے ہیں یہ ساتھی'' ۔ (النساء)

marfat.com

مشتاقانِ جمال کی بے تابی

اہل مصر کی قحط سالی نظارہ حسن یوسف سے دور ہوگئی ،علمائے اہل مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کا ذکر کر کے جس واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں مصر میں قحط پڑ گیا آپ نے شاہی خزانے کی گندم بھوکوں اور قحط زدہ لوگوں میں تقسیم کر دی ابھی آئندہ فصل کیلئے تین مہینے باقی تھے کہ گندم ختم ہوگئی تب یوسف علیہ السلام سوچنے لگے کہ یہ تین مہینے کیسے گذریں گئے اس وقت حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنے رخ سے نقاب اٹھا دیجئے ،اپنے چہرۂ انور کے دیدار سے بھوکوں کو دیدار کرائیے جو بھی بھوکا ہوگا آپ کے چہرۂ انور کا دیدار کرے گا سیر ہوتا جائے گا۔ گویا بھوکے لوگ دیدار کی سیرابی سے اپنے بھوک کے احساس سے بے نیاز ہو جائیں گے اور کیوں نہ ہوئے ہوں گے جب قرآن بتا رہا ہے کہ زنانِ مصر نظارہ حسن یوسف کے صلے میں اپنے ہاتھوں کے کٹ جانے سے بے نیاز ہوگئیں۔ جسمانی اعضاء کٹ جانا صاف ظاہر ہے بھوک کے احساس سے کہیں زیادہ شدید تکلیف کا باعث تھا اگر دیدار حسن یوسف ان کی توجہ اس تکلیف کی شدت سے ہٹا سکتی ہے تو بھوک کے احساس سے بے نیاز کیوں نہیں کر سکتا؟ مشتاقانِ جمال مصطفوی کی آنکھیں اور دل زیارت چہرۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے جس طرح سیراب ہو جاتے تھے ٹھنڈا پانی بھی کسی پیاسے کو اس طرح سیراب نہیں کر سکتا۔ حسن یوسف کا کمال فقط بھوکوں کی سیرابی تھا لیکن حسن مصطفیٰ بھوک ہی نہیں بلکہ زندگی کے تمام غموں کا مداوا ہے۔

marfat.com

حضور کے نوارنی خدوخال

قدمبارک

حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نہ بہت لمبے تھے اور نہ کوتاہ بلکہ میانہ قد مائل بہ درازی تھے مگر جب لوگوں کے سامنے ہوتے تو سب سے بلند اور سرفراز ہوتے۔ حقیقت میں یہ معجزہ تھا جب آپ علیحدہ ہوتے تو میانہ قد مائل بہ درازی ہوتے مگر جب آپ لوگوں کے ساتھ اٹھتے یا بیٹھتے تو سب سے بلند دکھائی دیتے تا کہ باطن کی طرح ظاہر میں بھی کوئی آپ سے اونچا یا بڑا معلوم نہ ہو۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کوئی شخص لمبے قد والا سرخ حلہ میں حضور علیہ السلام سے خوبصورت نہیں دیکھا، آپ کے بال کندھوں تک پہنچے تھے، آپ کا سینہ مبارک چوڑا تھا، آپ نہ پست قد تھے اور نہ ہی دراز قد۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ جب حضور کا وصف بیان فرماتے تو اس طرح فرماتے: آپ نہ دراز قد تھے اور نہ پستہ قد بلکہ متوسط قامت تھے، آپ کے بال نہ بہت گھونگھریالے تھے اور نہ بالکل سیدھے، کچھ بل کھاتے ہوئے تھے، آپ نہ تو موٹے تھے اور نہ ضعیف اور کمزور، آپ کا چہرہ گولائی کے ساتھ نہ پتلا تھا نہ موٹا، رنگ بالکل سفید نہ تھا بلکہ سفیدی میں سرخی تھی، آپ کی آنکھیں سیاہ اور پلکیں دراز تھیں، آپ کے اعضاء کے جوڑ قوی اور شانے مضبوط تھے، آپ کے جسم پر بال نہ تھے بالوں کی صرف ایک دھاری تھی، ناف سے سینہ تک گویا کہ وہ ایک شاخ ہے، ہاتھ اور پاؤں مضبوط، قوی اور پُر گوشت تھے جب چلتے تو قوت اور وقار کے ساتھ۔ گویا آپ ڈھلویں زمین کی نشیب کی طرف جا رہے ہیں، ادھر اُدھر نہ دیکھتے اگر دیکھتے تو پورے جسم کے ساتھ متوجہ ہوتے۔ دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی، آپ خاتم النبیین تھے، لوگوں میں سخی اور کشادہ دل تھے، قول میں سب سے زیادہ سچ، طبیعت میں

marfat.com

سب سے زیادہ نرم، شرف و بزرگی میں سب سے زیادہ مکرم تھے جو بھی ایک بار دیکھتا اس پر ہیبت طاری ہو جاتی اور جو آپ سے ہمکلام ہوتا اس کے دل میں محبت پیدا ہو جاتی۔ غرضیکہ آپ کے مثل نہ پہلے کسی نے دیکھا اور نہ بعد میں۔

امام ابن سبع اور زرین نے آپ کے خصائص میں لکھا ہے اِنَّهٗ کَانَ اِذَا جَلَسَ یَکُوْنُ کَتِفُهٗ اَعْلٰی عَنْ جَمِیْعِ الْمَجَالِسِ۔ یعنی جب آپ لوگوں میں بیٹھتے تو آپ کا کندھا سب سے زیادہ اونچا ہوتا۔ (خصائص کبریٰ، جلد 1، صفحہ 74)

سر مبارک

آپ کے معجزات مبارک میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ساری زندگی میں ایک پرندہ بھی آپ کے سر کے اوپر سے نہیں گذرا جب کوئی پرندہ اڑتا ہوا آتا تو فوراً رخ بدل کر دوسری طرف نکل جاتا۔ دھوپ کی شدت کے موقعہ پر آپ کے سر پر بادل کا ایک ٹکڑا سایہ کرتا، بعض اوقات دو سفید پرندے (فرشتے) اپنے پروں سے سایہ فگن رہتے اور گرمی کی حرارت سے آپ کو محفوظ رکھا جاتا۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ کا سر مبارک بلندی عرش اعلیٰ سے بھی بلند تر ہے اور آپ کا گوشہ کملاہ ہمت ہفت افلاک کے کنگروں سے بھی اونچا تھا، آپ کے سر پر تاج دیباج (لعمرک) آپ کی زندگی کی قسم درخشاں تھا، والیل کے گیسوئے عنبرین اور زلفیں مشکیں سایہ فگن ہوتیں یہ سر مبارک عقل کامل کے عنقا کا نشیمن تھا۔ سدرۃ المنتہیٰ اور ہفت افلاک کی بلندیاں دراصل حضور کے جسم اطہر کا عکس جمیل تھیں۔

الغرض آپ کی قدر و منزلت کا حساب ہی نہیں اس کے کمال، اس کے جمال آپ کے قد مبارک اور آپ کے رخسار کی جس قدر تشریح کی جائے اس سے بھی ہزار گنا زیادہ قابل تحسین ہے اور وہ ایسا نازنین ہے کہ حجرۂ عصمت کا نور اس کا وجود ہے اور قبۂ دولت کا نور اس کا شہود ہے۔ نور اور حور کیا چیز ہے لاکھوں حوریں اس کی جبیں پر نثار اور کروڑوں نور اس کے وجود پاک کی روشنیوں کے سامنے مدہم نظر آتے ہیں آپ کا قد سرو قد ہے، آپ کے رخسار مبارک نور کا ایک ٹکڑا ہیں۔ یہ بھی تعریف نہیں عالم معانی کے نکتہ بین کہتے ہیں کہ آپ

marfat.com

کے قد کو سرو سے کیا نسبت اور آپ کے رخسار کو نور کا ٹکڑا کہنا کون سی تعریف ہے۔ ہزاروں نوساختہ سرو آپ کے قد کے ایک نظارے سے پست نظر آتے ہیں، ہزاروں نور کے ٹکڑے آپ کے رخساروں کی لطافت کے سامنے ماند ہیں، آپ کا غنچہ دہن گلستان قرآنی کا ایک ورق ہے، میدان عرفان کے شاہسوار کہتے ہیں کہ بوستان فصاحت کی صد ہزار بلبلیں آپ کی نعت خواں ہیں، چمنستان فصاحت کے لاکھوں پھول آپ ہی کے قرآن خوان دہن کی نسیم جانفزا ہیں۔

الغرض محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی جسمانی خوبیوں کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا۔ بولیں تو قرآن بنے، دیکھیں تو انقلاب آئے، اشارہ کریں تو دین بنے، چلیں تو شریعت بنے، براق پر سوار ہوں تو معراج ہو، صدیق کے کندھے پر سوار ہوں تو ہجرت بنے، زلفیں کھولیں تو رات بنے، چہرہ ظاہر کریں تو دن کو روشنی ملے، جلال ہو تو آسمان کو رفعت ملے، تواضع ہو تو زمین کو پستی ملے، مسکرائیں تو ستاروں کو چمک ملے، پھولوں کو مہک ملے، سبزے کو مہک ملے، بادلوں کو کڑک ملے۔ اللہ اللہ حضور کی تعریف کون کرے۔

محبوب کے حسن و جمال کا مقام پوچھنا ہو تو خدا کے قرآن سے پوچھو۔ تورایت، انجیل کے بیان سے پوچھو، زبور اور صحیفۂ ابراہیمی سے پوچھو، ابوبکر صدیق کی وفاداری سے پوچھو، عمر کی دلداری اور عثمان کی حیاداری سے پوچھو، حضرت علی کی بہادری سے پوچھو، حضرت حمزہ کی جاں نثاری سے پوچھو، عائشہ صدیقہ کی پاسداری سے پوچھو، حنین و تبوک کے میدانوں سے پوچھو، محبوب خدا کے حسن و جمال کا منظر بدر و احد کے میدانوں سے پوچھو، اس رب سے پوچھو جس نے اتنا قرب دیا نہ کسی فرشتہ کو ملا اور نہ کسی انسان کو یہ صرف آپ کا ہی حق تھا کہ محبوب کو اپنی قربت سے نوازا جہاں محب اور محبوب کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ الغرض ادائے رسول ہی شریعت کے اصول ہیں، ادائے رسول ہی ایمان اور اسلام ہے۔

گیسوئے مبارک

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک نہ بہت گھنگھریالے تھے اور نہ سیدھے بلکہ

marfat.com

دونوں کے درمیان تھے، ان بالوں کی درازی میں مختلف روایات ہیں۔ کانوں کے نصف تک، کانوں کی لو تک، شانوں مبارک کے نزدیک تر اور شانوں تک، ان میں تطبیق یوں ہو سکتی ہے۔ ان کو مختلف اوقات اور مختلف احوال پر محمول کیا جائے۔ یعنی جب آپ بال کٹواتے تو کانوں تک رہ جاتے اور پھر بڑھ کر نصف گوش یا مزمہ گوش یا کبھی شانہ مبارک تک پہنچ جاتے آپ ان بالوں کو دو حصوں میں تقسیم کرتے اور مانگ نکالا کرتے۔

حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جمرہ میں تشریف لائے پھر آپ نے حجام کو بلایا اور پھر سر مبارک کے داہنی طرف کے بال مبارک کٹوائے اور ابوطلحہ انصاری کو عنایت فرمائے پھر حضور علیہ السلام نے بائیں طرف کے بال منڈوا کر ابوطلحہ انصاری کو عنایت فرما کر حکم دیا کہ سب لوگوں میں تقسیم کر دو۔

حضرت انس بن مالک ہی فرماتے ہیں کہ میں نے حضور کو دیکھا کہ حجام سر مبارک کی حجامت بنا رہا تھا اور صحابہ کرام آپ کے گرد حلقہ باندھے ہوئے تھے وہ یہی چاہتے تھے کہ حضور کا جو بال بھی گرے وہ کسی کے ہاتھ میں ہو۔ (مسلم شریف کتاب الفضائل)

شب اسریٰ میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہ خداوندی میں سوال کیا کہ یااللہ جبریل کو چھ سو پروں سے نوازا مجھے اس کے برابر کیا چیز عطا کی؟ تو فرمایا: اے محبوب! آپ کی زلفوں کا ایک ایک بال مجھے جبریل کے پروں سے زیادہ عزیز ہے، آپ کے ایک بال زلف کے بدلے قیامت کے دن ہزاروں عاصیانِ امت کی نجات ہوگی۔ جبریل پھیلاتا ہے تو مشرق سے مغرب تک ڈھانپے جاتے ہیں مگر آپ کی گیسوئے مشکیں امت کے لئے پھیلیں گی تو مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک گنہگاروں کو نجات ہوگی ان سب کو تیری زلفوں کے طفیل بخش دوں گا۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی گیسوؤں کا بھی ایک معجزہ تھا کہ آپ ہمیشہ دلجوئی فرمایا کرتے تھے۔ خالد بن ولید کے پاس ایک ٹوپی تھی جس میں حضور کے سر کا ایک بال لیا ہوا تھا وہی پہن کر جہاد کرتے اور ہمیشہ فتحیاب ہوتے۔

marfat.com

چشمانِ مبارک

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک آنکھیں مقدس نورانی اور بہت خوبصورت تھیں۔ قدرت الٰہی سے سرگیں۔ سرمہ کے بغیر معلوم ہوتا کہ سرمہ لگا ہوا ہے، آنکھوں کی سفیدی میں باریک سرخ ڈورے تھے جن کو علاماتِ نبوت میں شمار کیا جاتا ہے۔ پلکیں دراز نہایت خوشنما تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بصارت کا وصف قرآن پاک میں یوں فرمایا: مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰی ○ (النجم) شب معراج میں آپ کی آنکھ نے ان نشانیوں کو دیکھنے سے تجاوز نہیں کیا جن کے دیکھنے کے لئے آپ مامور تھے اور آپ قلب کی کیفیتوں سے آگاہ تھے اور نگاہ ناز سے کچھ بھی پوشیدہ نہ تھا۔

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اپنی پیٹھ پیچھے بھی ایسا ہی دیکھتا ہوں جیسا آگے سے دیکھتا ہوں۔ شاعر مشرق فرماتے ہیں ؎

اے فروغت صبح و آثار ودھور
چشم تو بینندۂ مافی الصدور

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رات کے اندھیرے میں ایسا ہی دیکھتے تھے جیسا دن کی روشنی میں۔(1)

ان روایتوں کو لکھنے کے بعد علامہ زرقانی فرماتے ہیں پس معنی یہ ہیں کہ آپ کا روشن دن اور رات کی اندھیری میں دیکھنا برابر تھا اس لئے کہ اللہ پاک نے آپ کو باطن کی اطلاع اور دل کا پورا ادراک فرمایا تو ایسا ہی دیکھتے تھے جیسا کہ اپنے آگے سے (2)۔ اور یہی وہ آنکھیں ہیں جو ساری کائنات کا مشاہدہ کر رہی ہیں۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے حجابات اٹھا دیئے ہیں تو میں دنیا کو اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کچھ دیکھ رہا ہوں جیسا کہ اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو۔(3)

حضرت ثوبان فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ نے

1۔ بیہقی، ابن عساکر 2۔ زرقانی علی المواہب، جلد 4، صفحہ 82 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 204

marfat.com

میرے لئے یہاں تک زمین کو سمیٹا کہ میں نے ساری زمین اور اس کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا۔(1)

حضرت عقبہ بن عامر فرماتے ہیں کہ مجھے حضور نے فرمایا: تمہاری ملاقات کی جگہ حوض کوثر ہے اور اس کو میں یہاں سے دیکھ رہا ہوں۔ حضور علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ کوئی چیز ایسی نہیں جو مجھے نہ دکھائی گئی ہو مگر میں نے اس کو اس مقام سے دیکھ لیا ہے یہاں تک کہ جنت اور دوزخ کو بھی۔

حضرت ابوذر غفاری فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے۔

شاہ عبدالعزیز دہلوی فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام اپنے نور نبوت سے ہر دیندار کے دین کو جانتے ہیں کہ دین کے کس درجے میں ہے اور اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے اور کون سا حجاب اس کی ترقی میں مانع ہے؟ پس حضور علیہ السلام تمہارے گناہوں کو تمہارے ایمانی درجات کو اور تمہارے نیک و بداعمال کو اور تمہارے اخلاق و نفاق کو جانتے اور پہچانتے ہیں۔(2)

شیخ المحدثین شاہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں: اس اختلاف و کثرت مذاہب کے باوجود جو علمائے امت میں ہے اس مسئلہ میں کسی کو اختلاف نہیں۔

کان مبارک اور قوت سماعت

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوایوب کیا تو سنتا ہے جو میں سنتا ہوں، ان یہودیوں کو قبروں میں عذاب ہو رہا ہے۔(3)

ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام ایک رات میرے ہاں تشریف فرما تھے، آپ حسب معمول نماز تہجد کے لئے اٹھے اور وضو کرنے کی جگہ تشریف لے گئے تو میں نے سنا آپ نے تین بار فرمایا: میں تیرے پاس پہنچا اور تو مدد دیا گیا ہے جب

1۔ مسلم شریف　2۔ تفسیر عزیزی، صفحہ 636　3۔ المستدرک للحاکم، جلد 4، صفحہ 209

marfat.com

حضور وضو کر کے باہر تشریف لائے تو میں نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں نے سنا آپ نے تین بار فرمایا: لبیک اور تین بار فرمایا: نُصِرْتَ۔ گویا آپ کسی انسان سے گفتگو فرما رہے تھے، کیا آپ کے پاس کوئی تھا؟ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک راجز مجھ سے فریاد کر رہا تھا۔ اس وقت حضرت عمر بن سالم راجز نے مکہ مکرمہ سے فریاد کی اور حضور علیہ السلام سے مدد مانگی۔ گویا ظاہری اور باطنی امداد کا ظہور فرمایا۔(1)

امام المحدثین امام سیوطی ایک مدلل اور مبسوط بحث کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ ان تمام نقول اور روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی روح اور جسد کے ساتھ زندہ ہیں اور بلاشبہ آپ جہاں چاہتے ہیں زمین و آسمان کے ہر گوشے میں تصرف فرماتے ہیں اور سیر کرتے ہیں اور آپ بالکل اسی ہیئت جس ہیئت سے قبل از فات تھے اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوئی۔(2)

مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی اپنی کتاب ''مجموعہ فتاویٰ'' میں لکھتے ہیں جس کی تفصیل صاحب معارج النبوۃ بیان کرتے ہیں۔ حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں حضور علیہ السلام ایک دن میری گود میں تھے وہاں سے چند بکریاں گذرنے لگیں ان میں سے ایک بکری آئی اور جلدی سے اپنا ماتھا زمین پر رکھا اور حضور علیہ السلام کے سر مبارک کو بوسہ دیا اور واپس چلی گئی۔ چاند سے باتیں کرتے اور اشارہ فرماتے چاند آپ کے اشارے پر چلتا جیسا کہ رونے سے مشغول رکھنے کے لئے کیا جاتا ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بحالت گریہ بہلایا کرتا۔

حافظ ابوالقاسم سہمی رضی اللہ عنہ نے ''دلائل النبوۃ'' میں بیان کیا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے نشانات نبوت میں سے جن باتوں نے میری اسلام کی طرف رہنمائی کی ایک وجہ یہ تھی کہ آپ پنگھوڑے میں تھے چاند کو میں نے دیکھا آپ سے کھیل رہا ہے آپ انگلی سے اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں جس

1۔ اصابہ، صفحہ 492۔ طبرانی صغیر، صفحہ 301۔ کتاب الاستیعاب، جلد 2، صفحہ 242۔ بیہقی، جلد 1، صفحہ 232۔ الحاوی للفتاوی، جلد 2، صفحہ 325

2۔ الحاوی للفتاوی

marfat.com

طرح آپ چاہتے ہیں چاند بھی اس طرف مائل ہو جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم آپس میں باتیں کرتے تھے اور وہ مجھے رونے سے روکتا تھا اور وہ میرے پنگھوڑے کے پائے پر سجدہ کرتا تھا میں اس کی آواز سنتا تھا۔

ایک روایت میں یوں ہے کہ حضرت عباس، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تیز نظروں سے دیکھ رہے تھے تو حضور نے فرمایا کہ آپ کو کس چیز کی ضرورت ہے جو مجھے یوں دیکھ رہے ہیں، عرض کیا: میرا ایک سوال ہے وہ یہ کہ ایک دفعہ حلیمہ نے آپ کو اٹھایا ہوا تھا اور آپ اس وقت چالیس دن کے تھے میں نے دیکھا چاند آپ سے باتیں کرتا تھا لیکن ایسی زبان میں کہ میں اسے نہیں سمجھ سکتا تھا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: میری والدہ نے میرا ہاتھ مضبوطی سے باندھ رکھا تھا اور میں اس تکلیف سے رونا چاہتا تھا، چاند نے کہا مت روئیے، اگر آپ کے آنسوؤں کا ایک قطرہ بھی زمین پر گرا تو تمام سبزہ خشک ہو جائے گا۔ حضرت عباس نے تعجب سے ہاتھ پر ہاتھ مارا، فرمایا: چچا اس سے بھی زیادہ حیران کن بات کہتا ہوں، عرض کیا: یا نبی اللہ! بتایئے فرمایا: اس کے بعد میرا بایاں ہاتھ مضبوط باندھ دیا، میں نے رونا چاہا، چاند نے کہا مت روئیے اللہ کے حبیب! اگر آپ کے آنسوؤں کا ایک قطرہ بھی زمین پر گرا تو قیامت تک اس سے سبزہ نہیں اُگے گا، میں اپنی امت پر شفیق ہونے کی وجہ سے خاموش ہو گیا۔ حضرت عباس نے پھر زور سے ہاتھ پر ہاتھ مارا پھر فرمایا آپ انہیں کیسے جانتے تھے حالانکہ آپ چالیس دن کے تھے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ میں قلم کی آواز کو لوح محفوظ پر چلتے ہوئے سنتا تھا حالانکہ میں شکم مادر میں تھا اور اس سے بھی بڑھ کر کہتا ہوں، عرض کیا فرمایئے، فرمایا: جب آفتاب و ماہتاب اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے تو ان کی آواز کو سنتا تھا حالانکہ میں شکم مادر میں تھا۔ چچا میں اس سے بھی زیادہ کہتا ہوں، عرض کیا فرمایئے، فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر پیدا فرمائے، چالیس سال کی عمر سے پہلے کسی کو بھی معلوم نہ تھا کہ وہ پیغمبر ہے سوائے عیسیٰ علیہ السلام کے۔ فرمایا میں اس سے بھی زیادہ جانتا ہوں، فرمایا: دوشنبہ کے دن متولد ہوا اسی رات اللہ تعالیٰ نے سات پہاڑ

marfat.com

سات آسمانوں میں پیدا فرمائے اور ان پہاڑوں کو فرشتوں سے اس قدر بھر دیا کہ ان کی تعداد اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا فرشتے اس کی تسبیح وتہلیل میں مشغول ہیں اور قیامت تک مشغول رہیں گے ان کی تسبیح وتحمید کا ثواب اس بندے کو عنایت فرمائیں گے جس کے سامنے میرا نام لیا جائے اور وہ مجھ پر ذوق وشوق سے صلوٰۃ وسلام بھیجے۔ ایام شیر گی کے واقعات متقدمین کے متداولہ اور متاخرین کی مرتبہ تصنیفات میں شرح وبسط سے بیان ہوئے ہیں۔ (مجموعہ فتاویٰ، جلد 2، صفحہ 87، معارج النبوۃ، جلد 2، صفحہ 123)

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:۔

کھیلتے تھے چاند سے بچپن میں آقا اس لئے
یہ سراپا نور تھے اور وہ کھلونا نور کا
چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پہ کھلونا نور کا

دندانِ مبارک

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لب ہائے مبارک نہایت خوبصورت اور سرخی مائل تھے۔ دندانِ مبارک کشادہ، روشن اور تاباں تھے۔ جب آپ کلام فرماتے تو دیواریں روشن ہو جاتیں اور دندانِ مبارک سے نور نکلتا دکھائی دیتا اور جب کبھی آپ تبسم فرماتے تو روشنی ہو جاتی اور آپ کو کبھی جمائی نہیں آئی باوجود اس کے کہ آپ کے دندانِ مبارک لطیف چمکیلے اور صاف تھے پھر بھی آپ ان کی صفائی کا بہت اہتمام فرماتے۔ احادیث میں آتا ہے کہ کبھی نماز کے لئے تشریف نہ لاتے تاوقتیکہ مسواک نہ فرمالیتے یہ سب امت کی تعلیم کے لئے تھا۔ چنانچہ فرمایا: مسواک کیا کرو وہ سبب ہے منہ کی صفائی اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے سامنے والے دندانِ مبارک کشادہ تھے جب آپ کلام فرماتے تو آپ کے دانتوں سے نور نکلتا۔ (1)

1۔ دارمی، مشکوٰۃ، صفحہ 511

marfat.com

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ جب آپ کبھی خندہ فرماتے تو دانتوں سے نور کی شعاعیں نکلتیں جس سے دیواریں روشن ہو جاتیں۔(1)

حضرت عبداللہ بن حارث فرماتے ہیں کہ حضور کا ہنسنا سوائے تبسم کے کچھ نہ تھا۔(2)

حضرت فضل بن عباس فرماتے ہیں کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر میں اتارا گیا تو میں نے آخری دیدار کی غرض سے آپ کے چہرۂ انور کی زیارت کی جب میں نے دیکھا تو آپ کے لب ہائے مبارک حرکت کر رہے تھے میں نے سنا تو آپ فرما رہے تھے کہ اللہ میری امت کو بخش دے میں نے یہ بات سب حضرات کو بتائی تو اس شفقت پر سب لوگ حیران رہ گئے۔(3)

صاحب معارج النبوۃ نے لکھا ہے کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دندانِ مبارک کی ضیاء پاشیوں پر غور فرما رہے تھے اور دندانِ مبارک کو دیکھ کر خوش ہو رہے تھے کہ! جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: محبوب دانتوں پر ناز کرنے کی بجائے اس ذات کی حمد کرنی چاہیے جس نے اپنے دست قدرت سے ان دانتوں کو نور بخشا، اس قدرت کاملہ نے لعل بدخشاں کا خوبصورت ڈبہ بنایا ہے، جس میں چمکتے ہوئے موتی اپنی تابانی سے نور پھیلا رہے ہیں دانت فیروز رنگ آسمان پر پروین ثریا کی طرح چمک رہے ہیں، آبدار موتی چمکتی ہوئی نورانی لڑیوں کی طرح درجہ عقیق احمیر میں سجائے گئے ہیں، یا سفید ژالہ کے دانے احمر پر چسپاں کر لئے گئے ہیں۔ ان دانتوں کی تھوڑی سی کنی میدان احد میں شہید کر دی جائے گی اور ایک عام پتھر گوہر نامدار پر مارا جائے گا کہ ناز و غرور صرف خداوند عالم کیلئے وقف کر دیا جائے۔(4)

دہن مبارک

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا منہ مبارک فراخ، رخسار مبارک ہموار، اور سب سے زیادہ

1۔ بیہقی خصائص کبریٰ، صفحہ 74
2۔ زرقانی، جلد 4، صفحہ 181
3۔ ترمذی کتاب المناقب
4۔ معارج النبوۃ جلد 3، صفحہ 58

marfat.com

خوبرو اور خوش آواز تھے۔ خوش آواز ہونے کے علاوہ آپ بلند آواز اتنے تھے کہ جہاں تک آواز پہنچتی تھی اور کسی کی آواز نہیں پہنچتی تھی بالخصوص خطبوں میں آپ کی آواز مبارک وہ شخص سنتا جو سب سے آگے ہوتا اسی طرح وہ شخص بھی سنتا جو سب سے پیچھے ہوتا۔ آپ کی آواز پردہ نشین عورتوں تک پہنچ جاتی تھی، ہزاروں کے اجتماع میں بھی آواز اسی طرح پہنچتی تھی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں جو کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتا اس کو لکھ لیا کرتا تھا، قریش نے مجھے منع کیا کہ ہر بات نہیں لکھنی چاہیے کیونکہ بتقاضائے بشریت ممکن ہے غصے کی حالت میں کوئی ایسی بات نکل جائے جو لکھنے کے قابل نہ ہو۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں لکھنے سے رک گیا اور اس بات کو حضور کی خدمت میں عرض کیا تو حضور نے فرمایا: بے شک لکھو اور انگلی سے اپنے منہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: خدا کی قسم اس منہ سے ہر حالت میں جو نکلتا ہے وہ حق نکلتا ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا
چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

حضرت عمیرہ بنت مسعود انصاری رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میری پانچ بہنیں اور میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوئیں آپ اس وقت خشک کیا ہوا گوشت کھا رہے تھے آپ نے ایک ٹکڑا چبا کر نرم کیا اور ان کو دیا انہوں نے تھوڑا تھوڑا کر کے کھایا آپ کے دہن مبارک کی برکت سے مرتے دم تک ان کے منہ سے خوشبو نہیں گئی۔

حضرت وائل بن حجر فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے پاس پانی کا ایک ڈول لایا گیا آپ نے اس میں سے پیا اور کلی کر کے کنوئیں میں ڈال دیا تو اس میں کستوری کی خوشبو آنے لگی۔ (1)

حضرت ابو امامہ فرماتے ہیں مدینہ منورہ میں ایک عورت بے شرم اور بدزبان تھی ایک دفعہ وہ حضور کے پاس سے گذری آپ اس وقت ثرید کھا رہے تھے، اس نے سوال کیا مجھے بھی دیجئے آپ نے اس میں سے کچھ دیا جو کچھ آپ کے آگے تھا وہ بولی یہ نہیں مانگتی بلکہ وہ

1۔ خصائص کبریٰ، جلد 1، صفحہ 21

marfat.com

جو آپ کے منہ میں ہے آپ نے دہن مبارک سے نکال کر اس کو دے دیا اور وہ کھا گئی، جب وہ لقمہ اس کے پیٹ میں گیا تو اس پر ایسی حیا طاری ہوئی کہ وہ حیا میں مدینے کی تمام عورتوں سے بڑھ گئی۔(1)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یوم حدیبیہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چاۂ مدینہ پر نزول فرمایا آپ کے ساتھ چودہ سو صحابہ کرام تھے لشکر اسلام نے چاۂ حدیبیہ کا تمام پانی نکال لیا یہاں تک کہ اس میں ایک قطرہ بھی نہ رہا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس کی خبر پہنچی کہ کنوئیں میں ایک پانی کا قطرہ بھی نہیں رہا، پس آپ کنوئیں پر تشریف لے گئے اس کے کنارے پر بیٹھ کر پانی کا ایک برتن طلب کیا، وضو کیا اور اس میں سے منہ میں ڈال کر پانی کی ایک کلی کنوئیں میں ڈال دی اور دعا فرمائی، فرمایا: تھوڑی دیر اس کو چھوڑ دو پس کنوئیں میں اس قدر پانی جمع ہو گیا کہ حدیبیہ میں بیس روز قیام کیا، فوج اور اونٹ اسی سے سیراب ہوتے رہے۔(2)

حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بدر کے دن میری آنکھ میں تیر لگا تو وہ پھوٹ گئی تو حضور علیہ السلام نے اس میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور دعا فرمائی مجھے ذرا بھی تکلیف نہیں ہوئی اور آنکھ بالکل درست ہو گئی۔

حضرت عبداللہ بن انیس فرماتے ہیں کہ ایک یہودی نے میرے چہرے پر ایسا زخم لگایا کہ سر کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں، میں اسی حال میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور علیہ السلام نے پٹی کھول کر اس پر تھوک دیا پس اس کے بعد مجھے بالکل تکلیف نہیں ہوئی۔(3)

غزوۂ خیبر کے دن سلمہ بن اکوع کی پنڈلیوں میں ایسی شدید ضرب لگی کہ لوگوں کو گمان ہوا کہ شہید ہو گئے ہیں، فرماتے ہیں: میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے تین دفعہ کچھ پڑھ کر دم کیا پھر میری پنڈلیوں میں کبھی درد نہیں ہوا۔

حضرت عمر بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہ کا پاؤں کٹ گیا تو اس پر حضور علیہ السلام نے

1۔ شفا شریف، جلد 1، صفحہ 214 2۔ مشکوۃ شریف 3۔ خصائص کبریٰ، جلد 2، صفحہ 40

marfat.com

لعاب دہن لگایا تو وہ پاؤں اسی وقت اچھا ہو گیا۔

جنگ احد میں حضرت کلثوم بن حصین کے سینے میں ایک تیر لگا تو وہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور نے ان کے زخم پر تھوک دیا تو وہ فی الفور اچھے ہو گئے۔(1)

امام قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ غزوۂ خندق کے دن حضرت علی بن حکم کی پنڈلی ٹوٹ گئی تو حضور نے اس پر لعاب دہن لگایا تو وہ اسی حالت میں اسی جگہ اسی وقت اچھے ہو گئے حالانکہ وہ گھوڑے سے بھی نیچے نہیں اتر سکتے تھے۔

جنگ احد میں حضرت حبیب بن بساف کے مونڈھے پر ایک کاری ضرب لگی جس سے ان کی ایک کروٹ لٹک گئی تو حضور علیہ السلام نے اس لٹکی ہوئی کروٹ کو اسی جگہ اس پر لعاب دہن لگایا تو وہ موہنڈھا بالکل صحیح اور تندرست ہو گیا۔(2)

حضرت حبیب فرماتے ہیں میں نے اسی ہاتھ سے اس شخص کو قتل کیا جس نے میرے موہنڈھے پر ضرب لگائی تھی۔

جس سے کھارے کنوئیں شیریں جاں بنے
اس زلالِ حلاوت پہ لاکھوں سلام
پتلی پتلی گل قدس کی پتیاں
ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام

گردن، کندھے اور پشت مبارک

گردن، کندھے اور پشت مبارک خصوصاً گردن مبارک نہایت خوبصورت اعتدال کے ساتھ طویل اور چاندنی کی طرح سفید تھی اور حسین ایسی گویا آپ کی گردن چاندی کی صراحی تھی اور آپ کے کندھے مبارک بھی عجیب شان کے تھے، نہایت خوبصورت کہ کسی انسان کے ایسے نہ تھے۔(3)

1۔ شفا شریف، جلد 1، صفحہ 613

2۔ خصائص کبریٰ، جلد 2، صفحہ 75، شفاء شریف

3۔ خصائص کبریٰ، جلد 1، صفحہ 75

marfat.com

ابن سبع اور زرین نے آپ کے خصائص میں ذکر کیا ہے کہ جب آپ لوگوں میں بیٹھے ہوتے تو آپ کا کندھا مبارک سب سے اونچا ہوتا۔(1)

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے کندھے جب کبھی ننگے ہوتے تو یوں معلوم ہوتا کہ چاندی میں ڈھلے ہوئے ہیں۔(2)

امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ابو جہل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پتھر مارنے کے ارادے سے آیا تو اس نے حضور کے دوش پر دو بڑے اژدہے دیکھے تو وہ بھاگ گیا۔(3)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن حضور علیہ السلام نے مجھے اپنے کندھے پر چڑھایا تو ان مبارک کندھوں کی قوت کا یہ عالم تھا کہ اگر میں چاہتا تو مجھے آسمان پر پہنچا سکتے تھے۔

حضرت معرش کعبی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے رات کے وقت جوانہ سے عمرے کا ارادہ فرمایا تو میری نظر آپ کی پشت پر تھی گویا کہ وہ چاندی کی ڈھالی ہوئی تھی۔

حضرت وہب بن منبہ فرماتے ہیں: نہیں بھیجا اللہ نے کسی نبی کو مگر اس کی نبوت اس کے دائیں ہاتھ پر ہوتی تھی سوائے ہمارے نبی کریم ﷺ کے کہ آپ کی مہر نبوت دونوں شانوں کے درمیان تھی۔

حضرت عباد بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں کندھے کی طرف مہر نبوت تھی گویا کہ وہ بکری کا گھٹنا ہے اور حضور علیہ السلام پسند نہیں فرماتے تھے کہ اس کو دیکھا جائے۔

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور علیہ السلام کے پیچھے کھڑا تھا اور میں نے آپ کی مہر نبوت کو دونوں شانوں کے درمیان پالکی کے بٹن کی طرح پایا ہے۔(4)

...ں علی المواہب، جلد 4، صفحہ 200 — 2۔ خصائص کبریٰ، جلد 1، صفحہ 75

...بیہ اور زرقانی، جلد 5، صفحہ 190 — 4۔ خصائص کبریٰ، جلد 1، صفحہ 60

marfat.com

حضرت جابر بن سمرہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کی نبوت دونوں شانوں کے درمیان کبوتری کے انڈے کی طرح دیکھی رنگت کے اعتبار سے وہ آپ کے جسم کے مشابہ تھی۔(1)

حضرت سلمان فارسی فرماتے ہیں کہ میں حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر مجھ پر ڈالی اور فرمایا: جس کا تجھے حکم دیا گیا ہے وہ دیکھ تو میں نے آپ کی مہر نبوت کو دونوں شانوں کے درمیان کبوتری کے انڈے کے مانند دیکھا۔(2)

حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت اقدس پر مہر نبوت تھی اور وہ گوشت کے ٹکڑے کے مانند تھی۔

زبان مبارک

محدثین نے تصریح فرمائی ہے کہ جب کوئی آدمی خواہ وہ کسی ملک کا ہوتا آپ کے ہاں حاضر ہو کر اپنی زبان (بولی) میں کچھ بولتا تو آپ اسی زبان میں اس سے بات کرتے یہ آپ کی زبان میں خداداد قدرت تھی۔

علامہ خفاجی نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک صورت میں چند لوگ کسی ملک سے آئے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ اس وقت مسجد حرام میں تشریف فرما تھے جب وہ لوگ مسجد میں آئے تو آپ کو نہ پہچان سکے کیونکہ آپ بادشاہوں کی طرح امتیازی شان سے نہیں بلکہ صحابہ میں مل جل کر بیٹھا کرتے تو ان میں سے ایک شخص نے اپنی بولی میں "ابواع اسران" یعنی تم میں سے رسول اللہ کون ہیں؟ حاضرین میں سے کوئی نہ سمجھ سکا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: الشکد اورد" یعنی آگے آؤ یہ سن کر وہ آگے آئے اور پنی بولی میں کچھ پوچھتے رہے آپ ان کا جواب انہی کی بولی میں دیتے رہے جس کو سوائے ان کے صحابہ کرام میں سے کوئی نہ سمجھ سکا آخر انہوں نے آپ کو اللہ کا رسول تسلیم کر لیا بعد ازاں وہ قبول اسلام کے بعد وہ اپنے ملک کو روانہ ہو گئے۔

1۔نسیم الریاض شرح شفا 2۔ایضاً

marfat.com

رِیش مبارک

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی مبارک گھنی اور بہت ہی زیادہ خوبصورت اور خوشنما تھی آپ ڈاڑھی مبارک کو تیل لگایا کرتے تھے اور کنگھی بھی کیا کرتے تھے اور اس کی لمبائی چوڑائی سے کچھ لے لیا کرتے اور مونچھیں مبارک کٹوایا کرتے تھے، آپ نے کبھی خضاب نہیں کیا کیونکہ آپ کی ڈاڑھی اور سر مبارک میں بیس سے زیادہ سفید بال نہیں تھے۔

حضرت سیرین تابعی نے حضرت انس بن مالک سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی خضاب کیا تھا؟ فرمایا: کیونکہ آپ کو خضاب کی ضرورت ہی نہیں تھی کیونکہ آپ کی ڈاڑھی میں تقریباً دس بال سفید تھے چنانچہ بعض روایات میں آیا ہے کہ آپ کے سر اور ڈاڑھی مبارک میں کل سترہ یا اٹھارہ بال سفید تھے۔

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ ایک یہودی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی کی اصلاح کی یعنی کم یا زیادہ بالوں کو درست کیا تو آپ نے اس کے لئے دعا فرمائی کہ اے اللہ اس کو زینت دے! راوی کہتے ہیں کہ اس یہودی کی ڈاڑھی کے بال سفید ہو گئے تھے مگر آپ کی اس دعا کی برکت سے سیاہ ہو گئے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کا دودھ دوہا۔ تو آپ نے اس کے حق میں دعا فرمائی کہ اے اللہ اس کو حسن و جمال عطا فرما! راوی کہتے ہیں کہ اس کی ڈاڑھی کے بال نہایت درجہ کے سیاہ ہو گئے اور وہ نوے سال کی عمر تک زندہ رہا مگر ڈاڑھی اس کی سفید نہیں ہوئی۔ دونوں حدیثوں سے یہ ثابت ہوا کہ بغیر کسی دوا کے صرف حضور کی دعا سے ان دونوں یہودیوں کی ڈاڑھی سفید ہونے کے بعد سیاہ ہو گئی۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنے والد ماجد شاہ عبد الرحیم کے بارے میں لکھتے ہیں کہ حضرت ایشاں فرماتے تھے کہ ایک دفعہ مجھے بخار ہوا اور مرض نے طول پکڑا کہ زندگی کی امید نہ رہی اس وقت ایک اونگھ سی آئی اور حضرت شاہ عبد العزیز ظاہر ہوئے اور فرمایا اے فرزند! پیغمبر علیہ السلام تیری بیمار پرسی کے لئے تشریف لا رہے ہیں شاید کہ اس طرف

marfat.com

سے آئیں اور اس طرف تمہارے پاؤں میں چارپائی کو ایسے طریقے سے بچھایا جائے کہ تیرے پاؤں اس طرف نہ ہوں میں بیدار ہوا مگر کلام کرنے کی طاقت نہ تھی حاضرین کو اشارہ کیا کہ میری چارپائی کو اس طرف سے پھیر دیں اس وقت حضور تشریف لائے، فرمایا: بیٹے تیرا کیا حال ہے؟ اس کلام کی شرینی مجھ پر ایسی غالب آئی کہ ایک قسم کا وجد، رونا اور بیقراری مجھ پر ظاہر ہوئی تو حضور علیہ السلام نے مجھ کو اس طریق سے اپنی آغوش میں لیا کہ آپ کی ریش مبارک میرے سر پر تھی، آپ کی قمیص مبارک میرے آنسوؤں سے تر ہو گئی اور آہستہ آہستہ اس کیفیت سے تسکین پائی اس وقت میرے دل میں آیا کہ مدتیں گذر گئیں کہ موئے مبارک کی آرزو رکھتا ہوں کتنا ہی کرم ہو اگر اس وقت کوئی چیز اس قسم کی عنایت فرما دیں اس خیال پر حضور مطلع ہوئے اور ریش مبارک پر ہاتھ پھیرا اور دو بال مبارک میرے ہاتھ میں دیئے، میرے دل میں خیال گذرا کہ یہ دو بال عالم شہادت میں باقی رہیں گے، بعد ازاں آپ نے صحت کلی اور عمر لمبی ہونے کی دعا کی اور بشارت دی کہ اس وقت میں بیدار ہو گیا اور میں نے چراغ طلب کیا مگر ان بالوں کو ہاتھوں میں نہ پایا، غمناک ہوا اور حضور کی طرف توجہ کی تو حضور علیہ السلام متمثل ہوئے اور فرمایا: فرزند! ہم نے ان بالوں کو احتیاطاً تکیہ کے نیچے رکھا ہے، ان سے تو پالے گا، میں بیدار ہوا تو ان بالوں کو پالیا ان بالوں کے خصائص میں یہ ہے کہ یہ آپس میں ملے ہوئے ہوتے ہیں جب درود شریف پڑھا جائے تو دونوں الگ الگ ہو کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ ایک مرتبہ تین منکروں نے امتحان لینا چاہا میں اس بے ادبی سے راضی نہ تھا جب مناظرہ نے طول پکڑا تو وہ دونوں بالوں کو دھوپ میں لے گئے فوراً بادل کا ایک ٹکڑا ظاہر ہوا اور بالوں پر سایہ کر دیا حالانکہ آفتاب بہت گرم تھا اور ابر کا موسم بھی نہیں تھا۔ ایک نے توبہ کی دوسرے نے کہا یہ اتفاقاً ہوا ہے، دوبارہ پھر بالوں کو نکالا پھر بادل کا ٹکڑا ظاہر ہوا۔ دوسرے نے بھی توبہ کی تیسری دفعہ پھر دھوپ میں نکالا پھر بادل کا ٹکڑا ظاہر ہوا۔ ایک دفعہ بہت لوگ برائے زیارت جمع تھے میں نے ہر چند کوشش کی کہ صندوقچی کو کھول کر بال مبارک باہر نکالوں تاکہ لوگوں کو زیارت کرا سکوں مگر

marfat.com

صندوق کا تالہ نہیں کھلتا تھا میں اپنے دل کی طرف متوجہ ہوا تو معلوم ہوا کہ فلاں آدمی جنبی ہے اس کی شامت جنابت کی وجہ سے تالا نہیں کھلتا تھا، میں نے عیب پوشی کی سب کو تجدید طہارت کا حکم دیا وہ جنبی شخص جونہی باہر گیا تو قفل آسانی سے کھل گیا اور ہم سب نے زیارت کی۔ حضرت والا نے آخر عمر میں تبرکات کو تقسیم فرمایا تو ان دو بالوں میں سے ایک کاتب حروف (شاہ ولی اللہ) کو بھی عنایت فرمایا۔

بغل مبارک

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک بغلیں پاکیزہ، نہایت ہی شفاف اور خوشبودار تھیں۔ آپ کی بغلوں کا رنگ متغیر نہیں ہوتا تھا اور نہ ہی آپ کے بغلوں میں بال تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دعائے استسقاء میں اس قدر بلند ہاتھ اٹھائے ہوئے دیکھا کہ آپ کے بغلوں کی سفیدی نظر آ رہی تھی۔ (طبقات ابن سعد)

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو آپ کے بغلوں کی سفیدی نظر آتی۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِم

کسے یہ تاب دیکھے آپ کے نور مجسم کو نگاہوں کو وہ حسنِ لم یزل نظر آئے

یہ ہر دل کی تمنا ہے زیارت سے مشرف ہو یہ سب کی آرزو ہے وہ رخ انور نظر آئے

دست و بازو مبارک

حضور ﷺ کے کفِ دست (ہتھیلی) اور بازو مبارک پر گوشت تھا ریشم سے بڑھ کر نرم اور بے حد خوشبودار تھے۔ جس شخص سے بھی مصافحہ فرماتے وہ دن بھر اپنے ہاتھوں میں خوشبو پاتا اور جس بچے کے سر پر ہاتھ رکھتے وہ خوشبو سے دوسرے بچوں سے ممتاز ہو جاتا۔

حضرت جابر بن سمرہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظہر کی نماز

marfat.com

پڑھی جب آپ مسجد سے باہر آئے تو میں بھی آپ کے ہمراہ تھا، بچے آپ کے سامنے آتے تو ان میں سے ہر ایک کے رخسار کو اپنے ہاتھ سے مس فرماتے، میرے رخسار کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مس فرمایا پس میں نے آپ کے دستِ اقدس کی ٹھنڈک اور خوشبو ایسی پائی گویا آپ نے اپنا ہاتھ عطار کے صندوقچہ سے نکالا ہو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی ریشم اور دیبا کو حضور کے کفِ دست سے زیادہ نرم نہیں پایا اور نہ کسی خوشبو کو آپ کی خوشبو سے بڑھ کر پایا۔(1)

حضرت جحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ کر باہر تشریف لائے تو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں کو اپنے چہروں پر ملتے تھے، میں نے آپ کا ہاتھ اپنے چہرے پر رکھا تو برف سے زیادہ ٹھنڈا اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔ یہی وہ نورانی ہاتھ ہیں کہ کونین کی نعمتیں ان ہی مبارک ہاتھوں میں مستور ہیں اور کائنات کی ساری برکتیں ان ہی بے مثل ہاتھوں میں پوشیدہ ہیں۔

حضرت وائل بن حجر فرماتے ہیں کہ جب میں حضور علیہ السلام سے مصافحہ کرتا اور بدن آپ کے ساتھ مس کرتا تو میں اس کا اثر بعد ازاں بھی پاتا کہ میرا ہاتھ کستوری سے زیادہ خوشبودار ہوتا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھ کو دو خزانے سرخ اور سفید یعنی سونا اور چاندی عطا فرمائے گئے، قیامت کے دن جب لوگ ناامید ہوں گے، عزت کی کنجیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی، حمد کا جھنڈا اس دن میرے ہاتھ میں ہوگا۔

یہ مشہور واقعہ سیرت کی کتابوں میں موجود ہے کہ جب مکہ معظمہ فتح ہوا تو حضور علیہ السلام بیت اللہ تشریف لے گئے۔ وہاں کافروں نے تین سو ساٹھ بت پتھر کے اس طرح نصب کر رکھے تھے کہ کلہاڑیوں اور کدالوں سے ان کا اکھڑنا مشکل تھا۔ حضور علیہ السلام کے

1۔ مشکوۃ شریف، صفحہ 516

marfat.com

ہاتھ میں چھڑی تھی جس بت کو لگاتے فرماتے: جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا (الاسراء) تو وہ بت اوندھے منہ زمین پر گر جاتا جس سے سب لوگ تعجب کرتے۔ مقام غور ہے لکڑی کی چھڑی لگانے سے ان بتوں کا گر جانا جو نہایت مضبوط طریقے سے اس میں نصب کیے ہوئے تھے کس قدر حیرت کی بات ہے کہ چھڑی لگنے سے اوندھے منہ گر پڑے۔ وہ چھڑی کس کے ہاتھ میں تھی؟ کوئی حیرت نہیں رہتی کیونکہ حضور کا ہاتھ، دستِ خداوندی ہے۔

دست احمد عین دستِ ذوالجلال آمدن در بیعت و اندر قتال

حضرت جعیل بن زیاد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک غزوہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا میری گھوڑی جس پر میں سوار تھا، نہایت ضعیف اور کمزور تھی، حضور علیہ السلام نے جب یہ دیکھا کہ میں بہت پیچھے رہ گیا ہوں تو تشریف لائے اور فرمایا: تمہارا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میری گھوڑی بہت ضعیف اور کمزور ہے، حضور علیہ السلام کے ہاتھ مبارک میں جو چھڑی تھی آپ نے اس چھڑی سے اسے مارا اور فرمایا: اے اللہ اس کو اس سے برکت دے! حضرت جعیل فرماتے ہیں کہ اس کے بعد وہ گھوڑی اتنی تیز رفتار ہوگئی کہ میں سب سے آگے رہتا اور اس کی لگام نہیں تھام سکتا تھا۔ اور اس سے اتنی اولاد ہوئی کہ اس کی قیمت مجھے بارہ ہزار ملی۔ (1)

دبلی پتلی ضعیف گھوڑی کا بغیر خوراک وغیرہ کے صرف چھڑی مارنے سے چست اور چالاک ہو جانا کس قدر حیرت انگیز ہے۔ اہل ایمان اس قسم کے واقعات سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حضور علیہ السلام اللہ کے پیارے محبوب ہیں اور اللہ تعالیٰ کو بھی یہی منظور ہے کہ ان کی ہر حرکت سے برکتوں کا ظہور ہوتا رہے۔ تاکہ ان کا مثل اور نظیر اور کوئی نہ ہو سکے اور یہی وہ دست مبارک ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قرار دیا اور اس دست اقدس پر بیعت کرنے والوں کی یوں شہادت دی جاتی ہے۔

1۔ خصائص کبریٰ، جلد 2، صفحہ 14

marfat.com

يَدُ اللهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ''ان ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے''۔(القرآن)

اور یہی وہ دستِ شفا ہے جس کو محض چھونے سے وہ بیماریاں دور ہوتی ہیں جن کے علاج سے حکماء اور اطباء عاجز ہیں اور یہی وہ دست اقدس ہے کہ اشارے سے چاند دو ٹکڑے ہو جاتا ہے اور ڈوبا ہوا سورج واپس آجاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حضرموت کے باشندے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے جن میں اشعث بن قیس بھی تھا، انہوں نے کہا کہ ہم نے الگ بات دل میں چھپا رکھی ہے بتایئے وہ کیا ہے؟ حضور نے فرمایا: سبحان اللہ یہ تو کاہنوں کا کام ہے اور کاہنوں کا مقام دوزخ ہے تو انہوں نے کہا کہ ہم کیسے مانیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں؟ آپ نے ایک مٹھی کنکر زمین سے اٹھا کر فرمایا: دیکھو یہ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ چنانچہ حضور کے دست مبارک میں کنکریوں نے تسبیح پڑھی، یہ سنتے ہی انہوں نے کہا ہم بھی گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔(1)

حضرت براء بن عازب فرماتے ہیں کہ جب عبداللہ بن عتیک، ابورافع یہودی جو حضور کا دشمن تھا اس کے چوتھے مکان سے اترنے لگے تو زینے سے نیچے گر گئے اور ان کی پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی، انہوں نے اسی وقت گرم گرم عمامہ سے پٹی باندھ لی اور حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا حال بیان کیا تو حضور نے فرمایا: اپنا پاؤں پھیلاؤ، میں نے اپنا پاؤں پھیلایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اپنا دستِ شفقت پھیر دیا۔ آپ کے دستِ کرم پھیرتے ہی ایسی درست ہوگئی گویا کہ ٹوٹی ہی نہ تھی۔(2)

ابن عساکر اور مدائنی نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسید بن ایاس کے چہرہ اور منہ پر اپنا دست مبارک پھیرا تو ان کے چہرے میں اتنی چمک پیدا ہوگئی کہ ان کے چہرے میں اشیاء کا عکس اس طرح دیکھا جاتا تھا جس طرح آئینہ میں دیکھا جاتا ہے۔(3)

1۔ دلائل النبوۃ، صفحہ 91 2۔ خصائص کبریٰ، جلد 2، صفحہ 75 3۔ شفاء شریف، صفحہ 220

marfat.com

حضرت عمران بن حصین فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں اس وقت ان کا چہرہ زرد تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کا چہرہ دیکھ کر سمجھ گئے کہ یہ سب بھوک کے سبب سے ہے، تو آپ نے اپنا دستِ مبارک ان کے گلے کے نیچے جہاں ہار ہوتا ہے رکھ کر انگلیوں کو کشادہ کیا اور فرمایا: اے اللہ! بھوکوں کو سیر کرنے والے اور پست کو بلند کرنے والے فاطمہ بنت محمد کو بلند کر! عمران کہتے ہیں میں ان کی طرف دیکھ رہا تھا کہ ان کے چہرہ سے بھوک کے آثار جاتے رہے۔ اور اس کے کئی روز بعد سیدہ فاطمہ سے ملا اور اس بارے میں پوچھا تو فرمایا: اس کے بعد سے بھوک سے کبھی اذیت نہیں ہوئی۔

حضرت عمرو بن اخطب فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر اور ڈاڑھی پر اپنا ہاتھ پھیرا اور دعا کی کہ الٰہی! اسے زینت بخش، راوی کہتے ہیں وہ سو سال سے اوپر تک زندہ رہے لیکن ان کے سر اور ڈاڑھی کے بال سفید نہیں ہوئے بلکہ سیاہ ہی رہے اور چہرہ پر ذرہ بھر شکن نہ تھا، صاف اور روشن جیسے جوانوں کا چہرہ ہوتا ہے۔ (1)

حضرت شیبہ بن عثمان فرماتے ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے بعد ہوازن سے جنگ کرنے کے ارادہ سے نکلے میں نے اپنے دل میں کہا آج انتقام کا بہترین موقع ہے شاید گڑ بڑ میں محمد کو قتل کر کے اپنے باپ اور چچاؤں (جو جنگ احد میں قتل کر دیئے گئے تھے) کا بدلہ لینے میں کامیاب ہو جاؤں اس وقت میرا خیال تھا کہ عرب و عجم کے لوگ محمد کے تابع ہو جائیں میں تب بھی ان کے تابع نہ ہوں گا بلکہ ان سے میری عداوت اور دشمنی بڑھتی جائے گی۔ جب میدان جنگ میں خوب زور و شور کی گڑ گڑ ہوئی تو حضور علیہ السلام پیادہ ہو گئے اور میں اس وقت آپ کے بالکل قریب تھا، میں نے وار کرنے کیلئے تلوار اٹھائی تو یکا یک مثل بجلی آگ کا ایک شعلہ میری طرف آیا جس سے میری آنکھیں چکا چوند ہو گئیں اور مجھے کچھ نہ سوجھا اور میں نے بے اختیار اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیا تو حضور صلی اللہ علیہ

1۔ خصائص کبریٰ، جلد 2، صفحہ 83

marfat.com

وسلم نے مجھے دیکھ کر تبسم فرمایا اور فرمایا: میرے قریب آؤ، میں قریب ہوا تو آپ نے تین بار میرے سینے پر دست مبارک پھیرا جس سے میرے دل میں آپ کی محبت اتنی پیدا ہوگئی کہ اس سے زیادہ تصور بھی نہیں کر سکتا۔ حضور نے جنگ کرنے کا حکم دیا میں نے آگے بڑھ کر تلوار چلانا شروع کردی خدا کی قسم اس وقت میری یہ حالت تھی کہ اگر کوئی وار حضور پر پڑے تو میں اپنے اوپر لے لوں۔ اگر اس وقت میرا باپ زندہ ہوتا اور وہ میرے سامنے آتا تو اس پر بھی تلوار چلا دیتا غرضیکہ میں اختتام جنگ حضور کے ساتھ رہ کر لڑتا رہا۔ اس کے بعد حضور اپنے خیمہ میں تشریف لائے میں بھی وہاں حاضر ہوا، دیکھا کہ حضور کے چہرۂ انور پر آثار مسرت نمایاں تھے، فرمایا! اے شیبہ! تمہارے لئے اللہ تعالیٰ نے جو ارادہ فرمایا وہ بہتر ہے اس سے جو تم نے ارادہ کیا تھا پھر حضور علیہ السلام نے میرے ان تمام خیالات کو بتایا جو میں نے کسی سے نہ کہے تھے، میں نے توحید و رسالت کی گواہی دی اور عرض کیا حضور میرے لئے بخشش کی دعا فرمائیں، ارشاد ہوا: اللہ نے تمہیں بخش دیا۔(1)

جنگ بدر میں حضرت عکاشہ بن محصن کی تلوار ٹوٹ گئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک خشک لکڑی دے کر فرمایا: جاؤ اب لڑو، جب وہ لکڑی ان کے ہاتھ میں آئی تو وہ نہائت عمدہ تلوار تھی، انہوں نے اسی کے ساتھ جہاد کیا اور وہ ان کے پاس رہی اور اسی کے ساتھ جہاد کرتے رہے یہاں تک کہ وہ ایک جنگ میں شہید ہوگئے اور وہ تلوار ''عون'' (مددگار) کے نام سے مشہور ہوئی۔(2)

جنگ احد میں حضرت عبداللہ بن جحش کی تلوار ٹوٹ گئی تو حضور نے ان کو ایک کھجور کی شاخ عنایت فرمائی جب وہ ان کے ہاتھ میں گئی تو ایک نہایت عمدہ چمکدار تلوار تھی جس کو ''مرجون'' کہتے تھے اور وہ عمر بھر اسی سے جہاد کرتے رہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت قتادہ بن نعمان ایک اندھیری رات میں جب بارش ہو رہی تھی، دیر تک حضور کی خدمت میں بیٹھے رہے، جب جانے لگے تو

1۔ سیرت نبویہ، جلد 9، صفحہ 5   2۔ خصائص کبریٰ، صفحہ 217

marfat.com

حضور نے انہیں ایک کھجور کی شاخ عنایت فرمائی اور فرمایا: اس کو لے جاؤ تمہارے لئے دس ہاتھ آگے اور دس ہاتھ پیچھے روشنی دے گی اور جب تم اپنے گھر میں داخل ہو گے تو تم ایک کالی سیاہی دیکھو گے اور تم اس کو مار کر نکال دینا کیونکہ وہ شیطان ہوگا، جب قتادہ وہاں سے چلے تو وہ شاخ ان کے لئے روشن ہو گئی یہاں تک کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو گئے اور اندر جاتے ہی انہوں نے اس سیاہی کو پالیا اور اتنا مارا کہ وہ نکل گئی۔

حضرت امام قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ حضور نے ایک گنجے بچے کے سر پر ہاتھ پھیرا تو اس کا گنجا پن دور ہو گیا اور سارے بال برابر ہو گئے۔(1)

امام فخر الدین رازی اپنی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ پانی کے کنارے پر تشریف لے گئے اور وہاں تشریف فرما تھے کہ عکرمہ بن ابوجہل وہاں آنکلا اور کہنے لگا کہ اگر آپ سچے نبی ہیں تو اس پتھر کو بلا لیجئے جو پانی کے اس کنارے پر ہے اور وہ پانی پر تیرتا ہوا جائے اور ڈوبے نہیں، حضور علیہ السلام نے اس پتھر کو اشارہ کیا تو وہ پانی کے اوپر تیرتا ہوا آپ کے پاس آگیا اور بزبان فصیح اللہ کے ایک ہونے اور آپ کے رسول برحق ہونے کی شہادت دی، حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اب تو تیرے لئے کافی ہے، بولا ہاں! بشرطیکہ یہ پتھر اسی طرح واپس چلا جائے جہاں سے آیا تھا چنانچہ حضور کے حکم سے وہ پتھر وہیں واپس چلا گیا۔(2)

حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضور کے پاس ایک برتن پانی کا لایا گیا، آپ نے اپنا دستِ مبارک اس برتن میں رکھ دیا تو آپ کی انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے جس سے تمام لوگوں نے وضو کیا، حضرت انس سے پوچھا گیا کتنے آدمی تھے؟ تو آپ نے فرمایا تین سو تھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ ہم معجزات کو باعث برکت سمجھتے تھے یہ کہہ کر فرمایا کہ ہم ایک سفر میں حضور کے ہمراہ تھے کہ پانی ختم ہو گیا تو حضور کو اطلاع دی گئی آپ

1۔ شفاء شریف، جلد 2، صفحہ 219 2۔ تفسیر کبیر، انوار محمدیہ، زرقانی، جلد 5، صفحہ 191

marfat.com

نے فرمایا: بچا ہوا پانی تلاش کرو خواہ وہ کتنا ہی تھوڑا ہو چنانچہ ایک برتن میں تھوڑا سا پانی حاضر کیا گیا تو آپ نے اس پر اپنا دست مبارک رکھا اور فرمایا: آؤ وضو کرو اور پیو، یہ برکت والا پانی ہے اور یہ طیب و طاہر پانی اللہ کی طرف سے ہے اور بلا شبہ میں نے دیکھا آپ کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے ابل رہے ہیں اور ہم جب آپ کے روبرو کھانا کھاتے تو کھانے سے تسبیح کی آواز آتی اور ایک روز بہت پیاسے ہوئے آپ نے ایک برتن منگوا کر اس کو اپنے روبرو رکھا اور تھوڑا سا پانی اس میں ڈال دیا اور اس میں کلی فرمائی اور کچھ تکلم فرمایا تو پھر آپ نے اپنی چھوٹی انگلی اس میں رکھ دی۔ خدا کی قسم میں نے دیکھا آپ کی تمام انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے۔ جب آپ نے لوگوں کو حکم دیا تو حسب ارشاد لوگوں نے خود بھی پانی پیا اور اپنے جانوروں کو بھی پلایا اور مشکیں بھر لیں یہ دیکھ کر آپ ہنسے یہاں تک کہ آپ کے دندانِ مبارک نظر آئے پھر فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اس کے بندے اور رسول ہیں، جو شخص ان دو باتوں کے ساتھ قیامت کے دن اللہ کو ملے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حدیبیہ میں لوگ پیاس کی شدت سے بہت پریشان تھے، دربار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کیا حضور ہمارے پاس پانی نہیں جس کو پئیں اور وضو کریں سوائے اس پانی کے جو آپ کے پاس ایک لوٹے کے برابر برتن میں ہے پس حضور علیہ السلام نے اپنا دستِ مبارک اس پانی میں رکھ دیا جو آپ کے پاس تھا تو آپ کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے، تمام صحابہ نے پانی پیا اور وضو کیا۔

حضرت زیاد بن حارث فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں طلوع فجر سے پہلے رفع حاجت کے لئے تشریف لے گئے جب واپس تشریف لائے تو فرمایا: تمہارے پاس پانی ہے؟ میں نے عرض کیا بہت تھوڑا ہے جو آپ کے لئے کافی نہیں ہوگا، فرمایا: اس کو ایک برتن میں ڈال کر لے آؤ، فرماتے ہیں میں پانی کا برتن لے آیا تو آپ نے اپنا دست

marfat.com

مبارک اس پانی میں رکھا میں نے دیکھا آپ کی انگلیوں کے بیچ میں سے چشمہ جوش مارنے لگا، آپ نے فرمایا لوگوں کو پکارو جس کو پانی کی حاجت ہو آجائے، میں نے پکارا چنانچہ بہت لوگوں نے پانی لیا میں نے یہ دیکھ کر عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے قبیلہ میں ایک کنواں ہے موسم سرما میں اس کا پانی ہم سب کو کافی ہوتا ہے اور جب موسم گرما آتا ہے تو اس کا پانی کم ہوتا ہے تو ہم لوگ متفرق ہو کر جہاں پانی پاتے ہیں وہاں چلے جاتے ہیں کیونکہ اب ہم مسلمان ہو چکے ہیں اس وجہ سے اطراف کے قبیلے ہمارے دشمن ہو چکے ہیں آپ دعا فرمائیں کہ ہمارے کنوئیں کا پانی کافی ہو جائے اور ہم ایک ہی جگہ رہیں اور متفرق ہونے کی ضرورت نہ رہے تو حضور نے سات سات کنکریاں منگوائیں اور ان کو اپنے ہاتھ میں لے کر دعا فرمائی اور فرمایا یہ کنکریاں لے جاؤ جب اس کنوئیں پر پہنچو تو اللہ کا نام لے کر ایک ایک کنکری اس میں ڈال دو۔ فرماتے ہیں کہ جب وہ کنکریاں کنوئیں میں ڈالی گئیں تو اس کنوئیں میں اتنا پانی آیا کہ ہم اس کی تہ تک نہ پہنچ سکتے تھے۔(1)

حضرت کعب بن مالک فرماتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ کا چہرہ متغیر پایا، گمان ہے کہ بھوک کے سبب ایسا ہے یہ دیکھ کر وہ اسی وقت گھر گئے اور اپنی بیوی سے فرمایا تیرے پاس کھانے کو کچھ ہے؟ بیوی نے کہا واللہ اس بکری اور کچھ بچے ہوئے آٹے کے سوا اور کچھ نہیں اسی وقت بکری کو ذبح کیا اور فرمایا جلدی جلدی گوشت اور روٹیاں تیار کرو جب کھانا تیار ہو گیا تو ایک بڑے پیالے میں رکھ کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ کھانا حاضر کر دیا، حضور نے فرمایا: اے جابر! اپنی قوم کو جمع کرو پس میں ان کو لے کر آپ کی خدمت میں آیا، آپ نے فرمایا ان سب کی جدا جدا ٹولیاں بنا کر میرے پاس بھیجتے رہو اس طرح وہ کھانے لگے جب ایک ٹولی سیر ہو کر جاتی تو دوسری ٹولی آجاتی یہاں تک کہ سب کھا چکے اور برتن میں جتنا پہلے تھا اتنا ہی سب کے کھانے کے بعد بھی تھا، حضور نے فرمایا کھانا کھاؤ، ہڈی نہ توڑو اور پھر اپنے برتن کے بیچ

1۔ خصائص کبریٰ، جلد 2 صفحہ 61

marfat.com

میں ہڈیوں کو جمع کیا اور ان پر ہاتھ رکھا اور کچھ کلام پڑھا جس کو میں نہ سن سکا۔ ناگاہ وہی بکری کان جھاڑتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی، آپ نے مجھ سے فرمایا: اپنی بکری لے جا، میں اپنی بکری بیوی کے پاس لے آیا، وہ بولی، یہ کیا؟ میں نے کہا واللہ! یہ ہماری ہی بکری ہے جس کو ہم نے ذبح کیا تھا، رسول اللہ کی دعا سے اللہ نے اسے زندہ کر دیا یہ سن کر ان کی بیوی نے کہا کہ میں گواہی دیتی ہوں کہ بے شک وہ اللہ کے رسول ہیں۔

حضرت جابر کے بیٹے زندہ ہو گئے

مولانا عبدالرحمٰن جامی اپنی کتاب ''شواہد النبوۃ'' میں اس واقعہ کو مزید تفصیل سے لکھتے ہیں۔

حضرت جابر نے جب بکری کو ذبح کیا تو اس وقت آپ کے دو چھوٹے چھوٹے بچے بھی وہیں موجود تھے جنہوں نے بکری ذبح ہوتے دیکھا تھا، جب حضرت جابر تشریف لے گئے تو دونوں بچے چھری لے کر چھت پر چلے گئے بڑے لڑکے نے چھوٹے بھائی کو کہا کہ آؤ تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک کروں جیسا کہ ہمارے والد صاحب نے بکری کے ساتھ کیا بڑے بھائی نے چھوٹے بھائی کو باندھا اور حلق پر چھری چلا دی اور نادانی سے اس کو ذبح کر دیا اور اس کا سر جدا کر دیا پھر اس کو اٹھایا جوں ہی جابر کی بیوی نے یہ منظر دیکھا تو اس کے پیچھے اوپر کو دوڑی وہ ماں کے خوف سے چھت سے گرا اور مر گیا۔ حضرت جابر کی بیوی نے چیخ و پکار نہ کی اور نہ واویلا کیا تا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پریشانی نہ ہو اور دعوت بے تکلف نہ ہو جائے نہایت صبر و استقلال سے دونوں فرزندوں کو اندر لا کر ان پر کپڑا ڈال دیا اور کسی کو ان کے حال کی خبر نہ کی یہاں تک کہ حضرت جابر کو بھی نہ بتایا گیا اگرچہ دل صدمے سے خون کے آنسو رو رہا تھا مگر باوجود اس کے چہرے کو شگفتہ رکھا اور کھانا پکایا۔ حضور علیہ السلام تشریف لے آئے کھانا آپ کے سامنے رکھا گیا اس وقت حضرت جبریل تشریف لائے اور آ کر کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جابر سے کہو کہ اپنے فرزندوں کو بلائے تا کہ وہ بھی آپ کے ساتھ کھانا کھانے کا شرف حاصل کریں، حضور علیہ السلام نے حضرت

marfat.com

جابر سے فرمایا کہ اپنے فرزندوں کو بلاؤ وہ فوراً باہر آئے بیوی سے پوچھا فرزند کہاں ہیں؟ بیوی نے کہا حضور علیہ السلام سے کہو یہاں ہی کہیں غائب ہیں، حضور نے فرمایا اللہ کا فرمان آیا ہے کہ ان کو جلدی بلاؤ، غم کی ماری ہوئی بیوی رو پڑی اور کہا جابر اب میں نہیں لا سکتی، حضرت جابر نے فرمایا: کیا بات ہے روتی کیوں ہو؟ بیوی نے اندر لے جا کر سارا ماجرا سنایا، کپڑا ہٹا کر بچوں کو دکھایا وہ بھی رونے لگے کیونکہ وہ ان کے حال سے بے خبر تھے، حضرت جابر نے دونوں فرزندان کو اٹھا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں رکھ دیا اس وقت گھر سے چیخ و پکار کی آواز آ رہی تھی، اللہ تعالیٰ نے جبریل کو بھیجا اور فرمایا: اے جبریل! میرے محبوب کو کہو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے حبیب! آپ دعا فرمائیں ہم ان کو زندہ کر دیں گے، حضور علیہ السلام نے دعا فرمائی وہ اللہ کے حکم سے اسی وقت زندہ ہو گئے۔(1)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ اپنی بیوی ام سلیم کے پاس آئے اور کہا آج میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنی ہے اس میں بھوک کی وجہ سے ضعف پایا جاتا ہے کیا تمہارے پاس کھانے کو کچھ ہے؟ انہوں نے جو کی چند روٹیاں نکالیں اور مجھے حضور کو بلانے کے لئے بھیجا۔ حضرت انس فرماتے ہیں میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا، حضور نے فرمایا تمہیں ابو طلحہ نے بھیجا ہے؟ میں نے کہا ہاں! آپ نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے تمام صحابہ سے فرمایا: اٹھو! میں نے آگے آ کر ابو طلحہ کو اطلاع دی کہ حضور مع صحابہ تشریف لا رہے ہیں اور ہمارے پاس اتنا کھانا نہیں جو ان سب کو کھلائیں، ان کی بیوی نے کہا کہ اللہ اور رسول ہی اس حالت کو جانتے ہیں۔ حضور علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا: ام سلیم! جو کچھ تمہارے پاس ہے، لے آؤ وہ اپنی چند روٹیاں لے کر حاضر ہو گئیں، حضور نے روٹیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے اور ان پر کپتی سے گھی نچوڑنے کا حکم دیا۔ حضور نے ان ٹکڑوں پر جو اللہ نے چاہا پڑھا پھر دس آدمیوں کو بلانے کا حکم دیا وہ آئے سب سیر ہو کر چلے گئے پھر دس آدمیوں کو بلانے کا حکم دیا وہ آئے سب سیر ہو کر چلے گئے اسی

1۔ شواہد النبوۃ، صفحہ 141

marfat.com

طرح وہ تمام صحابہ جن کی تعداد ستر یا اسی تھی سب شکم سیر ہو کر گئے اس کے بعد آپ نے اور سبھی گھر والوں نے کھانا کھایا پھر بھی بچ گیا جو پڑوسیوں میں تقسیم کر دیا گیا۔(1)

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ احد میں حضرت قتادہ بن نعمان کی آنکھ میں تیر لگا تو آنکھوں کا ڈھیلا باہر نکل کر رخساروں پر آ گیا تو وہ اس کو لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا: صبر کرو تو تمہارے لئے جنت ہے اگر چاہو تو اس کو لوٹا کر تمہارے لئے دعا کروں پھر تم اس میں کمی نہیں پاؤ گے، حضرت قتادہ نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم جنت بے شک ایک جزائے جزیل ہے اور عطائے جلیل ہے لیکن میری عورت جسے میں محبوب رکھتا ہوں مجھے اندیشہ ہے کہ اس حال میں وہ مجھے پسند نہیں کرے گی لہٰذا آپ اسے لوٹا ہی دیجئے اور میرے لئے اللہ سے جنت بھی مانگئے، فرمایا: بہت اچھا! پس آپ نے اپنے دستِ کرم سے اس کو پکڑ کر اس کو اس کی جگہ چشم خانہ میں رکھا اور فرمایا: اے اللہ! اس کو بہت اچھا کر دے تو ان کی وہ آنکھ حسن و جمال اور قوت کے لحاظ سے دوسری آنکھ سے بہت اچھی اور خوبصورت تھی۔(2)

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی شکم سیر ہو کر نہیں کھایا اور نہ ہی کبھی فقر و فاقہ کا کبھی شکوہ کیا یہ فقر و فاقہ اختیاری تھا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غنا سے زیادہ پسند تھا ورنہ آپ کے ہاتھ میں کیا کچھ نہ تھا چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو مکے کی پتھریلی زمین تمہارے لئے سونا بنا دوں، میں نے کہا پروردگار نہیں بلکہ میں یہ چاہتا ہوں کہ ایک دن آسودہ رہوں تو تیرا شکر ادا کروں۔(3)

پھر یہ بھی فرمایا کہ میں ایک دن بھوکا رہوں تو تیری طرف زاری اور عاجزی کروں اور دل و جان سے تجھے یاد کروں اور آسودہ ہوں تو تیرا شکر ادا کروں اور تیری حمد ادا کروں۔(4)

1۔خصائص کبریٰ، جلد 2، صفحہ 46
2۔زرقانی علی المواہب، جلد 5، صفحہ 186
3۔زرقانی، جلد 2، صفحہ 324
4۔ایضاً

marfat.com

حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور علیہ السلام اور جبریل امین مکہ مکرمہ میں کوہِ صفا پر تھے تو حضور نے فرمایا: اے جبریل! مجھے قسم ہے اس ذات اقدس کی جس نے تجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے شام کو آلِ محمد کے پاس ایک مٹھی بھر آٹا اور ایک ہتھیلی ستو بھی نہیں ہوتا، پس فرما ہی رہے تھے کہ آسمان سے ایک سخت آواز آئی، فرمایا: جبریل یہ کیا ہے فرمایا: اسرافیل علیہ السلام کو آپ کے پاس حاضر ہونے کا حکم دیا ہے چنانچہ وہ حاضر ہو گئے فرمایا: آپ ابھی جو کلام فرما رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے سنا اور مجھے آپ کے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں دے کر بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ میں وہ آپ کی خدمت میں پیش کروں اور تہامہ کے پہاڑوں کو زمرد، یاقوت اور سونا چاندی بنا دوں اگر آپ یہ چاہتے ہیں تو میں یہ کام ابھی کرتا ہوں آپ کو اختیار ہے آپ نبی بادشاہ بنیں یا نبی بندے، جبریل نے آپ کی طرف توجہ اختیار کرنے کا اشارہ کیا تو آپ نے تین مرتبہ فرمایا میں نبی بندہ بننا چاہتا ہوں۔(1)

الغرض سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست و بازو و دیگر معجزات کے متعلق بے شمار احادیث اور کثرت سے روایات موجود ہیں۔ اگر ان سب روایات کو جمع کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے کیونکہ جس ہاتھ کو اللہ تعالیٰ اپنا ہاتھ کہے تو اس کی لطافتوں کا کیا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

زانوئے مقدس اور پائے مبارک

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زانوئے مقدس، دونوں مبارک ساقیں اور پائے مبارک پر گوشت تھے اور خوبصورت ایسے کہ کسی انسان کے ایسے نہ تھے، جب آپ چلتے تو قدم مبارک کو قوت اور وقار کے ساتھ اور تواضع سے جیسے اہل ہمت اور شجاعت کا قاعدہ ہے، آپ کی پنڈلیاں لطیف اور نازک تھیں۔(2)

حضرت عبد اللہ بن بریدہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے قدم مبارک سب سے زیادہ حسین تھے اور حضور کے مقدس پاؤں جب پتھر پر آ جاتے تو وہ پتھر آپ کے پاؤں کے

1۔ زرقانی علی المواہب، جلد 4 صفحہ 322 2۔ مشکوٰۃ شریف، صفحہ 518

marfat.com

نیچے نرم ہو جاتے۔

حضرت عبداللہ بن خفاجی فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام جب کبھی ننگے پاؤں پتھروں پر چلتے تو پتھر آپ کے پاؤں مبارک کے نیچے نرم ہو جاتے اور ان میں بعینہٖ نقش قدم مبارک پڑ جاتا چنانچہ ان پتھروں کو تبرکاً محفوظ کیا گیا جو کہ اب بھی موجود ہیں۔ بیت المقدس اور مصر میں سلطان قاتیبائی نے تین ہزار دینار سے ایک پتھر خریدا تھا اور وصیت کی تھی کہ میری قبر کے پاس نصب کیا جائے چنانچہ وہ اب تک وہاں موجود ہے۔

حضرت عمرو بن شعیب فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام ایک دفعہ چچا ابو طالب کے ساتھ ذوالجاز میں تھے یہ مقام عرفہ سے تین میل کے فاصلے پر ہے اور یہاں ہر سال منڈی لگتی ہے، ابو طالب کو پیاس لگی تو انہوں نے حضور سے کہا کہ بھتیجے مجھے پیاس لگی ہے اور میرے پاس پانی نہیں، یہ سن کر حضور سواری سے نیچے اترے تو پاؤں مبارک زمین پر مارا تو زمین سے پانی نکلنے لگا، فرمایا: ہاں! چچا جان پی لو، ابو طالب کہتے ہیں کہ میں نے سیر ہو کر پانی پیا جب پی چکا تو آپ نے اسی جگہ پر پاؤں مبارک رکھ کر دبایا تو پانی بند ہو گیا اور ان ہی مبارک قدموں کی برکت سے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کو شرف حاصل ہوا اور یہی وہ مبارک قدوم میمنت لزوم ہیں جنہیں صحابہ کرام بوسہ دیا کرتے تھے اور یہی وہ پائے مقدس تھے جو مع نعلین مبارک کے پائے خاک کا سرمہ عرش عظیم کے لئے باعث قرار رہا۔

marfat.com

سایہ مبارک

کو ن کہتا ہے کہ سایہ تیرے پیکر کا نہ تھا
میں تو کہتا ہوں جہاں بھر پہ ہے سایہ تیرا

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا
سائے کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا

marfat.com

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے جسدِ اطہر کو کائنات کی ہر شے سے زیادہ لطیف بنایا اور اسے مادی اور عنصری کثافت سے مبرا رکھا اس لئے قرآن پاک نے آپ کو سراپا نور قرار دیا ہے۔ ارشاد ہے: قَدۡ جَآءَکُمۡ مِّنَ اللّٰہِ نُوۡرٌ "تحقیق آ گیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور" اس آیت میں نور سے مراد آپ کی ذات اقدس ہے۔ جس کی تفسیر اور تشریح شروع مضمون میں گذر چکی ہے۔ قرآن پاک نے آپ کے جسدِ اطہر کو سراپا اور سراجاً منیرا قرار دیا ہے تو اس کے بعد اس میں مادی کثافت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ قرآن کریم کی بیان کردہ اس مقدس نورانیت کو ائمہ اسلام نے آپ کے جسدِ اطہر کا سایہ نہ ہونے پر دلیل دی ہے۔

امام ابن سبع آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اِنَّہٗ کَانَ نُوۡرًا فَکَانَ اِذَا یَمۡشِیۡ فِی الشَّمۡسِ اَوِالۡقَمَرِ لَایَنۡظُرَ لَہٗ ظِلٌّ۔ قَالَ بَعۡضُھُمۡ وَیَشۡھَدُ لَہٗ اَللّٰھُمَّ اجۡعَلۡنِیۡ نُوۡرًا فِیۡ دُعَآئِہٖ قَوۡلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ

"یعنی آپ کی ذات اقدس کے سراپا نور ہونے کی وجہ سے سورج اور چاند کی روشنی میں آپ کا سایہ دکھائی نہیں دیتا تھا، بعض محدثین نے فرمایا ہے کہ آپ کا سایہ نہ ہونے کی شہادت حضور کی یہ حدیث بھی فراہم کرتی ہے۔ جس میں آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ دعا کی کہ اللہ مجھے سراپا نور بنادے!"۔

امام المحدثین قاضی عیاض فرماتے ہیں:

لَا ظِلَّ لِشَخۡصِہٖ فِیۡ شَمۡسٍ وَّلَا قَمَرٍ لِاَنَّہٗ کَانَ نُوۡرًا۔ (1)

"آپ کے جسم اقدس کا سایہ اس لئے نہیں تھا کہ آپ سراپا نور تھے"۔

عظیم محدثین میں سے امام زرین رقمطراز ہیں۔ (شفاء شریف)

لَمۡ یَکُنۡ لَہٗ ظِلٌّ فِیۡ شَمۡسٍ وَّلَا قَمَرٍ لِغَلۡبَۃِ الۡاَنۡوَارِ

1۔ شفاء شریف

marfat.com

''یعنی غلبہ انوار کی وجہ سے آپ کے جسم اطہر کا سایہ دھوپ اور چاندی میں دکھاتی نہیں دیتا تھا''۔

صاحب مجمع البحار اس بات کی تصریح یوں کرتے ہیں۔

مِنْ اَسْمَآئِہٖ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) اَلنُّوْرُ قِیْلَ مِنْ خَصَآئِصِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّہٗ یَمْشِیْ فِی الْاَرْضِ فِی الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ لَا یُظْھَرُ لَہٗ ظِلٌّ۔

''یعنی آپ کے اسمائے مبارکہ میں سے ایک نام نور بھی ہے اس لئے آپ کے خصائص میں بیان کیا گیا ہے کہ دھوپ اور چاندی میں آپ کا سایہ نہ ہوتا تھا''۔

امام خفاجی شرح شفا میں محدث امام ابن سبع کے قول:

لَا ظِلَّ لِشَخْصِہٖ اَیْ جَسَدِہِ الشَّرِیْفَ اِنَّہٗ کَانَ فِیْ شَمْسٍ وَّلَا قَمَرٍ مَا تَرٰی فِیْہِ الظِّلَالُ لِحِجَابِ الْاَجْسَامِ ضَوْءَ عمری لِنَیِّرَیْنِ وَنَحْوِھَا

''یعنی آپ کے مقدس جسم لطیف کا سایہ دھوپ اور چاندی میں نہیں ہوا کرتا تھا کیونکہ اس وجہ سے سایہ دکھائی دیتا ہے کہ اجسام کثیف چاند اور سورج کے لئے حجاب اور رکاوٹ ہوتے ہیں۔ آپ کا جسم اطہر کثیف نہیں بلکہ لطیف ہے''۔

امام ابن سبع نے عدم سایہ پر آپ کے سراپا نور ہونے کی دلیل بنایا ہے اور واقعہ یہ ہے انوار لطیف اور شفاف ہونے کی وجہ سے دوسرے کے لئے رکاوٹ و حاجب نہیں ہوتے اس لئے انوار کا سایہ نہیں ہوتا۔(1)

آپ کی ذات اقدس سراپا نور تھی اس لئے سایہ نہ ہونا عجیب بات نہ تھی کیونکہ نور کا سایہ واقعۃً نہیں ہوتا مگر آپ جب عالم شہادت میں انسانیت کی بھلائی کے لئے لباس بشریت میں تشریف لائے اس لباس کے باوجود آپ کا سایہ پیدا نہ فرمایا اس کی واضح وجہ تو یہ ہے کہ

1۔ شفا شریف کی شرح نسیم الریاض، جلد 2، صفحہ 252

marfat.com

آپ کی مبارک بشریت بھی نور سے مغلوب تھی اس لئے قرآن حکیم نے آپ کی دونوں شانیں بیان کر دیں۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰی ؕ کی تفسیر اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ آپ کے درجات میں جو بلندی عطا فرمائے گا ان میں ایک یہ ہے۔

اول تا آنکہ بشریت ترا اصلاً وجود نماند وغلبہ نور حق بر تو علیٰ سبیل الدوام حاصل شود

''یعنی آپ میں بشریت کا وجود بالکل نہ رہے گا اور نور حق کا غلبہ دائمی طور پر حاصل ہو جائے گا''۔(1)

امام ابن حجر مکی فضل القریٰ میں فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نور خالص ہونے کی تائید اس بات سے ہوتی ہے کہ جب حضور علیہ السلام سورج یا چاند کی روشنی میں چلتے تو آپ کا سایہ ظاہر نہ ہوتا کیونکہ سایہ صرف اور صرف جسم کثیف کا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کو تمام جسمانی کثافتوں سے خالص کر کے ایسا نور محض بنا دیا تھا جس کا سایہ اصلاً ظاہر نہ ہو۔

مولوی رشید احمد گنگوہی آپ کی بشریت کو نور قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

آپ کی ذات مبارکہ اولاد آدم سے ہے لیکن آپ نے اپنی ذات کو اس طرح معطر فرما دیا کہ اب آپ سراپا نور قرار پائے اور تواتر سے ثابت ہوا ہے کہ حضور علیہ السلام سایہ نہ رکھتے تھے اور ظاہر ہے کہ نور کے سوا تمام اجسام سایہ رکھتے ہیں۔(2)

سایہ اور عدم سایہ پر بحث

سایہ اور عدم سایہ پر علمائے کرام نے بہت کچھ لکھا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ سایہ کتنے قسم کا ہے؟ سایہ دو قسم کا ہے۔ ایک ہے ''ظل'' اور دوسرا ''فی'' ظل وہ سایہ ہے جو سورج طلوع

1۔ تفسیر عزیزی، صفحہ 217   2۔ امداد السلوک، صفحہ 85

marfat.com

ہونے سے زوال تک ہو اور ''فی'' وہ سایہ ہے جو زوال سے لے کر سورج غروب تک ہو۔ نصف النہار کا وقت درمیان کا ہوتا ہے اس لئے اس وقت نہ ''ظل'' ہوتا ہے اور نہ ''فی'' بلکہ چلنے والے کا سایہ اس کے پاؤں پر پڑتا ہے جو پامال کرتا ہوا چلتا ہے اور گرمی کے دنوں میں کسی جانب جھکے ہوئے سائے کا وجود ہی نہیں ہوتا لہٰذا ممکن ہی نہیں کہ آنے والے جسم سے پہلے اس کا سایہ نظر آئے۔

آپ کے جسم اطہر کی لطافت

آپ کے جسم اطہر کی لطافت کے متعلق سطور میں بیان ہو چکا ہے کہ آپ سراپا نور تھے لیکن لوگوں کی سہولت اور رہنمائی کے لئے لباس بشریت میں تشریف لائے لیکن اس بشریت مبارکہ پر بھی نور کا غلبہ تھا، اس غلبہ کا اظہار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد عالی سے ہوتا ہے جس میں آپ نے فرمایا کہ انبیاء علیھم السلام کے اجسام اہل جنت کی ارواح کی مانند بنائے گئے ہیں۔ ارواح اہل جنت کا لطیف تر اشیاء میں شامل ہونا ضروری ہے کہ جب انبیاء علیہم السلام کے اجسام مقدسہ کا مقام ان ارواح سے بلند ہے تو انبیاء کی ارواح کا کیا مقام ہوگا؟

انبیاء علیہم السلام کے مقدس اجسام کی لطافت

مذکورہ روایات میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیاء علیہم السلام کے مقدس اجسام کی لطافت کا ذکر بھی فرمایا ہے کہ ان کے اجسام بمنزل اہل جنت کے ارواح کے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان مبارک ہستیوں کے اجسام میں کثافت نہیں رکھی بلکہ ان کے اجسام کو لطیف اشیاء سے بھی لطیف تر بنا دیا ہے حتیٰ کہ ان کے جسم کا نہ سایہ ہوتا تھا اور نہ ہی ان کا خون اور نہ ہی ان کا بول و براز ناپاک۔ انسان کا سایہ دار اور ناپاک ہونا ہی کثافت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ جو لوگ انبیاء علیہم السلام کی مثلیت کا دعویٰ کرتے ہیں انہیں غور کرنا چاہیے کہ ہم سراپا کثافت ہیں کس طرح لطیف تر جسم کے مثل ہو سکتے ہیں۔

marfat.com

اولیائے کرام کے وجود مثل ارواح کے ہوتے ہیں

حضور علیہ السلام کے فیضان سے یہ نعمت آپ کی امت کے اولیائے کرام کو بھی ان کے حسب حال نصیب ہوتی ہے۔

عارف باللہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی بعض اولیائے کرام کے حوالے سے بیان کرتے ہیں۔

اَرْوَاحُنَا اَجْسَادُنَا: اَجْسَادُنَا اَرْوَاحُنَا۔ یعنی

ارواح ما کارِ اجساد می کنندو گا ہے اجساداز غایت لطافت برنگ ارواح می برآید۔ وحی گویند کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سایہ نبود(1)

"یعنی ہمارے ارواح اجسام ہیں اور ہمارے اجسام ارواح ہیں جس کا معنی یہ ہے کہ ہمارے ارواح بمنزل اجسام کے کام کرتے ہیں اور کبھی اجسام انتہائی لطافت کی وجہ سے ارواح کی صورت اختیار کرتے ہیں اور چونکہ رسالت مآب ﷺ کا جسم مبارک ہر ایک شے سے لطیف تر ہے لہٰذا آپ کے جسم کا سایہ نہ تھا"۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی نے آپ کے جسم اطہر کے سایہ نہ ہونے کی توجیہ یوں بیان کی ہے۔

اورا یعنی صلی اللہ علیہ وسلم سایہ نبود در عالم شہادت سایہ ہر شخص از شخص لطیف تراست چوں لطیف ترازوے صلی اللہ علیہ وسلم در عالم نبا شدا ورا سایہ چہ صورت دارد

"یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس شہادت میں سایہ نہ تھا کیونکہ ہر شخص کا سایہ اس سے لطیف تر ہوا ہے اور آپ سے بڑھ کر کائنات کی کوئی شے لطیف نہیں اس لئے

1۔ تذکرۃ الموتی قبور، صفحہ 21

marfat.com

آپ کا سایہ کیسے ہوسکتا ہے؟''۔(1)

شاہ محمد عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

نہ بود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را سایہ نہ در آفتاب نہ در قمر(2)

بعض حضرات حدیث ذکوان کو مرسل قرار دیتے ہیں اور اسے قابل استدلال نہیں مانتے حالانکہ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ عدم سایہ کے بارے میں فقط حدیث ذکوان ہی نہیں بلکہ دیگر روایات بھی ہیں ان میں ایک ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جو متصل ہے امام زرقانی نے اسی طرف اشارہ کیا ہے کہ

وَهُوَ مُرْسَلٌ. لٰكِنْ مَرْوِيٌّ. اِبْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ جَوْزِيٍّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لَمْ يَكُنْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظِلٌّ(3)

سایہ نہ ہونے کی حکمت

شاہ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ذوق کے مطابق توجیہ پیش کرتے ہیں کہ اگر آپ کا سایہ مبارک ہوتا تو ممکن تھا کہ زمین کے کسی ناپاک حصے پر واقع ہو جاتا اور اللہ تعالیٰ کو یہ پسند نہ تھا۔(4)

امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ سایہ نہ ہونے کی حکمت بیان کرتے ہیں۔

یہ آپ کی تکریم کی وجہ سے تھا کہ کہیں آپ کے سایہ پر کسی کافر کا پاؤں نہ آ جاتے۔(5)

حکیم ترمذی بھی حضرت ذکوان تابعی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں۔ کہ لَمْ يُرىٰ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظِلٌّ فِيْ شَمْسٍ وَّلَا قَمَرٍ یعنی سورج کی روشنی اور چاند کی چاندنی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ دکھائی نہیں دیتا تھا۔(6)

امام ابن سبع آپ کی خصوصیات مبارکہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

1۔ پیکر جمال، صفحہ 155
2۔ مدارج النبوۃ، صفحہ 66
3۔ زرقانی، جلد 4، صفحہ 23
4۔ مدارج النبوۃ، جلد 2، صفحہ 123
5۔ زرقانی علی المواہب،
6۔ خصائص کبریٰ، جلد 1، صفحہ 61

marfat.com

اِنَّہٗ ظِلَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَقَعُ عَلَی الْاَرْضِ وَاِنَّہٗ کَانَ نُوْرًا۔ کَانَ اِذَا یَمْشِیْ اَوِالشَّمْسِ اَوِ الْقَمَرَ لَا یُظْھَرُ لَہٗ ظِلٌّ

''یعنی آپ کا سایہ مبارک زمین پر نہیں پڑتا تھا یقیناً آپ سراپا نور تھے اور آپ کا سایہ دھوپ یا چاندنی میں چلتے ہوئے نظر نہیں آتا تھا''۔

قاضی عیاض لکھتے ہیں۔

لَا ظِلَّ لِشَخْصِہٖ فِی الشَّمْسِ وَ لَا فِی الْقَمَرِ لِاَنَّہٗ کَانَ نُوْرًا۔

''یعنی آپ سراپا نور ہونے کی وجہ سے دھوپ اور چاندنی میں آپ کے جسم کا سایہ نہ تھا''۔

امام قسطلانی فرماتے ہیں:

لَمْ یَکُنْ لَہٗ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) ظِلٌّ فِیْ شَمْسٍ وَّلَا قَمَرٍ۔

یعنی شمس اور قمر میں آپ کا سایہ نہ تھا۔(1)

امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں:

وَلَمْ یَقَعْ لَہٗ ظِلٌّ عَلَی الْاَرْضِ وَلَارُاٸِیَ فِی الشَّمْسِ اَوِ الْقَمَرِ

یعنی حضور کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا نہ دھوپ میں نہ چاندنی میں۔(2)

علامہ حسین محمد ویاد بکری فرماتے ہیں:

وَلَمْ یَقَعَ ظِلَّہٗ عَلَی الْاَرْضِ وَلَا رُاٸِیَ ظِلٌّ فِی الشَّمْسِ وَلَا فِی الْقَمَرِ

''یعنی زمین پر آپ کا سایہ نہیں پڑتا تھا نہ دھوپ میں نہ چاندنی میں''۔

علامہ سلیمان جمل فرماتے ہیں:

لَمْ یَقَعَ لَہٗ ظِلٌّ لِیُظْھَرَ فِیْ شَمْسٍ وَّلَا قَمَرٍ

''یعنی آپ کا سایہ نہ دھوپ میں نہ چاندنی میں''۔

1۔ شفاء شریف، جلد 1، صفحہ 523 2۔ کتاب الخمیس فی احوال انفس نفیس

marfat.com

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا — عَلٰى حَبِيْبِکَ خَيْرِالْخَلْقِ کُلِّهِم

تو غنی ازہر دو عالم من فقیر — روز محشر عذر ہائے من پذیر

در حسابم را تو بینی نا گزیر — ازنگاہ مصطفیٰ پنہاں پذیر

بے پایاں چوں رسد ایں عالم پیر — شود بے پردہ ہر پوشیدہ تقدیر

مکن رسوا حضور خواجہ مارا — حسابِ من زِ چشمِ اونہاں گیر

marfat.com

پسینہ مبارک

گذرے جس راہ سے وہ سیدوالا ہو کر
ہو گئی ساری زمین عنبر سارا ہو کر

marfat.com

آپ کے جسم مبارک کا پسینہ نہایت ہی خوشبو دار تھا چونکہ آپ کا جسم مبارک انتہائی لطیف تھا اس لئے آپ کے جسم پر پسینہ کی وجہ سے کپڑا میلا بھی نہیں ہوتا تھا۔(1)

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں۔

پسینے کے قطرے آپ کے جسم انور پر موتیوں کی طرح دکھائی دیتے تھے جو کستوری سے بڑھ کر خوشبودار تھے۔(2)

سیدنا فاروق اعظم فرماتے ہیں:

میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ کے پسینے کی خوشبو کستوری سے بڑھ کر تھی، آپ جیسا نہ کوئی پہلے گذرا ہے اور نہ بعد میں آئے گا''۔(3)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کے پسینے کو عطر اور کستوری سے بڑھ کر خوشبودار پایا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ آپ کے پسینے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: آپ کے چہرۂ اقدس پر پسینے کے قطرے خوبصورت موتیوں کی طرح دکھائی دیتے تھے اور اس کی خوشبو عمدہ کستوری سے بڑھ کر تھی۔(4)

حضرت حبیب بن عروہ سے مروی ہے کہ مجھے قبیلہ حرش کے ایک شخص نے کہا کہ جناب حضور علیہ السلام نے حضرت ماعز کو رجم فرمایا تو میں اپنے بزرگوں کے ساتھ وہاں موجود تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین سے پتھر اٹھا کر مارا مجھ پر خوف طاری ہو گیا تو حضور علیہ السلام نے مجھے اپنے بغل میں لے لیا آپ کی مبارک بغل سے خوبصورت موتیوں کی طرح پسینے کے قطرے گرے جس کی مہک کستوری سے بڑھ کر تھی۔(5)

بہت سے صحابہ اور صحابیات سے منقول ہے کہ حضور علیہ السلام کے مبارک پسینے کو شیشیوں میں محفوظ کر لیتے اور اسے بطور عطر استعمال کرتے۔

1۔ابن سعد، ابن عساکر

2۔الوفا، جلد 2، صفحہ 408

3۔ابن عساکر، جلد 1، صفحہ 317

4۔سبل الہدیٰ، جلد 2، صفحہ 115

5۔الوفا، جلد 2، صفحہ 405

marfat.com

مسلم شریف میں حضرت انس سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام کبھی کبھی ہمارے ہاں قیلولہ فرمایا کرتے ایک دن میری والدہ گھر سے باہر گئی ہوئی تھیں بعد میں آپ تشریف لائے اور قیلولہ فرمایا، انہیں اطلاع ملی کہ آپ کے ہاں محبوب خدا ٹھہرے ہوئے ہیں اور وہ استراحت فرما رہے ہیں، وہ جلدی گھر پہنچیں تو دیکھا واقعۃً آپ قیلولہ فرما رہے ہیں اور آپ کے جسم اطہر سے پسینے کے قطرے بستر پر گر رہے ہیں، میری والدہ نے ایک شیشی لے کر اس میں آپ کے پسینے کو جمع کرنا شروع کر دیا تو آپ بیدار ہو گئے اور ام سلیم سے مخاطب ہو کر فرمایا یہ کیا کر رہی ہو؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ آپ کا پسینہ مبارک تمام خوشبوؤں سے بڑھ کر خوشبودار ہوتا ہے اس لئے جمع کر رہی ہوں کہ ہم اپنے بچوں کو برکت کے لئے لگائیں گے تو آپ نے فرمایا: تو نے درست کہا۔(1)

یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ آپ کے جسم اطہر کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ آپ کے بعد کسی دور میں کسی کو حاصل نہیں ہوا بلکہ آپ کا مبارک جسم ولادت کے وقت سے معطر تھا۔

آپ کے جسم اطہر کے جملہ اعزازات میں سے ایک اعزاز یہ بھی ہے کہ وہ خوشبودار تھا آپ اگرچہ خوشبو استعمال فرماتے رہتے تھے لیکن خوشبو کی محتاجی نہ تھی آپ کے جسم اطہر کی خوشبو اتنی نفیس اور دلربا تھی کہ کوئی خوشبو اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔

امام ابونعیم اور خطیب نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کائنات میں ظہور ہوا میں نے زیارت کی تو میں نے آپ کے جسدِ اطہر کو چودہویں رات کے چاند کی طرح پایا جس طرح تر و تازہ کستوری کی خوشبو کے حلے چھوٹ رہے تھے۔(2)

آپ کی رضاعی والدہ حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ میں جب آپ کو لے کر اپنے دیہات میں داخل ہوئی تو قبیلہ کے تمام گھروں میں کستوری کی خوشبو آنے لگی، لوگوں کے دلوں میں آپ کی محبت اس قدر پیدا ہوگئی کہ اگر ان میں سے کوئی بیمار ہو جاتا تو آپ کے دست اقدس

1۔ مسلم شریف، جلد 2، صفحہ 257 2۔ زرقانی علی المواہب، جلد 4، صفحہ 224

marfat.com

کو پکڑ کر اپنے جسم پر لگا تا تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے فی الفور صحت مند ہو جاتا اسی طرح اگر ان کا کوئی یا بکری بیمار ہو جاتی تو آپ کے دست اقدس کو اس کے جسم پر لگاتے جس سے وہ تندرست ہو جاتا۔

علامہ قاضی سلیمان منصور پوری اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔

کہ حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نعل مبارک کو پیوند لگا رہے تھے اور میں چرخہ کات رہی تھی میں نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی پر پسینہ آ رہا ہے اور پسینے کے اندر ایک نور ہے وہ ابھرتا اور بڑھ رہا ہے یہ ایسا نظارہ تھا کہ میں سراپا حیرت بن گئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر مبارک مجھ پر پڑی، فرمایا: عائشہ حیران ہو رہی ہو اس کی کیا وجہ ہے؟ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں نے دیکھا حضور کی پیشانی مبارک پر پسینہ ہے اور پسینے کے اندر ایک چمکتا دمکتا نور ہے اس نظارے نے مجھے سراپا چشم کر دیا ہے۔ اگر ابو بکر ہذلی اس نظارے کو دیکھ پاتا تو اسے معلوم ہو جاتا کہ اس کے اشعار کے صحیح مصداق حضور ہی ہو سکتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے شعر کیا ہیں؟ تو میں نے یہ شعر پڑھ کر سنائے۔

ومبری من کل غیر حیفته وفساد مرضعته وداء معضل

واذا نظرت الی السرة وجهه برقت کبرالعارض للعلل

"یعنی وہ ولادت اور رضاعت کی آلودگیوں سے مبرا ہیں، ان کے درخشاں چہرے پر نظر کرو تو معلوم ہوگا کہ نورانی اور روشن برق جلوہ دے رہی ہے"۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں جو کچھ تھا اسے رکھ دیا پھر عائشہ صدیقہ کی پیشانی کو چوما اور زبان مبارک سے فرمایا: فَاسَرَّرْتُ كَسُرُوْرِیْ مِنْکَ۔ یعنی جو سرور مجھے تیرے کلام سے ہوا اس قدر سرور تجھے میرے نظارے سے نہ ہوا ہوگا۔ (1)

1۔ رحمۃ للعالمین، جلد 2، صفحہ 185۔ خصائص کبریٰ، جلد 1، صفحہ 121

marfat.com

حضور کا پسینہ اور گلاب کا پھول

حضور کا پسینہ: بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ حضور کے پسینہ مبارک سے گلاب کا پھول پیدا ہوا ہے۔ ایک اور جگہ مروی ہے آپ نے فرمایا: گل سفید یعنی چنبیلی میرے پسینے سے شب معراج میں پیدا ہوئی۔ گل سرخ یعنی گلاب جبریل کے پسینے سے۔ نیز فرمایا: معراج کی واپسی پر میرے پسینے کا قطرہ زمین پر گرا تو اس سے گلاب کی روئیدگی پیدا ہوئی، جو میری خوشبو سونگھنا چاہے وہ گلاب کو سونگھے۔

ایک اور روایت میں آیا ہے جب میرے پسینے کا قطرہ زمین پر گرا تو زمین ہنسی، گلاب کے پھول کو اُگایا۔ لیکن محدثین ان حدیثوں کو اپنی اپنی اصطلاحوں کے مطابق جو وہ رکھتے ہیں کلام کرتے ہیں۔

مواہب لدنیہ میں ابوالفرح مہرورنی سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ ان حدیثوں میں جو کچھ آیا ہے وہ نبی مختار کے دریائے فضل وکرم کا ایک قطرہ اور ان کثرت سے بہت تھوڑا ہے جس سے پروردگار نے اپنے حبیب مکرم کو عطا فرمایا۔ محدثین کا ان میں کلام کرنا اپنی اپنی اصلاحات اور وضاحت کے مطابق ہے۔

علمائے فقہا نے لکھا ہے کہ روزے کی حالت میں کسی چیز کا ناک کے ساتھ لگا کر سونگھنا مفسد صوم ہے لیکن گلاب کا پھول سونگھنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (1) (مصنف)

ابوطالب اور جسم اطہر کی خوشبو

امام فخر الدین رازی ابوطالب کے حوالے سے بیان کرتے ہیں۔

آپ نے اپنے بھائی عباس کو کہا کہ میں آپ کو وہ بات نہ بتاؤں جو میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں دیکھی ہے۔

حضرت عباس نے فرمایا کہ ہاں کہو۔ اس پر ابوطالب نے درج ذیل واقعہ بیان کیا۔

کہ جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے ہیں مجھے آپ سے اتنی

1۔ غایۃ الاوطار ترجمہ در مختار، جلد 1، صفحہ 509

marfat.com

محبت ہوگئی ہے کہ میں رات اور دن میں ایک مرتبہ ایک گھڑی بھی ان سے جدا ہونا پسند نہیں کرتا حتیٰ کہ رات کو بھی اپنے پاس سلاتا ہوں، آپ کی عادت مبارک تھی کہ رات کو کپڑے پہن کر سوتے تھے، کپڑے اتار کر سونا ان کو پسند نہیں تھا ایک دن میں نے انہیں کہا کپڑے اتار دیں پھر سوئیں میں نے آپ کے چہرۂ اقدس سے محسوس کیا کہ یہ بات آپ کو پسند نہیں تھی لیکن میری بات کو ٹالنا بھی نہیں چاہتے تھے تو آپ نے فرمایا: چچا! میں کپڑے اتارتا ہوں آپ منہ دوسری طرف کرلیں تا کہ آپ میرے ننگے جسم کو نہ دیکھ سکیں کیونکہ میرے جسم کو اس حال میں دیکھنا کسی کے لئے جائز نہیں، حضرت ابو طالب کہتے ہیں مجھے اس بات پر تعجب ہوا میں نے اپنا منہ دوسری طرف کرلیا۔ کہ یہ کپڑے اتارلیں پس آپ جب کپڑے اتار کر بستر پر لیٹے، میں بھی بستر پر لیٹ گیا، لیکن میں نے دیکھا کہ ہمارے درمیان ایک پردہ حائل ہوگیا ہے جس کی وجہ سے میں آپ کے جسم کو نہ دیکھ سکا دوسری بات یہ میں نے دیکھی کہ آپ کا جسم نہایت نرم و نازک اور اس طرح خوشبودار تھا جیسا کہ کستوری میں ڈوبا ہوا ہے میں نے آپ کے جسم اطہر کو دیکھنے کی کوشش کی مگر نہ دیکھ سکا۔(1)

حضرت انس رضی اللہ عنہ جسم اقدس کی خوشبو کے بارے میں کہتے ہیں۔

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کا رنگ سب سے زیادہ حسین تھا اور اس کی خوشبو سب سے زیادہ نفیس تھی، آپ کے جسم اقدس کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح خوشبودار بنایا تھا کہ جس جگہ یا جس گلی سے آپ کا گذر ہوتا تو وہ خوشبو سے مہک اٹھتی۔ بعد میں گذرنے والا شخص یہ محسوس کرنے لگتا کہ اس راہ سے اللہ تعالیٰ کے محبوب کا گذر ہوا ہے کیونکہ وہ ان راستوں پر ایسی خوشبو پاتا جو آپ کے جسم کا ہی حصہ تھی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ اس کیفیت کا ذکر یوں کرتے ہیں۔ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ کے کسی راستے سے گذر جاتے تو لوگ اس راہ میں ایسی پیاری مہک پاتے کہ پکار اٹھتے کہ ادھر سے ان کے پیارے رسول کا گذر ہوا ہے۔

1۔ تفسیر کبیر، جلد 31، صفحہ 214

marfat.com

امام بخاری تاریخ کبیر میں حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ جس راستے سے گذر جاتے بعد میں آنے والا شخص خوشبو سے محسوس کر لیتا کہ ادھر سے آپ کا گزر ہوا ہے(1)۔اسی کے تحت امام علی محمد البجاوی لکھتے ہیں۔

سامنے سے گزرنے والا اس میں پھیلی ہوئی خوشبو کی وجہ سے محسوس کر لیتا کہ ادھر سے آپ کا گزر ہوا ہے کیونکہ یہ خوشبو آپ کے ساتھ مخصوص تھی۔

یہ بات ذہن نشین رہے کہ یہ مہک اور خوشبو آپ کے جسم اطہر کی تھی نہ کہ استعمال کردہ خوشبو کی کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس خوشبو کے محتاج نہ تھے بلکہ یہ خوشبو آپ کے جسم اطہر کی تھی بلکہ آپ خوشبو نہ بھی استعمال فرماتے تو بھی یہی کیفیت تھی۔

شیخ الاسلام امام نووی لکھتے ہیں۔

کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جن خصوصیات سے نوازا ہے ان میں سے آپ کے جسم اطہر کا خوشبو دار ہونا ضروری ہے۔مہک آپ کے جسم اقدس کے صفات میں سے تھی اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو نہ بھی استعمال فرماتے۔(2)

امام اسحاق بن راہویہ اس بات میں تصریح ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

یہ پیاری مہک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کی تھی نہ کہ اس خوشبو کی جو آپ استعمال فرماتے۔(3)

امام خفاجی رحمۃ اللہ علیہ اسے آپ کی خصوصیت قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو بطور کرامت و معجزہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر میں خِلقۃً اور طبعاً مہک رکھ دی تھی۔(4)

شیخ محقق دہلوی اس صفت کا بیان یوں کرتے ہیں۔

آپ کی مبارک صفات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بغیر خوشبو کے استعمال کے آپ کے

1۔خصائص کبریٰ، جلد 1، صفحہ 67
2۔مسلم شریف، جلد 2، صفحہ 256
3۔سبل الہدیٰ، جلد 2، صفحہ 121
4۔نسیم الریاض، جلد 1، صفحہ 348

marfat.com

جسم اطہر سے ایسی خوشبو آتی جس کا مقابلہ کوئی خوشبو نہیں کر سکتی۔(1)

علامہ احمد عبدالجواد رومی لکھتے ہیں۔

آپ کا جسم اطہر خوشبو کے استعمال کے بغیر بھی خوشبودار تھا لیکن آپ اس کے باوجود پاکیزگی اور لطافت میں اضافہ کے لئے خوشبو استعمال فرماتے۔(2)

شیخ ابراہیم ہجویری فرماتے ہیں:

احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر سے خوشبو کی دل آویز مہک بغیر خوشبو لگائے آتی رہتی۔ ہاں آپ خوشبو کا استعمال فقط اضافہ کرنے کے لئے کرتے۔(3)

مذکورہ بالا جتنی بھی روایات ہیں وہ تمام کی تمام اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ خوشبو ہمیشہ سے آپ کے جسم اطہر کا حصہ تھی۔ حضوصاً سیدہ آمنہ، سیدہ حلیمہ اور ابو طالب کی روایات میں تصریح ہے کہ ولادت کے وقت سے ہی بدن خیر البشر معطر و خوشبودار تھا جس کا تذکرہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا اس طرح کرتی ہیں۔

آپ کی خوشبو تر و تازہ کستوری سے بڑھ کر تھی اور سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ کی برکت کی وجہ سے بنی سعد کے تمام گھروں میں کستوری سے بڑھ کر خوشبو تھی لیکن بعض لوگوں کو حضرت انس سے مروی ایک روایت سے مغالطہ ہوا ہے جس کی وجہ سے انہوں نے یہ قول نقل کیا ہے کہ خوشبو معراج سے پہلے آپ کے جسم کا حصہ نہیں تھی بلکہ واقعہ معراج کے بعد حاصل ہوئی لہٰذا ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ اس روایت کا تفصیلاً ذکر کریں اور یہ واضح کریں کہ وہ روایت ہرگز ہرگز مذکورہ روایت کے منافی نہیں اور نہ ہی اس کا مقصد تھا۔

ابن مردویہ نے حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شب اسریٰ کا دولہا بنایا گیا تو اس کے بعد آپ کے جسم اقدس سے دلہن کی خوشبو کی طرح

1۔ مدارج النبوۃ، جلد 1، صفحہ 241   2۔ شمائل محمدیہ، صفحہ 263

3۔ مواہب اللدنیہ، صفحہ 109

marfat.com

خوشبو آتی تھی بلکہ آپ کی خوشبو دلہن کی خوشبو سے زیادہ نفیس تھی۔(1)

مذکورہ روایات کا مفہوم

اس روایت میں حضرت انس کا مقصد معراج سے پہلے خوشبو کی نفی نہیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ معراج کے بعد آپ کی جسمانی خوشبو میں مزید اضافہ ہوا اور پہلے سے بھی زیادہ عجیب مہک کا حامل ہو گیا۔ یہی وجہ ہے اس کی خوشبو کو بڑھ کر قرار دے رہے ہیں کیونکہ خوشبو کی دوسری خصوصی قسم ہے جسے مخصوص اوقات میں استعمال میں لایا جاتا ہے جیسا کہ مجلہ عروسی کے لئے خصوصی خوشبو دلہنیں استعمال کرتی ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرما رہے ہیں کہ جب ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج میں دولہا بنایا گیا تو اس کے بعد آپ کے جسم اطہر کی خوشبو پہلے سے زیادہ عجیب بنی اس بات کی تصریح مختلف ائمہ دین نے کی ہے۔ امام قسطلانی اس بارے میں تصریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

حضرت انس سے مروی ہے کہ دلالت اس بات پر نہیں کہ آپ کا جسم اطہر معراج کے بعد خوشبودار ہوا بلکہ ان کا مقصد یہ ہے کہ اب آپ کے جسم اقدس کی مہک سے اس طرح اضافہ ہوا کہ اب دلہن کی خوشبو سے بڑھ کر خوشبو محسوس ہوتی کیونکہ دلہن کی خوشبو دوسری خوشبوؤں سے ممتاز ہوتی ہے لہٰذا آپ کا یہ قول ان روایات کے منافی نہیں جس میں یہ موجود ہے کہ آپ کے جسم اقدس میں ولادت کے وقت سے خوشبو تھی۔(2)

علامہ خفاجی بھی حضرت انس سے مروی روایت کو اضافہ پر محمول کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

یہ مسلّم ہے کہ آپ کا جسم اطہر خوشبودار تھا لیکن معراج کے موقعہ پر جب آپ کا گذر ملاء الاعلیٰ سے ہوا اور باری تعالیٰ کے انوار کی فضاؤں نے آپ کے جسم اطہر کو مس کیا تو اب اس کی مہک بھی دکھائی دیتی حالانکہ پہلے بھی آپ کے جسم میں ایسی خوشبو تھی جس کا

1۔ سبل الہدیٰ، جلد 2، صفحہ 121　　2۔ زرقانی علی المواہب، جلد 4، صفحہ 232

marfat.com

مقابلہ دنیا کی کوئی خوشبو نہیں کر سکتی تھی گویا یوں کہا جا سکتا ہے کہ آپ کے جسم میں دو طرح کی خوشبوئیں تھیں ایک تو ذاتی جو ولادت کے وقت سے موجود تھی اور ایک کسبی۔ جو عالم قدس و انوار کا مظہر تھی اور یہ خوشبو بھی پھر آپ کے جسم کا حصہ بن گئی اور یہ خوشبو سب خوشبوؤں سے بڑھ کر تھی۔(1)

ملا علی قاری بات سمیٹتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اے مسلمان! اس بات پر یقین رکھ کہ آپ کا جسم اطہر ہمیشہ سے خوشبودار تھا۔(2)

یہ خوشبو بعد از وصال بھی قائم رہی

انسانی جسم سے جب روح پرواز کر جاتی ہے اس کے بعد وہ بے اختیار ہو جاتا ہے اس کے بعد اس کے جسم کی تر و تازگی بحال نہیں رہتی۔ جسم مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ایک اعجاز ہے کہ وصال کے بعد وہ تر و تازہ رہا بلکہ اس کی وہ مہک بھی اسی طرح قائم رہی جس طرح قبل از وصال تھی۔

"شفا شریف" میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ میں نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا میں نے جب آپ کے جسد اطہر سے خارج ہونے والی کوئی ایسی چیز نہ پائی جو دیگر حضرات سے خارج ہوتی ہے تو میں پکار اٹھا کہ اے اللہ کے محبوب! ظاہری حیات اور بعد از وصال دونوں حالتوں میں آپ پاکیزگی کا منبع ہیں۔(3)

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ جب میں نے آپ کے پیٹ مبارک پر ہاتھ پھیرا تو تمام مدینہ خوشبو سے مہک اٹھا۔

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے وصال کے بعد آپ کے سینہ اقدس پر ہاتھ پھیرا تو بس ہاتھ پھیرنے کی دیر تھی، کھانا بھی کھاتی ہوں، وضو بھی کرتی ہوں، کام کاج بھی کرتی ہوں لیکن میرے ہاتھ سے کستوری کی خوشبو نہیں گئی۔

حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں:

1۔ نسیم الریاض، جلد 1 صفحہ 346 2۔ مجمع الوسائل، جلد 2 صفحہ 2 3۔ الشفاء، جلد 1 صفحہ 89

marfat.com

کہ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ جب آپ کے پیٹ مبارک پر ہاتھ پھیرا تو تمام مدینہ خوشبو سے مہک اٹھا۔(1)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین سے فارغ ہو چکے تو سیدہ عالم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا قبر انور پر حاضر ہوئیں تو۔ ''فَاَخَذَتْ قُبْضَۃً مِنْ تُرَابِ الْقَبْرِ فَوَضَعَتْہُ عَلٰی عَیْنِھَا وَبَکَتْ وَاَنْشَاتْ یعنی تربت مبارک کی خاک اٹھا کر آنکھوں سے لگائی آنسو جاری ہو گئے اور یہ شعر پڑھا

مَاذَا عَلَیَّ شَمَّ تُرْبَۃَ اَحْمَدُ اَنْ لَا یُشَمَّ مَدَی الزَّمَانَ غَوَالِیَا

''جس شخص نے آپ کے تربت مبارک کی خوشبو سونگھی اس کے بعد دنیا میں اور کسی خوشبو کی ضرورت نہیں رہتی''۔

اب تک مہک رہے ہیں مدینے کے راستے

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ آپ جن راستوں سے گذر جاتے وہ آپ کے جسم اطہر کی خوشبو سے مہک اٹھتے تھے۔ اس پر اس سے بڑھ کر کیا شہادت ہو سکتی ہے کہ آج چودہ سو سال گذر جانے کے باوجود مدینہ طیبہ کی سرزمین اور آب و ہوا اسی راحت جان خوشبو سے معطر ہے اور اب بھی مدینہ پاک کے سبزہ زار اور درودیوار سے ایسی دل آویز مہک اٹھتی محسوس ہوتی ہے جو عاشقانِ رسول کے مشام دل و جان کے لئے کیف و سرور کا سامان ہے۔

اور یاقوت حموی لکھتے ہیں۔

مدینہ پاک کی خصوصیات میں سے ایک یہ ہے کہ اس کی آب و ہوا خوشبودار ہے اور وہاں کے عطر میں ایسی مہک ہوتی ہے جو اس کے علاوہ کہیں نہیں ہوتی۔(2)

شیخ محقق دہلوی فرماتے ہیں:

اب بھی مدینہ پاک کے درودیوار خوشبوؤں سے رچے بسے ہوئے ہیں اور اہلِ محبت شامہ محبت کے ذریعے ان سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔(3)

1۔ خصائص کبریٰ، جلد 1، صفحہ 66 2۔ معجم البلدان، جلد 5، صفحہ 17

3۔ مدارج النبوۃ، جلد 1، صفحہ 24

marfat.com

امام عبداللہ عطار مدینہ پاک کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

بِطِيْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ طَابَ نَسِيْمُهَا. فَمَا الْمِسْكُ وَالْكَافُوْرُ وَصَنْدَلُ الرَّطْبِ

یعنی مدینے پاک کی آب و ہوا میں حضور علیہ السلام کی خوشبو سے ایسی مہک اٹھتی ہے اب اس کے مقابلے میں کستوری، کافور اور صندل کی کوئی حیثیت نہیں۔

امام ابن بطال مدینہ منورہ کے درودیوار کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

جس کو مدینہ منورہ کی حاضری نصیب ہوگئی وہ اس شہر پاک کی مٹی اور درودیوار میں ایک دل آویز مہک اور خوشبو پائے گا۔(1)

امام الاشبیلی بیان کرتے ہیں۔

مدینے پاک کی مٹی میں ایک خصوصی مہک ہے جو کسی اور خوشبو میں نہیں بلکہ یہ عجائبات میں سے ہے۔(2)

امام نورالدین سمہودی مدینہ پاک کے نام طیبہ کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

یہ لفظ طیب (خوشبو) سے مشتق ہے اس شہر کے تمام ذرات اور اس کی آب و ہوا میں مہک کی وجہ سے اس کا نام طیبہ رکھا گیا۔

امام محمد بن یوسف الصالحی بیان کرتے ہیں۔

مدینہ پاک کے قیام پذیر لوگ مدینہ کی مبارک خاک اور درودیوار سے ایسی مہک محسوس کرتے ہیں جو کسی اور خوشبو میں نہیں ہوسکتی۔

شیخ محقق دہلوی فرماتے ہیں:

شہر مدینہ کے لوگ اور اس کی مٹی اور درودیوار سے ایسی خوشبو پاتے ہیں جس کا مقابلہ کوئی اور خوشبو نہیں کرسکتی۔

خاک طیبہ از دو عالم خوشتر است   آں خنک شہرے کہ آنجا دلبر است

1۔ وفاء الوفاء، جلد 1، صفحہ 87   2۔ وفاء الوفاء، جلد 1، صفحہ 17

marfat.com

جسم اطہر کے پسینے میں خوشبو

آپ کے مبارک جسم کا پسینہ نہایت ہی خوشبودار تھا کیونکہ آپ کا جسم مبارک کثیف نہ تھا بلکہ نطیف تھا اس لئے آپ کے بدن مبارک پر پسینہ کی وجہ سے کپڑا میلا نہ ہوتا تھا۔

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں:

پسینے کے قطرے آپ کے چہرۂ اقدس پر موتیوں کی طرح دکھائی دیتے تھے جو کستوری سے بڑھ کر خوشبودار تھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے آپ کے پسینے کو ہر عطر اور کستوری سے بڑھ کر پایا۔

محبوب کے پسینے سے کفن معطر کرنا

بخاری شریف کی حدیث میں یہ اضافہ ہے حضرت انس نے وصیت کی تھی کہ میرے وصال کے بعد جب میرے کفن اور میت کو خوشبو لگاؤ تو میرے آقا کے پسینے مبارک کو اس میں شامل کرنا۔(1)

خوشبو والوں کا گھر

طبرانی نے ابویعلیٰ اور ابن عدی نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میری بیٹی کی شادی ہونے والی ہے لیکن میرے پاس اسے دینے کے لئے کچھ نہیں، نہ ہی خوشبو ہے، آپ اس سلسلے میں میری مدد فرمائیں، آپ نے فرمایا: ایک کھلے منہ والی شیشی اور ایک لکڑی کا کوئی ٹکڑا لے آؤ، وہ شخص حسبِ ارشاد گرامی شیشی اور لکڑی لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے اس لکڑی کی مدد سے اپنی مبارک کلائی کا پسینہ اس شیشی میں جمع کیا حتیٰ کہ وہ بھر گئی آپ نے فرمایا اسے لے جاؤ اور بیٹی سے کہو کہ اسے بطور خوشبو استعمال کرے وہ

1۔ مسلم شریف، جلد 2، صفحہ 257

marfat.com

شخص آپ کا پسینہ مبارک گھر لے گیا اور اس کے گھر والوں نے بطور خوشبو استعمال کیا تو ان کا گھر خوشبو سے مہک اٹھا، اس کی خوشبو اس کے گھر تک محدود نہیں رہی بلکہ دیگر اہل مدینہ بھی اس خوشبو کو محسوس کرتے، اسی وجہ سے اہل مدینہ اس گھر کو "بیت الطیبین یعنی خوشبو والوں کا گھر" کے نام سے یاد کرتے۔

پسینہ مبارک کی خوشبو نسل در نسل

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم استراحت فرما تھے، آپ کی جبیں مبارک پر خوبصورت موتیوں کی طرح پسینے کے قطرے ہویدا تھے، میں نے ان میں سے کچھ قطرے شیشی میں جمع کر کے محفوظ کر لئے۔ اتفاقاً ان دنوں میری ایک ملنے والی خاتون کی بیٹی کی شادی ہوئی میں نے اس شیشی میں سے پسینہ مبارک کے چند قطرے اس خاتون کو بطور تحفہ دیئے، اس خاتون نے بطور خوشبو استعمال کرتے ہوئے اپنی بیٹی کو لگایا اس پسینہ مبارک کی برکت سے لڑکی کے اس عضو سے بہت خوشبو آتی تھی جس پر پسینہ مبارک لگایا گیا تھا یعنی یہ خوشبو ساری عمر باقی رہی، اس کے بعد اس کے ہاں لڑکی ہوئی اس سے بھی وہی خوشبو آیا کرتی یہاں تک کہ اس لڑکی کی نسل میں جو بچہ بھی پیدا ہوتا اس سے بھی وہی مہک اور خوشبو آیا کرتی اور گھر والوں کو اہل مدینہ مع اس خاتون کے بیت العطارین یعنی خوشبو والوں کا گھر" کہہ کر پکارتے۔

شیخ محقق دہلوی اس بات کا تذکرہ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

که در بعضے روایات آمده است که مردے بول آنحضرت صلی الله علیه وسلم راخورده بود پس بوئے خوش می دمیدندازوے وازاولاد چند پشت

"یعنی بعض روایات میں آیا ہے کہ ایک آدمی نے بول مبارک پی لیا جہاں خود اس کے جسم میں خوشبو آتی وہاں اس کی اولاد میں پشت در پشت چلتی رہی"۔(1)

1۔ شرح شفاء، جلد 1، صفحہ 161

marfat.com

حضور اقدس کا جسم اطہر نور علیٰ نور ہونے کی وجہ سے خوشبو کا مرکز اور منبع تھا یہی وجہ ہے کہ آپ کے جسم کے ہر حصے سے خوشبو آتی تھی حتیٰ کہ آپ کے خون مبارک میں بھی عجیب قسم کی خوشبو تھی۔

خون اقدس میں خوشبو

امام حاکم، بزاز اور طبرانی نے بیان کیا ہے کہ ایک موقعہ پر آپ نے پچھنے لگوائے ان کی وجہ سے جو خون برتن میں جمع ہوا آپ نے عبداللہ بن زبیر کو حکم دیا کہ اس کو باہر کہیں دفن کر آؤ حضرت عبداللہ بن زبیر جب خون لے کر باہر آئے تو سوچا اسے کہاں دفن کروں اچانک خیال آیا کہ آج بطور تبرک پی لیا جائے کیونکہ ایسا موقعہ شائد دوبارہ نہ آئے یہ سوچ کر آپ نے وہ خون مبارک پی لیا۔ ''فَبَلَغَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَعَلَہٗ فَقَالَ اَمَّا اَنَّہٗ لَا تُصِیْبُہُ النَّارُ یعنی رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس واقعہ کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا: عبداللہ بن زبیر کے جسم کو آگ نہیں جلاسکتی''۔(1)

خون اقدس شہد سے میٹھا

مشہور تابعی امام شعبی بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن زبیر سے لوگوں نے پوچھا۔ بتایئے آپ کے خون کا ذائقہ کیسا تھا؟ تو آپ نے فرمایا: ''اَمَّا الطَّعْمُ فَعَمِلَ الْعَسَلَ وَاَمَّا الرَّائِحَۃُ فَرَأَیْتُ الْمِسْکَ۔ یعنی ذائقہ شہد کی طرح میٹھا اور اس کی خوشبو کستوری سے بڑھ کر تھی''۔

آخری دم تک منہ سے خوشبو آتی رہی

امام قسطلانی کتاب ''الجواہر المکنون فی ذکر القبائل والبطون'' کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

جب سے عبداللہ بن زبیر نے آپ کا خون مبارک نوش کیا اسی دن سے ان کے منہ سے کستوری سے بڑھ کر خوشبو آتی تھی، وہ خوشبو ان کے منہ میں اس دن تک رہی جب ان کو سولی پر چڑھا کر شہید کیا گیا، آپ کا جسم اقدس اس طرح خوشبودار تھا کہ کسی بھی شخص کا جسم

1۔ الشفاء، جلد 2، صفحہ 161

marfat.com

آپ کے ساتھ مس ہو جاتا تو اس میں بھی مہک پیدا ہو جاتی۔ مثلاً اگر کسی نے مصافحہ کی سعادت حاصل کی تو اس کے ہاتھوں میں خوشبو ہی خوشبو ہو جاتی اگر آپ کسی کے سر پر دست شفقت رکھ دیتے تو وہ اس کی خوشبو سے تمام بچوں سے ممتاز ہو جاتا۔(1)

طبرانی میں حضرت عقبہ بن فرقد جنہوں نے فاروق اعظم کے عہد میں موصل کو فتح کیا تھا، ان کے بارے میں ان کی اہلیہ ام عاصم سے مروی ہے کہ ہم عقبہ کی چار بیویاں تھیں ہم میں سے ہر ایک اپنے خاوند کی خاطر ایک دوسری سے زیادہ اچھی خوشبو استعمال کرتیں لیکن اس کے باوجود عقبہ کے جسم کی خوشبو ہماری خوشبو سے غالب رہتی۔ اسی طرح جب کسی محفل یا اجتماع میں جاتے تو لوگ ان سے پوچھتے کہ آپ ایسی خوشبو کہاں سے لاتے ہیں؟ ایسی خوشبو تو یہاں میسر نہیں ہے۔

ایک دن ہم تمام خواتین نے ان سے پوچھا کہ ہم خوشبو لگانے میں مبالغہ سے کام لیتی ہیں لیکن اس کے باوجود آپ کے جسم کی خوشبو بغیر خوشبو استعمال کے اس پر غالب آ جاتی ہے اس کا کیا سبب ہے؟ اس پر عقبہ نے یہ واقعہ سنایا۔ میرے جسم پر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں پھنسیاں نکل آئیں میں نے آپ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر ان کے بارے میں عرض کیا، آپ نے کپڑے اتارنے کا حکم دیا، میں کپڑے اتار کر ستر ڈھانپ کر آپ کے سامنے بیٹھ گیا، آپ نے دست مبارک پر دم کر کے میری پشت اور پیٹ پر پھیرا جس دن سے میرے آقا نے دست مبارک پھیرا ہے اس دن سے میرا جسم ہمیشہ کے لئے خوشبو دار بنا دیا حالانکہ اعلیٰ سے اعلیٰ خوشبو استعمال کرنے سے اس کا اثر دو چار روز ہی رہتا ہے اور اس دن سے میرا جسم اس عمدہ خوشبو سے لبریز رہتا ہے۔(2)

یہاں مقصود ان پھنسیوں کا علاج تھا مگر آپ کے لعاب دہن نے ان کے جسم پر ایسا اثر کیا کہ نہ صرف ان پھنسیوں اور بیماری سے نجات ملی بلکہ جسم کو ہمیشہ کے لئے خوشبو دار بنا دیا۔ آپ کے لعاب دہن کی تاثیر دیکھیئے کہ ان کے جسم کو ہمیشہ کے لئے معطر کر دیا۔

1۔ سبل الہدیٰ، جلد 2، صفحہ 177
2۔ مواہب اللدنیہ بحوالہ طبرانی، جلد 1، صفحہ 284

marfat.com

کنواں خوشبو سے مہک اٹھا

مسند احمد میں حضرت وائل بن حجر سے مروی ہے کہ مجھے میرے والد گرامی نے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پانی کا ڈول حاضر کیا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ڈول سے پانی نوش فرمایا اور اس پانی سے کلی فرما کر پانی کنوئیں میں ڈال دیا پس کلی کے پانی پھینکنے کی دیر تھی کہ تمام کنواں خوشبو سے مہک اٹھا۔

خون کی برکت سے جہنم سے آزادی

امام ابن حبان نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ ایک قریشی نوجوان نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پچھنے لگائے جب وہ پچھنے لگانے سے فارغ ہوا آپ کا مبارک خون لے کر دیوار کی پچھلی طرف چلا گیا، دائیں بائیں دیکھا کہ کوئی آدمی دیکھ تو نہیں رہا اس کے بعد اس نوجوان نے خون مبارک پی لیا، خون پی لینے کے بعد جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اس کا چہرہ دیکھا، فرمایا: تو نے خون کے ساتھ کیا کیا؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ سلم میں نے اسے دیوار کے پیچھے غائب کر دیا ہے، آپ نے فرمایا: کہاں غائب کیا ہے؟ قریشی نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے مبارک خون کی تعظیم کا تقاضا تھا کہ اسے زمین میں دفن نہ کروں لہذا اسے اپنے پیٹ میں غائب کر دیا۔ آپ نے فرمایا: جاؤ اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے محفوظ کر لیا۔

امام زرقانی اس پر دلیل دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خون مبارک کو جہنم کی آگ مَس نہیں کر سکتی کیونکہ اس نوجوان کے جسم میں آپ کا خون مبارک شامل ہو چکا تھا اس لئے اس پر بھی جہنم کی آگ حرام ہو گئی۔(1)

جنتی کی زیارت

سعید سنن ابن منصور میں حضرت عمر بن سائب رضی اللہ عنہ سے ابو سعید خدری کے والد گرامی حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ جب غزوۂ احد میں

1۔ زرقانی، جلد 4، صفحہ 330

marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لب مبارک زخمی ہوا اور اس سے خون بہنے لگا تو حضرت مالک بن سنان سے شدت جذبات سے رہا نہ گیا تو انہوں نے موقعہ غنیمت جانتے ہوئے اپنا منہ حضور کے ہونٹوں پر لگا دیا اور خون چوسنا شروع کر دیا اتنا چوسا کہ ہونٹ مبارک سفید ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے مالک چھوڑ و، ایسا نہ کرو اس پر محب صادق نے عرض کیا پیارے آقا میں اس نعمت کو کیسے چھوڑوں؟ جب آپ نے دیکھا کہ اس نے یہ عمل میری محبت سے کیا ہے تو خوش ہوئے اور فرمایا کہ جو شخص چاہتا ہے کہ جنتی کو دیکھے تو وہ اس نوجوان کو دیکھ لے۔(1)

غسل کے پانی کی برکت

جس طرح آپ کے مبارک خون کی برکت سے جہنم سے آزادی نصیب ہوتی ہے اسی طرح آپ کے بدن کو مس کرنے والے پانی کی برکت سے جہنم سے آزادی کی نعمت حاصل ہوتی ہے۔

حضرت ابو رافع کی اہلیہ حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کیا جس پانی سے آپ نے غسل فرمایا تھا اس پانی سے کچھ حصہ مجھے نصیب ہو گیا میں نے تبرک جان کر پی لیا اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے غسل میں استعمال ہونے والے پانی کو میں نے پی لیا ہے، آپ نے میری بات سن کر فرمایا: اے ام سلمیٰ! تجھے مبارک ہو" اِذْ هَبِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ بَدَنَکِ النَّارَ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے تیرے بدن کو آگ پر حرام کر دیا ہے"۔

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

1۔ مواہب اللدنیہ، جلد 1 صفحہ 154

marfat.com

فضلاتِ مبارکہ

اور

جسمِ نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

وَاَحْسَنَ مِنْکَ لَمْ تَرَقَطُّ عَیْنِیْ
وَاَجْمَلَکَ مِنکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

خُلِقْتَ مُبَرَّءً مِّنْ کُلِّ عَیْبٍ
کَاَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَاءُ

marfat.com

انسان جن اشیاء کو استعمال کرتا ہے مثلاً گوشت، سبزی، کھانا پانی وغیرہ تمام کی تمام پاکیزہ اور خوشبودار ہوتی ہیں مگر جب ان اشیاء کو انسانی جسم کی صحبت میسر آتی ہے تو اس کی کثافت کی وجہ سے اس میں تعفن اور بدبو پیدا ہو جاتی ہے اور اتنا فرق واضح ہو چکا ہوتا ہے کہ وہی اشیاء جو پہلے پسندیدہ اور مرغوب تھیں اب قابل نفرت و کراہیت ہو چکی ہوتی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول کے مبارک جسم کو بھی اتنا مقدس، معطر، پاکیزہ اور خوشبودار بنایا کہ اتنی لطافت ملائکہ کو بھی میسر نہیں جو نوری مخلوق ہیں۔ چنانچہ جب یہی اشیاء آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس کی صحبت میں رہنے کے بعد بطور فضلہ خارج ہوتیں تو بجائے بدبو پیدا ہونے کے ان میں سب سے زیادہ مہک اور خوشبو پیدا ہو چکی ہوتیں ایسی مہک جس کا مقابلہ کوئی دوسری خوشبو نہ کر پاتی جس زمین کے ٹکڑے کو اپنے بول و براز کے لئے منتخب فرماتے وہ اسے نگل جاتی اور وہاں سوائے خوشبو کے اور کچھ محسوس نہ ہوتا۔

زمین فضلات نگل جاتی اور وہاں سے خوشبو آتی

ام المؤمنین عائشہ فرماتی ہیں کہ ایک دن میں نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ بیت الخلا میں تشریف لے جاتے ہیں آپ کے واپس آنے پر کبھی میں اندر جاتی ہوں تو "فَلَا رَأَیٰ شَیْئًا اِلَّا اِنِّی کُنْتُ اَشَمَّ رَائِحَۃُ الطِّیْبِ وہاں کچھ بھی نظر نہیں آتا مگر کستوری سے بڑھ کر خوشبو پاتی ہوں" اس پر آقا علیہ السلام نے فرمایا: "اَنَا مَعَاشِرَ الْاَنْبِیَا نَبَتَتْ اَجْسَادُنَا عَلٰی اَرْوَاحِ الْجَنَّۃِ فَمَا خَرَجَ مِنْهَا اَتْبَعَهُ الْاَرْضُ ہم انبیاء ہیں ہمارے اجسام اہل جنت کی ارواح کی مانند ہیں ان میں سے جو کچھ بھی خارج ہوتا ہے اسے زمین نگل لیتی ہے"۔(1)

کچھ روایات کے بارے میں

بعض علماء نے مذکورہ بالا روایات کو موضوع قرار دیا ہے کیونکہ اس کے رواۃ میں حسن بن عوان ہے جس کا کذب مسلم ہے۔ امام قسطلانی اور امام زرقانی اس رائے کا رد کرتے ہو

1۔ زرقانی، جلد 4، صفحہ 229

marfat.com

ئے فرماتے ہیں: جب یہ روایت ابن عوان کے علاوہ دیگر طرق سے بھی مروی ہے تو اس پر موضوع کا حکم لگانا کس طرح درست ہوسکتا ہے؟(1)

حضرت ملا علی قاری نے یہی تصریح فرمائی ہے کہ ابن عوان کے لحاظ سے اس کو موضوع قرار دیا گیا ہے، دوسرے طرق کے لحاظ سے یہ موضوع نہیں۔(2)

امام جلال الدین سیوطی نے ''الخصائص الکبری میں'' اس کے دیگر سات طرق کا بھی بیان کیا ہے۔ امام دارقطنی نے سیدہ عائشہ صدیقہ سے بھی ان الفاظ سے ذکر کیا ہے۔ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں دیکھتی ہوں آپ بیت الخلا تشریف لے جاتے ہیں آپ کے وہاں داخل ہونے والے شخص کو کوئی شے نظر نہیں آتی تو آپ نے ارشاد فرمایا: اے عائشہ! تجھے علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دے رکھا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے وجود سے جو کچھ خارج ہو اسے نگل لے۔(3)

حضرت ملا علی قاری اور امام زرقانی ایک صحابی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر کے موقعہ پر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلا رفع حاجت کے لئے تشریف لے گئے جب آپ باہر تشریف لائے تو بعد میں اندر داخل ہوا، میں نے دیکھا وہاں کوئی شے نہیں۔ ہاں! وہاں میں نے تین ایسے پتھر پائے جن کو آپ نے استعمال فرمایا تھا میں نے ان کو اٹھایا تو ان میں سے کستوری سے بڑھ کر خوشبو آرہی تھی۔ میں انہیں جمعہ کے دن مسجد میں اپنی جیب میں لے کر جاتا تو ان کی خوشبو عام خوشبو اور عطروں پر غالب آجاتی جو دوسرے لوگ لگا کر آتے تھے۔ امام زرقانی نے اس روایت کا ترجمہ ان الفاظ میں کیا ہے۔ میں نے ان کو اس طرح سراپا معطر پایا گویا پتھر اپنی ماہیت بدل کر عطر کی مائیت اختیار کر چکے ہیں۔(4)

ان روایات کے پیش نظر محدثین نے آپ کی یہ خصوصیت نقل کی ہے۔

قاضی عیاض لکھتے ہیں۔

1۔ زرقانی علی المواہب، صفحہ 4
2۔ مجمع الوسائل، جلد 2، صفحہ 2
3۔ الشفاء، جلد 1، صفحہ 160
4۔ زرقانی، جلد 4، صفحہ 228

marfat.com

جب آپ رفع حاجت کا ارادہ فرماتے تو زمین پھٹ جاتی اور آپ کے بول و براز کو نگل جاتی وہاں سے خوشبو کے حلے آتے۔

شیخ محقق دہلوی اس خصوصیت کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بول و براز کا ارادہ فرماتے تو زمین میں شگاف پیدا ہو جاتا اور زمین بول و براز کو نگل جاتی اور وہاں سے خوشبو کے حلے آتے اور کوئی بھی انسان آپ کے جسم اطہر سے خارج ہونے والی شے نہ دیکھ پاتا تھا۔(1)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں:

آپ کے مبارک فضلہ کا اثر کسی نے زمین پر نہیں دیکھا، زمین پھٹ جاتی اور اسے نگل جاتی اور اس مقام سے ہر کوئی خوشبو کی مہک پاتا۔(2)

صحابہ اور فضلاتِ آقا کا ادب

احادیث میں متعدد ایسے واقعات ہیں کہ بعض صحابہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات مبارک کو استعمال کیا جس کی وجہ سے ان کے اجسام کو مختلف برکات کا حصول ہوا۔

مشہور صحابیہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک برتن میں پیشاب فرمایا، مجھے پیاس محسوس ہوئی، میں اٹھی میں نے اس پیشاب کو پانی سمجھ کر پی لیا وہ اپنی پیاری پیاری مہک کی وجہ سے مجھے پیشاب محسوس نہ ہوا مجھے حضور علیہ السلام نے صبح بلا کر حکم دیا فلاں برتن میں پیشاب ہے اسے باہر پھینک دو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اسے میں نے پانی سمجھ کر پی لیا ہے یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے یہاں تک کہ آپ کی ڈاڑھیں مبارک نظر آنے لگیں اور پھر فرمایا اے ام ایمن! آج کے بعد تیرے پیٹ کو کوئی بیماری لاحق نہیں ہوگی۔(3)

ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی خادمہ ام یوسف برکت نامی خاتون نے بھی اسی

1۔ مدارج النبوۃ، جلد 1، صفحہ 25
2۔ تفسیر عزیزی سورۂ والضحیٰ، صفحہ 219
3۔ المواہب مع زرقانی، صفحہ 231

marfat.com

طرح آپ کا پیشاب مبارک پی لیا جس پر آپ نے فرمایا: اے ام یوسف! آج کے بعد تجھے کوئی مرض لاحق نہیں ہوگی سوائے اس مرض کے جس سے تیری موت واقع ہو جائے۔

قاضی عیاض مذکورہ روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

یہ حدیث جس میں اس خاتون کے پیشاب مبارک پینے کا ذکر ہے صحیح ہے۔(1)

امام قسطلانی لکھتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے۔ امام دار قطنی نے روایت کر کے اسے صحیح قرار دیا۔(2)

برہان میں طبرانی اور بیہقی کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ برّہ نامی خاتون نے بھی آپ کا بول مبارک پی لیا تھا جس پر رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ خاتون آتشِ جہنم سے چاروں طرف سے محفوظ ہو گئی۔(3)

آپ کا بول مبارک بطور تبرک استعمال کیا جاتا

امام قسطلانی مذکورہ روایات ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بول مبارک اور خون مبارک کو بطور تبرک استعمال کیا جاتا تھا۔(4)

عظیم محدث شارح مسلم امام نووی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

آپ کے بول اور خون مبارک کو متبرک سمجھا جاتا تھا۔(5)

شیخ الاسلام والمسلمین امام ابو یحیٰ زکریا الانصاری الشافعی ''روض الطالب'' میں رقمطراز ہیں کہ آپ کے مبارک خون اور بول کو بطور تبرک استعمال کیا جاتا اور اس کی برکت سے بیماروں کو شفا نصیب ہوتی۔(6)

1۔ خصائص کبریٰ، جلد 1، صفحہ 71
2۔ الشفاء، جلد 1، صفحہ 90
3۔ مواہب اللدنیہ، جلد 1، صفحہ 285
4۔ البرہان فی خصائص حبیب الرحمن، صفحہ 398
5۔ مواہب اللدنیہ، جلد 1، صفحہ 284
6۔ تہذیب الاسماء والصفات، جلد 1، صفحہ 42

marfat.com

فضلاتِ مبارکہ کی طہارت اور علمائے اسلام کی تصریحات

سابقہ گفتگو میں یہ واضح ہو گیا کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے فضلات مبارکہ دیگر لوگوں کی طرح نہیں بلکہ وہ سراپا مہک اور خوشبو تھے، صحابہ کرام نے انہیں بطور تبرک استعمال کیا اور ان کے اجسام میں اس کی برکت اور فوائد بھی مرتب ہوئے یہاں ہم جدید اور قدیم علمائے کرام کے احوال و تصریحات کا ذکر کرنا ضروری سمجھتے ہیں جن میں یہ موجود ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بول و براز امت کے حق میں پاک ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی بول شریف کی طہارت کے سلسلے میں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

آپ کے فضلات مبارکہ کے پاک ہونے پر کثیر دلائل میں ائمہ نے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات قرار دیا ہے۔ شرح شمائل میں روایات شرب و بول کا ذکر کرنے کے بعد رقمطراز ہیں۔ انہیں روایات کو مدنظر رکھتے ہوئے ائمہ متقدمین کی ایک جماعت نے یہ قول نقل کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بول و براز پاک ہے اور یہی قول مختار ہے اور تمام متاخرین کا اسی قول پر اتفاق ہے۔ اس پر کثیر دلائل شاہد ہیں اور ائمہ نے حضور علیہ السلام کے خصوصی شمائل میں شمار کیا ہے۔(1)

امام شامی فتاویٰ شامی میں تحریر کرتے ہیں۔

"صَحَّ بَعْضُ اَئِمَّۃَ الشَّافِعِیَّۃَ طَھَارَۃَ بَوْلِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَ سَآئِرُ فُضَلَاتِہٖ وَ بِہٖ قَالَ اَبُوْ حَنِیْفَۃَ۔ یعنی بعض شوافع اس بات کے قائل ہیں کہ آپ کے مبارک بول بلکہ تمام فضلات پاک ہیں اور امام ابوحنیفہ کی بھی رائے یہی ہے"۔(2)

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ بول و براز کی طہارت پر دلیل قائم کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

آپ نے نہ تو ان کو یعنی بول استعمال کرنے والوں کو منہ دھونے کا حکم دیا اور نہ ہی ایسا عمل دوبارہ کرنے سے منع فرمایا۔(3)

1۔ اشرف الوسائل الی فہم الشمائل، صفحہ 77 — 2۔ فتاویٰ شامی، جلد 1، صفحہ 212

3۔ الشفاء، جلد 1، صفحہ 1

marfat.com

امام نووی فرماتے ہیں کہ آپ کا بول مبارک اور خون اور باقی تمام فضلات پاک ہیں۔

امام ابوبکر بن العربی لکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بول مبارک طاہر ہے۔

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں۔

علماء آپ کے بول و براز کے پاک ہونے کے قائل ہیں۔ ابوبکر بن سابق مالکی اور امام نصر نے اس نقل کیا ہے۔(1)

مولانا انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں۔

علمائے اسلام کا مذہب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات پاک ہیں۔(2)

بعض لوگ فضلات مبارکہ کے بارے میں مذکورہ تصور نہیں کرتے بلکہ آپ کے بول و براز کو دوسرے لوگوں کی طرح ہی قرار دیتے ہیں اس پر ان کی دلیل یہ ہے کہ اگر آپ کے بول و براز پاک ہوتے تو آپ رفع حاجت کے بعد وضو نہ فرماتے بلکہ ہمیشہ آپ کا معمول رہا کہ رفع حاجت کے بعد وضو اور طہارت فرماتے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ جو کہا جاتا ہے کہ آپ کا بول و براز پاک تھا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ امت کے حق میں پاک تھا نہ آپ کے حق میں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے بول و براز استعمال کرنے والوں کو نہ منہ دھونے کا حکم دیا اور نہ آئندہ محتاط رہنے کی تلقین کی بلکہ کسی کو فرمایا تیرے پیٹ کو کبھی مرض لاحق نہ ہوگی اور کسی کو فرمایا کہ تو نے اپنے جسم کو آگ سے محفوظ کرلیا۔ یہ بات واضح ہے کہ اگر اس کا حکم وہی ہوتا جو دوسروں کے بول و براز کا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر کوئی حکم ضرور صادر فرماتے لیکن آپ ملاحظہ کر چکے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بجائے منع کرنے کے انہیں خوشخبری سنائی۔

حضرت فاضل بریلوی اس مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر بول و براز پاک ہے تو پھر انبیاء علیہم السلام کو وضو کی حاجت کیوں ہوتی؟ اس پر لکھتے ہیں۔ وضو کی ضرورت اس لئے پیش نہیں ہوتی تھی کہ یہ ناپاک ہیں بلکہ وہ پاک تو ہیں بلکہ وہ ایسے طیب

1۔ نشر الطیب صفحہ 193   2۔ فیض الباری، جلد 1 صفحہ 198

marfat.com

ہیں کہ ان کا کھانا اور پینا دونوں ہمارے لئے حلال ہیں جیسا کہ اس پر احادیث شاہد ہیں۔ ہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ بول و براز ان انبیاء علیہم السلام کی رفعت شان و پاکیزگی کمال و طہارت کی وجہ سے ان کے حق میں ناپاک تصور ہوں گے۔ ہمارے نزدیک پسندیدہ رائے یہی ہے کہ اللہ کے ہاں یہی ثواب کا درجہ دیا جائے اور یہی قوی امید ہے۔

خلاصۂ موجودات

فطرتِ ابدی نے جمال و کمال مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کو گلیم بشریت میں لپیٹ کر محمدیت کی چادر اوڑھا رکھی ہے۔ یٰٓاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ. غیرت خداوندی دوسرے غیر کو برداشت نہیں کرتی۔ اور اَوْلِیَآئِیْ تَحْتَ لِوَآئِیْ لَا یَعْرِفُهُمْ غَیْرِیْ اس صاحب مزمل کا عکس جمیل ہے ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کے روحانی جمال کو حضور کی تشریف آوری سے پہلے دنیا میں عام کیا تھا۔ وَاُبْرِئُ الْاَکْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰهِ (آل عمران:49) کی روشنی سے اس جمال عیسوی کو دنیا نے ہماری طرف نسبت کر دی۔ وَقَالَتِ النَّصٰرَی الْمَسِیْحُ ابْنُ اللّٰهِ (توبہ:30) عیسائی حضرات عیسیٰ علیہ السلام کو خدا سمجھنے لگ گئے بلکہ ابن اللہ کہنے لگے۔ اور اگر جمال محمدی اور جمال مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی دنیا پر واضح کر دوں اور اہل دنیا پوری طرح دیکھ لے تو ایک قیامت برپا ہو جائے۔ مُردوں میں زندگی آ جائے، شجر و حجر بھی گفتگو کرنے لگ جائیں، دلوں میں محبت کی آگ بھڑک اٹھے، روح خرقۂ تن کر پارہ پارہ کر کے پرواز کرنے لگ جائیں۔ مرغ جاں فضائے لامکاں میں اڑنے لگ جائیں، چنانچہ یہی بہتر ہے کہ جمال مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم اور روحانیت محمدی کو بشریت کے دبیز پردوں میں لپیٹ کر قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰٓی اِلَیَّ (الکہف: 110) اس عالم انور نورانیت کو مدہم کر دیا جائے تا کہ جب صبح قیامت نمودار ہو اور یوم تبلی السرائر، (طارق) کا منظر پیش ہو اور آفتاب رسالت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم آسمان قبولیت ابدی پر جلوہ گر ہو تو ساری دنیا کو معلوم ہو جائے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون تھے اور وہ معلوم کر لیں کہ وہ بشر تھے یا بشر کے پردے میں تھے؟ اہل یقین کو معلوم ہو جائے کہ ان

marfat.com

اٹھارہ ہزار عالم سے سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کو مخفی رکھنے میں کیا حکمت تھی اور عدم سے عالم وجود کے ظہور میں کیا راز تھا؟

تو کائنات حسن ہے یا حسن کائنات
تو اصل موجودات ہے یا وجہ موجودات

یا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا   عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

marfat.com

اسم محمد مجموعہ خوبی

دہر میں اسم محمد سے اجالا کر دے

محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک حسین نام، اور خوبصورت نام، ایک جمال آرا نام، ایک دلنواز نام، ایک دیگر نام، اور ایک جہانگیر نام، ایک رحمت پرور نام، اور ایک نکہت مآب نام، یہی وہ نام ہے جس کی برکتوں سے آدم کو معافی کا پروانہ ملا۔ اسی نام کی بدولت کشتی نوح ساحل آشنا ہوئی، اسی محبوب کے نام کی برکتوں، رحمتوں سے آتش نمرود نے حضرت ابراہیم پر گلزار کا روپ دھارا اور آگ کے شعلے خوشبوؤں کے حلوں میں تبدیل ہو گئے، تاریک کنوئیں میں یہی نام یوسف کے لئے تسلی کا باعث بنا، یہی وہ نام ہے جو محبوب کائنات ہے، یہی نام ہے جو وجہ تخلیق کائنات ہے، یہی وہ نام ہے جو جانِ کائنات ہے، یہی وہ نام ہے جو روح کائنات ہے، یہی وہ نام ہے جو تسکین قلب و جاں ہے، یہی وہ نام ہے جو سرور دلبراں ہے، یہی وہ نام ہے جو علم کا امتحان ہے، یہی وہ نام ہے جو کائنات کا حسین عنوان ہے، یہی وہ نام ہے جو کائنات کی جان ہے، یہی وہ نام ہے جو مونس آہ و فغاں ہے۔ اس میٹھے اور حسین نام کی مالا موسیٰ و عیسیٰ نے جپی، اس خوبصورت نام کے تذکرے یوسف و یعقوب نے کئے اس حسین نام سے ادریس اور داؤد نے فیض حاصل کیا، اسی نام کا ورد اسماعیل نے کیا، اسی نام کا وظیفہ ایوب و یونس نے کیا، اسی نام کے بوسے فضاؤں نے بھی لئے۔ آیئے ہم بھی اس نام کی برکتوں، رحمتوں اور راحتوں سے بہرہ مند ہو جائیں۔

اس دنیا میں بسنے والے ہر انسان کو کسی نہ کسی نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور یہ نام اس کی پہچان بن جاتا ہے۔ بہت سارے نام اس دنیا سے کوچ کرتے ہی ختم ہو کر رہ جاتے ہیں مگر بعض نام ایسے بھی ہوتے ہیں جو رہتی دنیا تک نام والے کو بڑا نام دے جاتے ہیں پھر نام والے کی وجہ سے خود بھی عظمتیں حاصل کرتے ہیں یعنی نام ماضی کی قبر میں دفن ہو کر صفحہ

marfat.com

ہستی سے مٹ جاتے ہیں اور بعض نام سیارگان آسمان کے مثل روشن وتابندہ ہو جاتے ہیں۔

نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھئے۔ بلاشبہ اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہواؤں کے دوش پر اوج ثریا میں، بزم کواکب میں، گردش لیل ونہار میں، مہر وماہ کی روشنی میں، موسموں کی تبدیلی میں، گلزاروں کے گلوں میں، پھولوں کی خوشبوؤں میں، چہکتی کلیوں میں، کھلتے غنچوں میں، گھنگھور گھٹاؤں میں، آسمان کی رفعتوں میں، زمین کی پہنائیوں میں، پہاڑوں کی بلندیوں میں، بارش کے قطروں میں، دریاؤں کی روانی میں، سمندروں کی گہرائیوں میں، آفاق کی وسعتوں میں، وسیع صحراؤں میں، گل پوش وادیوں میں، پر بہار مناظر میں اور دلفریب نظاروں میں، برف پوش چوٹیوں میں، اچھلتی کودتی ندیوں میں، پرندوں کی چہچہاؤں میں، دلوں کی دھڑکنوں میں، قرآن کے لفظوں میں، کہکشاؤں کی فضاؤں میں، حسن کے جمال میں، حروف وتراکیب میں، قلم اور قرطاس میں۔ گویا کہ حسن کے ہر رنگ اور جمال کی ہر کیفیت میں موجود ہے لیکن اسے دیکھنے کے لئے آنکھ بینا چاہیے۔

آنکھ والا تیرے جلووں کا تماشہ دیکھے | دیدۂ کور کو کیا نظر آئے کیا دیکھے

حقیقت یہ ہے کہ کائنات کی ساری رونقیں اور چمنستانِ حیات کی ساری رعنائیاں اس نام اقدس کا صدقہ ہیں۔ جہان کی وسعتوں میں اگر کبھی اس نام کی گونج نہ سنائی دیتی ہوتی۔ یقیناً یہ جہان بھی تشکیل نہ پاتا اسی طرح اگر کائنات میں جمال اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جلوے نہ بکھیرتا تو یہ کائنات بھی کلمہ ’’کن‘‘ میں نہ ڈھلتی۔

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو | چمن دھر میں کلیوں کا تبسم بھی ہو
یہ نہ ساقی ہو تو مے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو | بزم توحید بھی دنیا میں نہ ہو تم بھی نہ ہو
خیمہ افلاک کا ایستادہ اسی نام سے ہے | نبض ہستی تپش اسی نام سے ہے

نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لذت گیریوں کا سلسلہ ہر دور میں جاری رہا ہے۔ کائنات بنی تو یہ نام مقدس ہر روز کروڑوں دلوں کی دھڑکن، لاکھوں آنکھوں کا نور، کروڑوں سماعتوں کی جاذبیت اور لاکھوں زبانوں کا نغمہ بنا۔ جس نے بھی محبت سے یہ نام لیا وہی محبت رب

marfat.com

کائنات کا مستحق ٹھرا، جس نے بھی اس نام مقدس سے پیار کیا وہی کائنات کا محبوب ہوا، جس کا تعلق اس نام سے جتنا مضبوط رہا ذات ذوالجلال سے اتنا قریب ہوا۔ انعاماتِ خداوندی کا ساون اس پر برستا رہا اور قیامت تک برستا رہے گا، جب قیامت کا تصور ہی ختم ہو جائے گا اس وقت بھی دنیا میں دو ہی نام ہوں گے، ایک نام خدا بزبانِ مصطفیٰ یا ذکر مصطفیٰ بزبان خدا۔ سچ ہے۔ ؎

یہ نام کوئی کام بگڑنے نہیں دیتا بگڑے بھی بنا دیتا ہے نام محمد (ﷺ)

ہاں! تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم دونوں جہاں کے بادشاہ ہیں، ہر فقیر بے نوا کی پناہ ہیں، اٹھارہ ہزار عالم کا خلاصہ ہیں، اولادِ آدم کے انسان کامل ہیں بلکہ ساداتِ آدم ہیں، حضرت شیث علیہ السلام کی سیادتِ نبوت کا خلاصہ ہیں، حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی نجاتِ محمد کا ایک نمونہ تھی، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سکوت خلعت محمد کا ایک قطرہ تھا، حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت سلطنت محمد کا ایک رکن تھا، حضرت ادریس علیہ السلام کا صدق، صداقت محمد کا ایک لمحہ تھا، حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن و جمال محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک پرتو تھا، حضرت ایوب علیہ السلام کا صبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بے پناہ صبر کا ایک ذرہ تھا، حضرت داؤد علیہ السلام کا نغمہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت کا ایک مصرعہ تھا، سکندر کا تخت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شوکت کا ایک ادنیٰ سا دبدبہ تھا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مکالمات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قربت کا ایک حصہ تھا، حضرت ہارون علیہ السلام کی وزارت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ کا انعام تھا، حضرت لقمان کی حکمت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاتر کی ایک سطر تھی، حضرت یحییٰ علیہ السلام کی عصمت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک حصہ تھی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رفعت اور بلندی رفعت محمدی کی منزل رفع کا ایک پایہ تھی۔

ہاں محمد کون تھے؟ حضرت ابو بکر صدیق آپ کے دروازے کے خاک نشین، حضرت فاروق اعظم خرمن ایمان کے خوشہ چین تھے، حضرت عثمان آپ کے خوانِ احسان کے ریزہ چین تھے، حضرت علی دریائے رحمت کے چھینٹے جمع کرنے والے تھے، حضرت فاطمہ بتول

marfat.com

بوستانِ مصطفوی کی ایک کلی تھی، حضرت حسن وحسین گلستانِ محمدی کے ایک گلاستہ تھے۔

پھر ہر ایک مہاجر و انصار، آپ کے معززین، جبریل علیہ السلام آپ کے قاصد، اسرافیل علیہ السلام آپ کے مے خانہ کے جرعہ کوش، میکائیل علیہ السلام آپ کے غلاموں کا رزق تقسیم کرنے والے اور حضرت عزرائیل علیہ السلام خیل محمدی کے روح قبض کرنے والے۔ قرآن آپ کا منشور اور کلمہء شہادت آپ کی تیغ۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) عرش اعلیٰ کے مکین

قال الشيخ ابو بكر قدس سره العزيز . ان معراجهٗ عليه السلام اربع و ثلاثون مرة واحدة بجسده و الباقي بروحِهٖ. و الذى يدل عليه على انه عليه السلام عرج مرة بر وحه و جسدهٖ معًا قوله اسرى بعبدهٖ. فان العبداسم الروح والجسد جميعا فرجعت الى ربى اى الى المكان الذى فاحببت فيه ربى. وليس المرادان الله تعالىٰ فى ذالك المكان ورجع لهٗ فان اعتقاده كفر. بل المرادان الله جعل كان محلًا سيد نا محمد صلى الله عليه وسلم ينا جيه فيه لجمع له بين الرفعتين الجسميته المعنويته(1). عرش عظیم اللہ رب العزت کا ٹھکانہ نہیں ہے بلکہ عرش عظیم سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا مکان اور محل ہے کیونکہ یہ تصور کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مکین ہے، تو یہ عقیدہ کفر ہے، کیونکہ اللہ خالق ہے اور عرش مخلوق۔ اگر اللہ تعالیٰ کا مقام عرش ہے تو عرش کی تخلیق سے پہلے کہاں قیام تھا اللہ غیر محدود ہے اور عرش محدود، غیر محدود، محدود میں کیسے سما سکتا ہے؟ ارض وسما کی وسعتیں بھی ہیچ ہیں، وہ کہیں بھی نہیں سما سکتے۔ اگر سما سکتے ہیں تو وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ، یعنی قلب مومن میں۔

حقیقت یہ ہے کہ رب کائنات جہت و مقام اور قعود و قیام سے پاک ہے۔ عرش و کرسی

1۔ حاشیہ جلالین، صفحہ 328

marfat.com

کیا کہیں بھی مقیم نہیں۔ لیکن ہر جگہ موجود ہے، وہ مخفی اور مکنون در پردۂ بطون میں پنہاں ہے ایسے کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو کوہِ طور پر نظر نہیں آتے اور ظاہر و باطن میں عیاں ہیں۔ کہ چاند ستاروں کی چمک، ستاروں کی چھنک، کوندے کی لپک اور بلبل کی چہک میں ہر صاحب نظر کو نظر آتے ہیں۔ ظاہر و باطن میں عیاں ہیں۔ پانی کا قطرہ، مٹی کا ذرہ، جمال قدرت کا آئینہ دار ہے۔ گھاس کا ہر تنکا اس کی قدرت کا ترانہ سنا رہا ہے وہ ہر پردۂ حجاب میں ہے، ہر چشم بصیرت و دیدۂ دل انہیں دیکھ رہا ہے۔ ہاں تو رب العزت عرش پر مکین نہیں۔ بقول اقبال ؎

بٹھا کے عرش پہ رکھا ہے تو نے خدا کو اے واعظ
وہ خدا کیا ہے جو بندوں سے اعتراض کرے

فضائل و فوائد اسمِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

حضرت کعب الاحبار فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے بنی آدم کو مکرم مخلوق بنایا۔ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ (اسراء:70) کا اس کے سر پر تاج رکھا اور تکریم انسانیت کا خطاب بخشا۔ اس کی کرامت یہ ہے کہ وہ نام محمد کی شکل میں پیدا ہوا چنانچہ اس کا گول سر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ''میم'' ہے اور اس کے ہاتھ ''حا'' کے مانند ہیں۔ جوف اور شکم مبارک ''میم ثانی'' اور اس کے پاؤں ''دال'' کی طرح ہیں۔ یہی وجہ ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ جس کافر کو بھی دوزخ میں ڈالیں گے اس کی انسانی شکل مسخ کر دیں گے اور شیطانی ہیت پر پھیر دیں گے کہ انسان کی شکل میرے نام کی شکل پر ہے جو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حق تعالیٰ اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ میرے نام کی صورت پر کسی کو عذاب کرے۔ جو بندہ میرا اہم نام، فرمانبردار اور محبوب ہو اس کو کیسے عذاب دیں گے؟

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جب قیامت کے روز تمام اولین و آخرین مخلوق سے ان کے برے اعمال کا مؤاخذہ ہوگا تو دو بندوں کو اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کریں گے اور اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ ان دونوں کو جنت میں لے جاؤ۔

marfat.com

وہ بندے انتہائی مسرت سے رب العزت کے حضور عرض کریں گے، اے رب ذوالجلال! ہم اپنی ذات میں جنت میں داخل ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتے اور ہمارے نامۂ اعمال میں جنتی ہونے کا کوئی عمل نہیں، ہم اپنے متعلق اس عزت واحترام کا سبب معلوم کرنا چاہتے ہیں، حکم ہوگا تم جنت میں داخل ہو جاؤ کیونکہ یہ میرے کرم سے بعید ہے کہ جس کا نام محمد یا احمد ہو اسے دوزخ میں ڈالوں۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جس گھر میں ان تین ناموں محمد، احمد، عبداللہ میں سے کسی نام والا شخص ہو اس گھر میں فاقہ نہیں ہوتا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ہر وہ بندۂ مومن جو اپنے فرزند کا نام محمد رکھتا ہے میرے ساتھ محبت اور دوستی کی وجہ سے وہ اور اس کا فرزند میرے ساتھ جنت میں داخل ہوں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن خباب بن سعید سے وہ ام کلثوم بنت عتبہ سے وہ اپنی مادر جلیلہ بنت عبدالحلیل سے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں لڑکا پیدا ہوتا ہے تو بچپن میں ہی فوت ہو جاتا ہے آپ کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا: اس دفعہ تجھے حمل ہو جائے تو پختہ ارادہ کرنا کہ اپنے فرزند کا نام میرے نام پر رکھے گی تو مجھے امید ہے کہ تیرا بیٹا زندہ رہے گا اور لمبی عمر پائے گا اور اس کی نسل میں برکت ہوگی، وہ کہتی ہیں میں نے ایسے ہی کیا، میرا وہ بچہ زندہ رہا اور وہ بحرین میں رہتا ہے اور اس کی اولاد سے کسی کی اولاد زیادہ نہیں۔

مجرب عمل

جس شخص کے ہاں نرینہ اولاد نہ ہوتی ہو یا لڑکیاں ہی ہوتی ہوں تو وہ درج ذیل عمل کرے اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے فرزند عطا فرمائے گا اور لمبی عمر پائے گا۔ جب بیوی کے حمل کا چوتھا مہینہ شروع ہو تو اپنی انگشت شہادت بیوی کے پیٹ پر

marfat.com

رکھ کر بلند آواز سے کہے کہ میں نے تیرا نام محمد رکھ دیا ہے اور انگشت شہادت سے ہی بغیر روشنائی کے پیٹ پر محمد لکھ دیا جائے اور جب بچہ پیدا ہو تو اس کا نام محمد رکھے۔ تو انشاء اللہ لڑکا ہوگا اور لمبی عمر پائے گا (راقم کا ذاتی تجربہ ہے) ہر کسی کو اجازت ہے۔

مرض اٹھراہ کا مکمل علاج

جن عورتوں کے حمل ضائع ہو جاتے ہوں یا بچے تندرست پیدا ہو کر چند ماہ یا چند سال کے زندہ رہ کر بارہ سال کی عمر کے اندر فوت ہو جاتے ہوں اسے حکماء اور اطباء ''اٹھراہ'' کہتے ہیں اور دیہات میں عورتیں اور عام لوگ اسے ''سیر شنان'' کے نام سے یاد کرتے ہیں یہ بہت موذی مرض ہے اس کا علاج سوائے کلام الٰہی کے کسی ڈاکٹر یا حکیم کے پاس نہیں ہے جو بھی صاحب یہ عمل کرنا چاہے تو وہ راقم کے ساتھ رابطہ کرے۔ انشاء اللہ بغیر کسی معاوضہ یا فیس کے خَیْرُ النَّاسِ مَنْ یَّنْفَعُ النَّاسَ کے تحت بتا دیا جائے گا۔

marfat.com

جلوے محمد کے

محمد کے جلوے

نگیں میں، جبیں میں، ثمیں میں، خبر میں، اثر میں ، محمد کے جلوے
زمین میں ، مکیں میں، یسار ویمیں میں، قمر میں سحر میں، محمد کے جلوے
چمن میں، دمن میں، کرن میں، سخن میں، شجر میں ثمر میں، محمد کے جلوے
سمندر میں، صحرا میں، دشت وجبل میں، ہیں ہر خشک وتر میں، محمد کے جلوے
قلم میں، علم میں، ہمم میں، حشم میں، کرم میں، ارم میں، حرم میں، محمد کے جلوے
ہوا میں، خلا میں، دعا میں، نور میں، حجر میں ،گہر میں، محمد کے جلوے
طلب میں، سبب میں، طرب میں، عنب میں، ادب میں، لقب میں، محمد کے جلوے
امم میں، رسل میں، جہاں میں، جناں میں، صحف میں، عبر میں، محمد کے جلوے
کفو میں ، رفو میں ، علو میں، نمو میں، سبو میں، وضو میں، گلو میں جلو میں
وفا میں، ادا میں، دوا میں، شفا میں، جبیں میں، نظر میں، محمد کے جلوے
لہک میں، لچک میں، مہک میں، چمک میں، بشر میں، ملک میں، فلک وسمک میں
مکاں میں، زماں میں، عیاں میں، نہاں میں، سفر میں، حضر میں، محمد کے جلوے
نگوں میں، فزوں میں، سکوں میں، جنوں میں جگنوں میں، دروں میں
سبق میں، رمق میں، افق میں، شفق میں، ذکر میں، فکر میں، محمد کے جلوے
چمن میں، کلی میں، وطن میں، گلی میں اِدھر بھی اُدھر بھی ، یہاں بھی ، وہاں بھی
عرب ہو، عجم ہو ، جہاں جائیں حامدؔ ہر بام ودا میں، محمد کے جلوے
جہاں میں ، چمن میں، سمن میں، پھبن میں، سزائے محق میں امان وامن میں
باغ وثمر میں ، برگ وشجر میں ، شمس وقمر میں، شام وکر میں، محمد کے جلوے

marfat.com

نگاہِ آخرین

یہ عاجز بندہ درماندۂ انسان اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر گذار ہے کہ اس نے مجھے دین حق کی سر بلندی اور مسلک اہل سنت سے وابستہ فرما کر اپنے حبیب اور محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف اور توصیف کیلئے توفیق ارزانی فرمائی میرا سینہ اور دماغ روشن کیا۔ آنکھوں میں نور، دماغ میں شعور اور دل کو سرور بخشا اور دل میں محبت رسول کی شمع روشن فرمائی۔

اے دلوں کو روشن کرنے والے، اور مصائب کو دور کرنے والے، اپنے بندوں کے دلوں کو امیدوں کے دلائل سے مطمئن کرنے والے!

اے اللہ! تیری نگاہیں درویشوں کے مصیبت زدہ دلوں پر متوجہ ہیں، اے میرے کریم! ایسا کام ہم نے کوئی نہیں کیا جس میں ریا کاری نہ ہو میرے پاس وہ الفاظ نہیں جو تیری بارگاہ میں پیش کرنے کے قابل ہوں، ہم نے اپنی زندگیاں تباہ کر دیں، ہمارے دل حسرت وندامت سے بھرے ہیں، جنت کی خریداری کے لئے ہم نے کوئی عبادت نہیں کی۔

اے اللہ! عارفوں کے طفیل جنہوں نے آئینہ دل کو دنیا کی کدورتوں سے صاف کر رکھا ہے ہمیں حقائق اشیاء سے واقف فرما، ہماری نگاہ بصیرت سے غفلت کا پردہ اٹھا۔

اے اللہ! ہمارے دلوں کے دروازے کھولنے والے، مصیبت زدہ دوستوں کو راحت بخشنے والے۔

اے اللہ! ہمارے دین کے راستے شمع بصیرت کی روشنی سے درخشاں کر دے۔ خستہ دلوں کے باغیچوں کو حقائق کے شگوفوں سے پر بہار بنا دے۔

اے اللہ! اگر چہ ہم ہزاروں گناہوں میں ڈوبے ہوئے ہیں لیکن تیرا کلمہ پڑھنے والے ہیں، ہمارے گناہوں کو اس کلمہ طیبہ کے طفیل بخش دے۔

اے اللہ! ہمیں ایسا دل عطا فرما جو تیرے کمال کو معلوم کرے، الٰہی ہمیں آنکھیں عطا

marfat.com

فرما جو تیرے جمال کی توفیق رکھتی ہوں، ہمیں ایسے کاموں کی توفیق دے جو تیرے ہاں ہوں۔

اے اللہ! ان ہدایت یافتگان کی حرمت سے جو انس و محبت کی بنیادیں رکھنے والے ہوں۔

اے اللہ! ان خاک نشینوں کا صدقہ جو گوشہ فقر کے معتکف ہیں، ان نورانی ہستیوں کے طفیل ہمارے سینوں میں نور اور روشنی عطا فرما۔

اے اللہ! تو نے اپنی انتہائی مہربانی سے ہمارے دلوں کی زمین میں ہدایت کا بیج بویا ہے اسے اپنے فضل و کرم سے بار آور فرما اور اپنے خود کاشت پودے کو اپنے قہر کے گرم ہوا سے پژمردہ نہ کرنا۔

اے اللہ! اگر چہ ہمارے گناہ بے شمار اور ان گنت ہیں لیکن تیری رحمت اور کرم کے سامنے ہیچ ہیں میں جب اپنے گناہوں کو دیکھتا ہوں تو کانپ اٹھتا ہوں لیکن جب تیری رحمت کو دیکھتا ہوں تو سب غم بھول جاتے ہیں۔

اے اللہ! اگر قیامت کے دن میرے گناہوں کے متعلق سوال ہوگا تو میں برملا کہہ دوں گا کہ تیری رحمت اور بخشش کے خزانے کہاں ہیں، کیا مجھے ان سے کوئی حصہ نہیں ملے گا، کیا میں اس سے محروم رہوں گا؟

اے اللہ! اگر انبیاء، صدیقین اور صالحین کو بخشے گا تو گناہ گار کہاں جائیں گے تو انہیں کس کے حوالے کرے گا؟

اے اللہ! اگر بیگانوں کے ساتھ مجھے بھی آتش دوزخ میں ڈالے گا تو میں تمام دوزخیوں کو تیری محبت اور رحمت سے آگاہ کردوں گا اور تیری رحمت کا بھید کھول دوں گا۔

اے اللہ! میری اس حقیر کوشش کو اپنی جناب میں شرف قبولیت عطا فرما۔ یہ تیرا ہی کرم تھا اور یہ تیرے محبوب رسول کی نگاہ فیض کا صدقہ یہ کتاب لکھنے کی توفیق نصیب ہوئی۔

اے اللہ! تو نے ہی طاقت بخشی اور تیرے کرم سے میں اس قابل ہوا۔

marfat.com

فریاد المسلمین بحضور رب العالمین

المدد اے خدا۔ سب کے حاجت روا۔

رہزن دین بنے لگے رہنما — حق پرستوں کا ایمان خطرے میں ہے
جن کے زیر نگیں ہفت کشور ہوئے — قسمت اہل ایمان کی لکھتے رہے
آج ہیں کفر کے زیر فرماں وہی — قوم کی شوکت و شان خطرے میں ہے
آج اپنی خلافت بنی خواب ہے — کشتی شانِ مسلم کی غرقاب ہے
خود ہی آپس میں دست و گریبان ہیں — جن سے امیر و سلطان خطرے میں ہے
عہد انگریز کی سب سے لقت بڑی — تھا جو وکٹوریہ نے بنایا نبی
اس کے اب پیروکار اس قدر ہو گئے — جن سے نظم گلستان خطرے میں ہے
لیڈروں کے نرالے ہی اطوار ہیں — کہتے ہیں بارِ قوم کے غمخوار ہیں
قومیت کو مٹاتے ہیں کچھ اس طرح — دین کا ہر نگہبان خطرے میں ہے
ناچ گانے غضب آج محبوب ہیں — آہ ۔ ام الخبائث کے مشروب ہیں
ہو رہی ہیں امیروں میں خرمستیاں — دور حاضر کا انسان خطرے میں ہے
رہزنوں کا ہوا گرم بازار ہے — رہنماؤں سے قوم آج بیزار ہے
غیرت دین و ایمان کا بیوپار ہے — آج سچا مسلمان خطرے میں ہے
مصطفیٰ کے فرامین وردِ زبان — مصطفیٰ کی انہیں سے کریں کبر شان
کس غضب کی ہیں یہ شوخیاں الاماں — تیرے پیارے کا فرمان خطرے میں ہے
اہل اسلام کو اب منتشر کر دیا — اب تو ہر فرد ہے ایک فرقہ جدا
دشمنانِ نبی بن گئے اولیاء — آج سچوں کی پہچان خطرے میں ہے
ہم نے مانا کہ بے شک گنہگار ہیں — مالک دو جہاں ہم خطا کار ہیں
امتی ہیں مگر تیرے محبوب کے — امت جاہ ذیشان خطرے میں ہے

marfat.com

فریادالمسلمین بحضور محبوب رب العالمین

شاہ مرحمت چشم عنایت یا رسول اللہ
پریشان حال ہیں ہم اہلسنت یا رسول اللہ

وہ جو ہیں صاحبان جبہ ودستار کہلاتے
یہ باطن آپ سے جن کو عداوت یا رسول اللہ

وہ چہرہ جن کا مومن مگر دل ہے ابو جہلی
ہے اجلا جن کا تن گندی ہے سیرت یا رسول اللہ

زباں پہ نعرۂ توحید دل ایمان سے خالی
ہے کلمہ لب پہ اور دل میں کدورت یا رسول اللہ

وہ جو ہیں آپ کی تعظیم اور تکریم کے منکر
وہ گستاخان دربارِ رسالت یا رسول اللہ

راہزن راہبر بن کر نکل آئے ہیں میدان میں
کریں کس طرح ہم اپنی حفاظت یا رسول اللہ

کسی کو صرف ہے درکار خوشنودی امیروں کی
کسی کو صرف کرسی کی ضرورت یا رسول اللہ

انہیں میں سے نئے فیشن کے کچھ مفتی معاذاللہ
مسائل میں بھی کر بیٹھے ہیں جدت یا رسول اللہ

بنایا تھا تمہارے نام پر جو آشیاں ہم نے
گری ہے اس پہ ہو کر برق برہم یا رسول اللہ

غم دنیا، غم عقبیٰ، غم ارض وطن ہم کو
جو ہم سے کٹ گئے ہیں ان کا بھی ہے غم یا رسول اللہ

marfat.com

کرم ہو ارض پاکستان پر اے رحمت عالم
نگوں ہونے نہ دیجئے سبز پرچم یارسول اللہ

نگاہِ بد سے ہو محفوظ پاکستان کا پرچم
بلندی پر رہے یہ چاند تارہ یارسول اللہ

بنے مرد مجاہد۔ مرد مومن دور حاضر میں
ملے عشق محمد کی اس کو دولت یارسول اللہ

زمانے بھر کے ٹھکرائے تمہارے در پہ آئے ہیں
ہمارے سر پہ رکھئے دستِ شفقت یارسول اللہ

ہے امت پہ تیری چھائے ہوئے ادبار کے بادل
بچانا یارسول اللہ بچانا یارسول اللہ

بد اعمالوں، خطا کاروں، سیاہ کاروں پہ رحمت ہو
خدارا دو ہمیں اپنی محبت یارسول اللہ

توئی رہبر، توئی مرشد، توئی ہادی، توئی مرسل
توئی حسنِ دو عالم جانِ جاناں یارسول اللہ

میری برباد ہستی کو بسا دو یارسول اللہ
کنارے پر میری کشتی لگا دو یارسول اللہ

میرے تاریک دل پر نور کی برسات ہو جائے
میرے قلب سیاہ کو جگمگا دو یارسول اللہ

مدینے سے اٹھے پھر ابررحمت یارسول اللہ
کرم ہو پھر بشکل اعلیٰ حضرت یارسول اللہ

زمانے پر ہے احسان آپ کے احمد رضا خاں کا
پڑھا یا سنیوں کو جس نے ہر دم یارسول اللہ

marfat.com

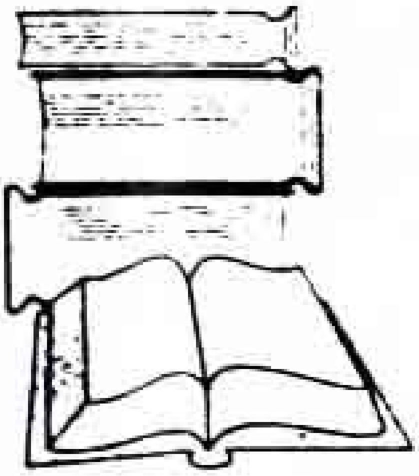

اھل علم کیلئے
عظیم علمی پیشکش

آیات احکام کی تفسیر و تشریح پر مشتمل عصر حاضر کے یگانہ روزگار اور معتبر عالم دین

حضرت علامہ سیّد سعادت علی قادری کے

قلم سے نکلا ھوا عظیم علمی شاھکار

یَآیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

۲ جلدیں

خصوصیات

- زندگی کے تمام شعبوں اور عصر حاضر کے جملہ مسائل کا حل
- متلاشیان علم کے لئے ایک بہترین علمی ذخیرہ
- مقررین و واعظین کیلئے بیش قیمت خزانہ
- ہر عصر کی ضرورت اور ہر فرد کیلئے یکساں مفید

آج ھی طلب فرمائیں

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور - کراچی ○ پاکستان

marfat.com

صاحبانِ ذوق و محبت اور اربابِ فکر و نظر

مژدہ جانفزا

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر

حضرت ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ کے
بہار آفریں قلم سے نکلا ہوا لازوال شاہکار
درد و سوز اور تحقیق و آگہی سے معمور تصنیف

ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مکمل سیٹ سات جلدیں

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور، کراچی۔ پاکستان

marfat.com

خوشخبری

مشہور و معروف محدث و مفسر حضرت امام حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ

کا عظیم شاہکار

تفسیر ابن کثیر

جس کا جدید اور مکمل اردو ترجمہ ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف نے اپنے نامور فضلاء

مولانا محمد اکرم الازہری، مولانا محمد سعید الازہری

اور مولانا محمد الطاف حسین الازہری سے اپنی نگرانی میں کروایا ہے۔

ان شاء اللہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

جلد اس علمی کارنامے کو منصۂ شہود پر لانے کا شرف حاصل کر رہا ہے۔

marfat.com

ضیاء القرآن پبلی کیشنز کے تفاسیری کارنامے

تفسیر خزائن العرفان
صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر نور العرفان
حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ

ضیاء القرآن ۵ جلد
مفسر ضیاء الامت حضرت پیر
محمد کرم شاہ الازہری نور اللہ مرقدہٗ

تفسیر الحسنات ۷ جلد
ابو الحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر مظہری ۱۰ جلد
عارف باللہ حضرت قاضی ثناء اللہ
پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

تفسیرات احمدیہ
ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر ابن کثیر ۴ جلد
علامہ ابو الفداء عماد الدین ابن کثیر علیہ الرحمۃ

تفسیر دُرِ منثور
علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر احکام القرآن
مولانا جلال الدین قادری

یاایھا الذین امنوا
مفتی سعادت علی قادری

تفسیر سورۃ النساء
پروفیسر منیب الرحمٰن

1Z 436